

فلسفۃ الاسلام (فن کیمیسٹری)

تصنیف

آیۃ اللہ العظمیٰ حکیم الامت علامہ ہندی سید احمد نقوی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

(دیباچہ)

حضرات آجکل مختلف مذاہب مختلف عقائد اور مختلف فرقوں کے لحاظ سے دنیا ایک غلط فہمی کا مرکز بن چکی ہے۔ اس قدر مذاہب مختلف عقائد و اصول کو دیکھ کر بالکل ایک دوسرے کے خلاف ضد و نقیض واقع بن گئے ہیں۔ ایک حق کا متلاشی سچائی کے نور کا علم سمجھتا ہے تاریکیاں اس قدر بھیل گئی ہیں کہ ایک متلاشی کی راہ میں نور ادا کرنے سے قہر ہو جاتا ہے اور جیسا معلوم ہوتا ہے۔

عقائد باطلہ خیالات ناقصہ کی گھنور گھٹنا بھاری ہے۔ اصول اعتدال اور اخلاق فاضل کے آفتاب کی روشنی منہ چھپا رہی ہے۔ خصوصاً سائنس کے اس نئے دور و دورے میں ہر شخص مذہب کے چھوٹے چھوٹے مسئلہ کو اپنی دو راہی عقل سے جانچنا چاہتا ہے اور سائنس کے اصولوں پر مطابق کرتا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں سائنس سے مطابقت نہیں ہوتی یا اونکی عقل میں وہ مسئلہ نہیں آتا تو پھر ہنسی اور مذاق ہونا ہے اسلامی صداقت جھٹکنا اور عقائد میں اوڑنا بیجا ہے۔

یہ خیال نہیں کرتے کہ فلسفہ الہی فلسفہ انسانی کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ انسانی فلسفہ ہمیشہ بننا بگڑتا رہتا ہے کوئی انسانی فلسفہ سچا نہیں ثابت ہوا اگر اسکی سچائی ثابت ہو جاتی تو خیر حقیقات کا وردہ ازہ بند ہو جاتا اور آسمانے دن نئی تبدیلیاں نہ ہوتیں۔

اب انسان کو وہ فلسفہ الہی چاہی اور قیامت تک ہوا سطر غیر تبدیل ہے جسکی نسبت ارشاد ہے: **لَا تَحْدِثُ سُنَّةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا** وہ اس آسمانے دن کی تبدیلیوں سے کیونکر مطابق ہو سکتا ہے۔

اس صورت میں ہنسی مذاق ایک جہالت و حماقت کی دلیل ہوگی۔ لیکن بیشک ہمارا بھی قصور ہے۔ فلسفہ الہی اب تک سمجھنے قوم کے سامنے نہیں پیش کیا تاکہ انسانی فلسفہ کی قلمی کھلتی اور الہی فلسفہ کی صداقت ظاہر ہوئی۔

اسلام عمرو۔ ہوا کہ اسی غلط تاریکی کی کالی گھٹائیں دین حق کا آفتاب بھی چلے۔ اپنی حقانیت و صداقت کا جلوہ دکھاوے۔ یہ آفتاب حقیقت اب طالع ہوا ہے۔

بعض ہے کہ اسکی روشنی سے کفر و شرک کی تاریکیاں کا فور ہو کر مہل باواہر ہو جاوے
شیعہ ہدایت روشن کی گئی ہے امید ہے کہ اسکی چمک دمک سے عقائد باطلہ کی شب بھری
دور ہو کر انوار اسلام چار و فطرت اپنی روشنی پھیلا دیں۔

لیکن یہ کام ایک آدمی کا نہیں۔ بلکہ ساری قوم کا کام ہے۔ اور قوم کو مناسب
ہو کہ اسے سارے دل اور ساری جان اور ساری طاقت سے۔ دین۔

غیر قوم کی طرف سے کیا گیا سچی کر رہی ہیں۔ لیکن اگر کچھ نہیں کیا جاتا تو محض
اشاعت حق کے لیے۔ ایک ہی عالی ہمت، ادبہ کھڑا ہو تو یہ بیڑا پار ہے۔
لیکن کیسکو اسلام کا در دہلی تو ہو۔

خدا چاہے تو ایک دم میں ساری دنیا کو مسلمان کر دے۔ لیکن وہ ہماری بختوں
اور کوششوں کا امتحان کرنا ہے۔ اور دیکھنا ہے کہ ہم اس کے پاک مذہب کے
پھیلا نے میں کیا مدد کرتے ہیں ۲۲ یا اَیُّہَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِنْ نَصْرَ اللّٰہُ نَصْرَکُمْ
یَثْبُتْ اَقْلَامُ مَکْرَہٍ

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اسلام کی تصنیف جاری ہوئی
جبکی اس عرصہ میں حسب ذیل جلدیں تصنیف ہوئیں (۱) مائیم الاجام (۲) اسلامی
علم الہیہ (۳) کتاب توحید (۴) کتاب عدل (۵) کتاب نبوت (۶) اسلامی
کیمیٹری۔

اور حسب ذیل کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ (۱) حیاء و جی (۲) فرائض
(۳) فرائض و جی (۴) علم طبیعیات (۵) علم نباتات (۶) اناتھی (۷) علم الطب
(۸) علم الحیوان (۹) علم النفس (۱۰) علم نجوم (۱۱) کتاب امامت (۱۲)
کتاب معاد۔

لیکن اب تک قوم کی بے پرواہی کا وہی حال ہے کوئی باہمت ہمدرد نہیں جو ہمارا
ہاتھ بٹا دے جن کتابوں کی اس کتاب کی تصنیف میں ضرورت ہے اور نکالنا ہم نے
وشوار ہے۔ کوئی اتنا ہے کہ اس بے سرو سامانی میں جو کتاب تصنیف ہو اسکی اشاعت نہیں

دوسے۔ اگر ہی حال ہے تو جی دس مہری کا ہے تو اسلام کو ابوداع کناجا ہے
 بڑی جیف کی بات ہے جو ہمارے مذہبی ہوشیون کو آنا بھی جس نہو کو آجکل مذہب کو کس
 چیز کی ضرورت ہے اور کون کیا خدمت دین کر رہا ہے۔

فلسفہ الاسلام کی یہ دوسری جلد فن کمپٹری میں بطور نمونہ ہم شائع کرتے ہیں اور
 قوم کو جگا تے ہیں۔ اسی انداز پر کل جلد میں اس کتاب کی لکھی جا رہی ہیں۔ اب بھی قوم
 ہوشیار نہ ہو اور ضرورت کا احساس نہ کرے تو اختیار ہے۔

ہم اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ اسلام میں یہ پہلا کام ہے جس کا مجھے بیڑا دھنایا ہے
 بتوفیق الہی فلسفہ کی جملہ شاخو نمین ہم اسلامی فلسفہ کو کھکھک میں کرینگے۔
 اگر قوم کے چند باہمت اشخاص آمادہ ہو جاویں تو اس کتاب کی تصنیف و اشاعت
 کچھ دشوار نہیں ہے۔

اس فن کمپٹری کی اشاعت میں ہجو عالم جناب جلالہ آباد فحامت نصاب ائیر مقام نہیں
 ہو الا مقام عمدۃ الاراکین جناب نواب محمد لاوے علیخان بہادر دام اقبال نے مدد دی
 ہے کچھ چار آپ سرایہ ہے جس سے خدا خدا کر کے یہ مختصر جلد شائع ہوتی ہے اگر چند
 باہمت رہنما اس بزرگ سے دینی خدمت کا سبق لیں اور غور و توجہ فرماویں تو بیشک
 کم تو جی کی شکایت برطرف ہو سکتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

احمد مہربان شاہ
 محمد ابراہیم شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمّد و فصلی علی رسولہ الکریم

باب پہلا

۱۔ کیمتری (یعنی علم کیمیا) وہ علم ہے جس سے ماہیت اور صفات و ترکیب
کل اشیاء کی جننے پہ عالم بنایا ہوا معلوم ہوتی ہے چوتھو عنصر یا بیضیہ مفرد جزین ثابت
ہوئی ہیں عواشیاء الارضی کی ساخت میں شامل ہیں۔ مفرد (ایلی نشت) وہ ہے جو تنہا ہو
اس کے شامل کوئی دوسری شے نہ ہو اور جب دویا کئی مفرد مجا دین تو او کو مرکب کہتے ہیں۔
سابق میں عنصر چار سمجھے جاتے تھے اب یہ قول الیسا ہے جیسے کوئی دن کو رات کہے۔
لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا عناصر چوتھوں میں یہ بھی غلط ہے جس طرح متقدمین آب، ارض، ہوا کی
تخلیل برقا ورنہ تھے اس لیے مفرد قرار دیا تھا اب طرح سے آج کل کیمٹ موجودہ عناصر کی
تفریق و تخلیل برقا و زمین اس وجہ سے چوتھو عنصر کہہ رہے ہیں۔ پس یہ کہنا صحیح ہے کہ آج کل عالمی
تجزیہ چوتھو کم عنصر نہیں بتاتا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ارض میں چوتھو عنصر ہیں۔
(سماج) الف۔ انحصار انھیں چوتھو مفرد و غیر نہیں ہے ممکن ہے اس عالم میں آئندہ اور
بھی مفردات تحقیق ہوں۔

ب۔ دیگر موجودات کے مفردات ممکن ہے یہی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بجائے اس کے
کم و بیش اور بھی مفردات ہوں۔

ج۔ جسکا مفرد ہونا ثابت ہوا ہے ممکن ہے آئندہ تحقیق میں ثابت ہو کہ یہ مفردات نہیں ہیں
بلکہ مرکبات ہیں جیسا کہ سابق میں عناصر کو چار میں منقسم کر لیا تھا۔

۲۔ اعلیٰ منت کے معنی بیشک یہ ہو گئے کہ وہ تنہا ہے اس کے ساتھ کوئی شے شامل نہیں ہے
مگر فی نفسہ جبکہ ہم اپنی منت سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ وہ مرکب ہو۔

۲۔ طبیعات میں ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ نے نامعلوم اسباب کی وجہ سے مختلف عنصر و ن کی
مکمل اختیار کی ہے۔ اس سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب تمامہ عنصری شکل میں مادہ آگیا ہے

اور نہ سائنس نے یہ بتایا ہے کہ مادہ ابتدا میں کیا بنے تھا بلکہ ایک مجمل اور نامعلوم
 شے کا نام ہے دیکھو مایع الاجسام فلسفۃ الاسلام سائنس کی اس جہالت کا جو کچھ اثر علوم
 ماویہ پر واقع ہوتا ہے اور جو کچھ پھر بلوٹین اس جہالت کا اثر ہو رہا ہے وقت ٹھیک اندازہ کیا جاسکتا
 ہے جب یہ جہالت برطرف ہو جاوے۔ لیکن جس حد پر تاس کی لگا ہے اور کیا نتیجہ ظاہری ہو۔
 الف۔ جن اسباب غیر معلوم کی وجہ سے مادہ نے عنصری شکلیں بدل کر اپنی اصل حالت پر آجھا دیگا
 اسباب کے مفقود ہو جانے سے مادہ پر عنصری شکلیں چھوڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجھا دیگا
 اور کوئی عنصری شکل موجود نہ ہوگی اور وقت عالم کا فنا ہوتا مفہوم میں آسکتا ہے
 جبکہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ایک زندگی سے اس طرح فرمایا ہے۔
 ۱۔ بلکہ روح باقی رہے گی اور وقت تک جبکہ نفع ضرور ہو بعد اسکے سب اشیا
 باطل و فنا ہو جاوے گی جس ہو گا نہ محسوس ہو گا (احتجاج علامہ طبرسی رہ)
 پس جن اسباب سے مادہ کا عنصری شکل تو بن آنا ممکن ہو اور جن میں اس کے مفقود ہونے
 سے مادہ کا غیر متشکل ہونا بھی ممکن ہے۔
 ب۔ انسان مادہ کو نہ پیدا کر سکتا ہے نہ فنا کر سکتا ہے جو کچھ کر سکتا ہے وہ اس قدر
 ہے کہ صورت و حالت بدل دے اور اس سے ایک نئی شکل پیدا ہو جائے
 اس لیے کہ انسان کا عقل و تصرف مادیات میں پایا جاتا ہے نہ مادہ میں۔ ظاہری
 مطالب اس کا یہ ہے کہ انسان مادہ کے حادثہ فنا پر قادر نہیں ہے جبکہ نتیجہ یہ
 نہیں ہے کہ انسان کے علاوہ اور کوئی قدرت حادثہ فنا پر قادر نہ ہو۔
 اور نہ یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ مادہ از خود بھی حادثہ فنا نہیں ہو سکتا اسلامی
 تعلیم ہے خدا پرست کو باقی رکھتا ہے وہی ہر شے کو فنا کرنا ہی (اصلی لفظی دعا کوئی)
 وہ تکیرات عناصر کے جو انسان کے ہاتھوں ہوئے ہیں اور کوئی تکیہ کیا ہے
 یہ تکیہات شکل عنصری میں منحصر ہیں۔ فن کیمیا میں اس بات سے بحث ہوئی ہے
 میں کس طرح تغیرات ہو سکتے ہیں اور کن قواعد سے اور ایک عنصر دوسرے سے
 مل کر کیا بنتا ہے اور کیا خواص ہوئے ہیں اور خواص کو کر تحلیل ہونے میں اور کون کس

پہلے میں تحلیل ہوتا ہے۔

۱۔ تحلیل - فن کیمبر می میں تحلیل کو بڑا دخل ہے لہذا تحلیل کی تعریف مجھنا ضروری ہے۔ عام قاعدہ ہے کہ قوت یا ذریعہ متلافہ جسم سیال کی غالب آوے گا جس سے اجزاء کا اور قوت متلافہ سے جو ذرات میں جسم جامد کے تھی تو کہ اجا دیں گے جسم جامد سیال میں حل ہوگا (مثال) نمک و شکر پانی میں حل ہوتی ہیں کا فوراً الکول میں، چاندی، مانگہ یا رومین، بکریہ مطلب ہے کہ پانی غالب کرتا ہے قوت انصاف کو شکر و نمک کے ذرات، کے۔ یعنی ہر ذرہ کو دوسرے ذرہ پر شکر و نمک کی جو قوت متلافہ تھی بڑا دیتا ہے۔ جس سے کہ اس جسم جامد کے ذرات میں بالکل تفرقہ و جدائی ہو جاتی ہے اور ہر ذرہ شکر یا نمک کا پانی کے ہر ذرہ سے مل جاتا ہے اور اگر وہ سیال جسم جامد کے ذرات میں قوت انصاف کو نہ بڑھا دے تو یہ کہتے ہیں کہ اس جسم جامد کو اس سیال میں حل ہونے کی قابلیت نہیں ہے۔ (مثال) طبا شیر پانی میں حل نہ ہوگا، اور کوئی گوند الکول میں حل نہ ہوگا، کا فوراً پانی میں حل نہ ہوگا۔ بکریہ مطلب ہے کہ پانی میں اسکی قوت نہیں ہے کہ وہ طبا شیر کے ذرات میں قوت متلافہ کو بڑھا دے اور الکول میں یہ قوت نہیں کہ وہ گوند کے ذرہ میں قوت انصاف بڑھا دے۔ اس طرح پانی کا ذرہ کے ذروں کی قوت انصاف کو نہیں بڑھاتا۔

حالات اور برقیات میں بھی اجسام حل ہوتے ہیں اور بہت سے اجسام ایسے ہیں جو کسی سیال سے حل نہیں ہوتے۔ بکریہ مطلب نہیں ہے کہ ان اجسام میں حل ہونے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ انکے حل کا پتہ نہیں ملتا اور حل کا طریقہ جکو معلوم نہیں ہے۔ (نتیجہ) محلات کا انحصار نہیں ہو سکتا اور جن اجسام کے حل سے اسوقت ہم عاجز ہیں اور حل و تفریق نہیں کر سکتے اور انکو اجسام بسیط یا منصریہ کہتے ہیں اور انہیں گواصل اجسام خیال کر لیں انہیں کی باہمی ترکیب سے دنیا میں انکھوں مرکب و محکا وجود بناتے ہیں۔ لیکن اسوقت یہ بسا اڑا تحلیل ہو جاوے۔ بچے اور انکا مرکب ہونا ثابت ہو گا اور سوکھت اجسام یہ اشارہ دے چکے ہمارے تجربہ کی کچھ اور بھی حالت ہوگی ہم مفردات کی تحلیل پر غماور نہیں جو سے کہتے ہیں کہ مادہ تحلیل نہیں ہو سکتا ہم اسے تجربہ کے ناقص ہونے سے یہ صحیح حکم نہیں

لگا سکتے اور نہیں کہہ سکتے کہ یہی اسے بخدا ہی دلیل بقا و مادہ ہے۔

ب۔ جو چیز جامد کے ذریعہ نفع و نقصان کو بڑھاوے اور کسی تحلیل بھی پہل ہو جاتی ہے جیسے پسی شے غیر پسی شے سے جلد مل جاتی ہے۔ اسے حرارت سے اجسام تحلیل ہو جاتی ہیں۔ دوسرے سہل کا ہوا اور حجم میں اس جسم کے پسے سے قوت متلاصقہ بڑھ جاتی ہے۔

تیسرا اثر اس کا ہوا و مادہ میں

ج۔ تحلیل سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شے فنا ہو گئی متقدمین صورت بہ اجزاء سے تحلیل کر کے شے کے مادہ فنا ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کو اٹھارہ صد و ستر برس تک تھا۔ اسلام ہوئے اور کئی غلط خیالی کی تردید کرتا رہا اور برابر بتاتا رہا کہ جو کچھ محمد اور اس کے بعد میں تصدق ہو یہ صد و ستر نہیں ہے بلکہ تحلیل ہو گیا ہے اور وہ بھر عو کر گیا جس پر حاجاتی کی تباہی اسلامی تعلیم میں غلط خیال کا نہ کسی طرح سر دیا ہے۔

چوتھا اثر

الف۔ جبرائیل علیہ السلام نے زمین پر۔ مٹی بھر زمین سے مٹی لی اور سوا آب شیرین و آب کھنکھن زمین کو، بخدا تعالیٰ تفسیر فرماتے بخدا لاؤ اور کتاب اسما و العالم لیجئے آب شیرین و آب کھنکھن میں مخلوق کیا۔

ب۔ ایک زن زائیدہ نے اندھے کی سفیدی پایا یہ بڑا ذکر ایک بے غطاء عابد کو زنا کار مستم کیا۔ حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے آب گرم سے اس کے پاؤں کو تر کیا وہ سفیدی بچنے لگی (درینہ العاجز) اس علی سے بتایا کہ آب گرم میں مادہ اف فی حل ہو جاتا ہے اور سفیدی بیضہ رخ تحلیل نہیں ہوتی ہے۔

ج۔ مقاتل سے روایت ہے کہ لا خدا آتش دہر شے کو علاوہ جن لوگوں کو اللہ کے قیامت کے روز نفع فرماویگا اور سوال فرماویگا۔

تھا اور کون رب ہے۔

جواب۔ متفق المفظر حسن و رحم خداوند کریم خدا جب ہر ظالم و مظلوم کا فیصلہ کر لیا ہوگا یہی وہ انشا خداوندی ہے اگر کسی پرند کو اذیت دی ہوگی تو اس کا بھی فیصلہ کیا ہوگا۔

خبر ارشاد ہوگا۔ جس نے مخلوق کی اپنی آدم کی واسطے اور تنہ اپنی تمام زندگی اطاعت

بنی آدم کی لذات تم اسکے سلسلہ میں اسی پاک مٹی میں مجاؤ جس سے تم بنے تھے (یعنی اپنے مفردات میں تحلیل ہو جاؤ) وہ سب اوس وقت ہی ہو جا دیں گے۔ اوس وقت کا ذکر بیگا (یعنی اپنے سنے) مذہب و انجام کار پر غور کر کے اسے کاش میں بھی مٹی ہو جانا حیدر اخذ فرمانا ہے اور قبول الکا فرما لیتھی گفت تو بابا (معجم الجورین)

۴۔ کسی جسم کے حل ہو جانے سے اوسکی قوت التصاق فنا نہیں ہوتی لغواور بیگا رطل ہو جاتی ہے اوس قوت التصاق کے آگے جو سیال کی ہے۔ اگر جسم سیال کی قوت التصاق ضعیف ہو جاوے تو بیٹنگ اوس جاء کی قوت التصاق عود کر آوے گی اور وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاوے گا۔

(مثال) الکوبل آٹھ حصہ میں نصف حصہ کا فور حل ہو جاوے گا اب الکوبل کی قوت بانی تاکر کم کر دو فور اکا فور الکوبل سے جدا ہو کر تہ نشین ہو جاوے گا اس دوبارہ اصلی حالت پر تحلیل کے بعد اعادہ کو اس اب کہتے ہیں اور جو شے تہ نشین ہو جاوے اوسکو رسوب کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیم میں سلا ارساب کو معاد جسمانی کے باب میں بہت زور دیکر بیان کیا ہے۔ اہلک - منها خلقنا نکرو فیہا انبیاء و مرسلنا و منها نخرجکم و نارجعہ (سورہ طہ) اس مٹی سے بنائے گئے ہو اور اس میں لمجاؤ گے (تحلیل ہو جاؤ گے) اور اس میں سے پھر اڑھا کے جاؤ گے (یعنی بقاعدہ ارساب)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک زمین پر سے مخاطب ہو کر۔ روحانیات کی مٹی (یعنی مفردات) سونے کی طرح مٹی میں مخلوط ہوگی جب دوبارہ زندہ ہونے کا وقت آوے گا زمین سے وہ پانی نکلے گا جو سب ہوگا مخلوق کی حیات کا اوس وقت دیرح زمین کے خالص و پاک مٹی ہو جاوے گا دیکھئے پھر وہ پانی اس طرح اوس مٹی کو حرکت دے گا جس طرح مٹی میں پانی بہر کر ملا جلا ہوتا ہے اوس وقت انسانی مٹی اس طرح ہو جائے گی جیسے سونا مٹی سے علیحدہ ہو جاتا ہے پانی سے دھونے کے بعد (احتجاج طبرسی) انسانی مادہ بعد تحلیل کے پھر اصلی حالت پر عود کرے گا اور قوت التصاق جو محلل اجسام

انسانی ہے ضعیف یا باطل کر دیکھا دیکھی کس چیز سے محصور نے بتایا ہے کہ وہ خالص
 پانی ہو گا خاص قسم کا جو ذرہ روح کی حیات کا باعث ہے اور پانی وہ ہے جو سے مخلقات
 جسم انسانی کی قوت انصاف جانی ہو سکی یا ضعیف ہو جائیگی جیسا کہ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں
 کی غفلت میں شاہد کرتے ہیں پس یہ انقلاب ہے ایک صورت سے دوسری صورت ہو جانا
 یہ سب غلیل کے کرب بن ہریم غلیل ہو کر دوسرا ہم بن جاتا ہے۔ دشت سرگل کر مٹی بن جاتا
 ہے نئی سے مادہ جو انی مل ہو کر حشرات الارض بننے میں اسطر سے نظام عالم قائم ہے
 اور ہم حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ غنہ ایک جو ہر سے دوسرا جو ہر کوئی نہیں
 بناتا سوا اسے خدا کے (قویہ) بخاریم کیمسری بن سلم ہے کہ بدون غلیل کی قوت کے
 از خود صورت نہ برے گی اور غلیل ذمہ و سبب وغیرہ خدا کی پیدا کردہ قوت میں خدا نے
 غلیل کی قوت اجسام میں پیدا کی ہے ایک جسم کو دوسرے جسم سے مل کرنا ہے جنین
 قوت غلیل نہیں اور جن خدا اس قوت کو پیدا فرماتا ہے اور جن میں یہ قوت موجود ہے
 وہ خدا کی پیدا کردہ ہے تاکہ مخلوق اپنی ضرورتوں کو پورا کر سکے اس قوت سے نظام
 عالم قائم کیا ہے اور علما اعلیٰ ہوئے کہ جوہر سے خدا مخلوق اجسام ہے۔
 ۵۔ کشش کیمیائی یا انفت کیمیائی جبکہ کشش کیمیائی نہ ہو دو مختلف حقیقتیں ایک نہیں
 کہتے ہیں آپس میں مفردان اور مرکبوں کے ایک خاص کشش ہے جس سے مفردہ ایسا مرکب
 بناتے ہیں جبکہ اپنے بنائے والے مفرد سے ایسا مرکبوں سے اصلاً مشابہت نہیں رہتی
 نہ صورت میں نہ صفات میں۔

مثال) گندک و بارہ لٹے سے شجر بنتی ہے۔

(ترتیب) کوئی شے مرکب نہیں ہوتی جبکہ کشش کیمیائی نہ ہو دو مختلف حقیقتیں ایک نہیں
 ہو سکتیں اور نہ دو مفردوں کا مل جانے کے بعد مرکب اپنے صفات سے نصف ہوتا ہے
 اسلامی تعلیم میں الوہیت و انسانیت کے اتحاد و ترکیب کی اسی بنا پر تعمیل کی جاتی ہے اور
 شرک بتایا جاتا ہے اگر انسان مادہ کو الہی مادہ سے کشش ہے تو کسی انسان پر شجر نہیں
 (ایسے کہ سب کا ایک مادہ ہے بحیثیت انسانیت) تمام انسان سے ایسا متحد و مرکب

ہو سکتی ہے پس ہمہ دست صحیح ہو گا یا یہ کتاب پر لکھا کہ۔ الہی مادہ انسانی آدہ ہے اور خدا
انسان ہے۔ انسانی مادہ اور الہی مادہ میں بھر کوئی فرق نہ رہا۔ قطع نظر اس کے بعد مرکب کا
مرکب اپنے مفردات کے صفات سے محض نہیں ہو سکتا انسان وہ آئی ترکیب و اتحاد کے
بعد نہ الودیت رہیگی نہ انسانیت ایسے مرکب کو یہ دونوں صفات دینا بالکل صحیح نہیں ہے
(خلاصہ تعلیم اسلامی) محض ممکنات میں الفت کیسائی ہوتی ہے واجب ممکن میں کشش نہیں کی
مکن نہیں لہذا کوئی مرکب واجب و ممکن کا نہیں ہوتا ہے۔

شریعت اسلام میں الفت کیسائی کا اسطر سے ذکر ہے ۱۲ خدا نے مخلوق کو خالص اور غیر
خالص بنایا آپس میں اختلاف و الفت قرار دی اور رنگ قرار دیا اور ذائقہ و سم متما
کے (یعنی الاخبار توحید صدوق رہ، بخارا انوار) صاف بتایا ہے کہ مخلوق دو طرح ہے
ایک خالص یعنی مفردات ہیں دوسری آمیزش نہیں ہے۔ دوسرے غیر خالص یعنی مرکبات
جو بہت سے مفردات کی آمیزش سے بنتے ہیں ان دونوں حالتوں کی وجہ بتائی ہے کہ بعض
بعض سے اختلاف ہے یعنی آمیزش عقد کی کشش نہیں ہے بعض کو بعض سے الفت ہے۔
یعنی عقد کی کشش ہے جبکہ امتحان ہے کہ بعض مرکب کی شکل میں ہیں اور بعض مفرد کی حالت میں ہیں
پھر بتایا ہے کہ ان مفردات و مرکبات میں بعض رنگ رکھتے ہیں اور بعض میں ذائقہ بھی ہے۔
بعض ایسے ہیں جن میں کوئی ذائقہ نہیں ہے اور کوئی طعم ہے۔ آجہ کیا ہے۔ ایسا کہ ہر ذائقہ دار
شے کھانی نہیں جاتی اور استعمال طعم کا مایعہ ہوتا ہے۔ یعنی کھانی بھی جاتی ہے۔
۱۔ گیزر۔ اجسام لطیف کے عام صفات۔ واضح رہے کہ اکثر اجسام صورت بدستہ میں
جامد، گیز، سیال، تینوں شکلیں اختیار کر سکتے ہیں اور یہ منحصر ہے کی مٹی حرارت پر زوال
پانی سردی سے تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ برت کھتے ہیں۔ حرارت ہو جانے سے اجرام
میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اکثر مایہ میں ایسی جو خاص درجہ کی حرارت سے تبدیل ہوتے
سیال ہو جاتی ہیں اور زیادہ حرارت پہنچنے سے گیز ہو جاتی ہیں مثلاً تپا سیم سوڈیم وغیرہ۔
شریعت اسلام نے اسی عقائد کو کن دنا کی بحث میں بہت فصاحت سے بیان فرمایا ہے
دیکھو ہمارے فلسفہ الاسلام مایہ الامام۔ یہاں چند تعلیمیں ذکر کر رہے ہیں۔

الف۔ جناب امیرم غلطی میں فرماتے ہیں ۲۲ خدا نے اپنی قدرت کا علم اور علی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ وہ بحر زخار جو عین وجودش زن تھا شک و جہاد کر دیا اور اس کے طبعی بنائے طبقات کو بجا کر سات آسمان بنائے (منہج البلاغہ)

ب۔ زمین کی صفت میں جناب امیرم نے اسی غلطی میں فرمایا ہے کہ۔ قابل تسبیح وہ خدا ہے جسے اوس موجزن پانی کو جو جوش و خروش میں تھا ساکن کر دیا اور جام بنادیا اور اسکو جگہ پہلو مطلوب و مبالغہ سے (منہج البلاغہ)

ج۔ خدا نے ہوائے تیز و تند کو پانی پر سلاطین کیا۔ جسے پانی کو موج زن کیا جوش و خروش سے پانی کی کثرت سے پہلے اڑھا پہلے سنے دیوان اور تھا جو امین جالاجب وہ وقت آیا سبقت کا خدا نے ارادہ کر رکھا تھا (یعنی جب مصلحت ہوئی) اس وقت خدا نے چین کو حکم دیا جم جاوہ جم کر جام ہو گیا اسواج کو حکم ہوا جم جاوہ بھی جام ہو گیا ہمیں سے زمین بنی امواج کے ہاتھ جو زمین کے ٹکڑے ہیں جب وہ دون جام ہوئے اور وقت روح و قدرت کو حکم ہوا کہ پانی پر چار سے عرش کو پھیلا اور وقت عرش پانی پر پھیلا دیا گیا۔ اور وہ زمین کو حکم ہوا تو بھی جام بنجاوہ بھی جام بن گیا پھر حکم ہوا کہ ایک جنگھاڑ لگا بس وہ لگا (ہمارا لاوار تغیر علی بن ابراہیم رحمہ)

بت سی حدیث میں اور میں جنکو ہم محل و مورقہ سے فلسفہ و اسلام کے مختلف مذاہب پر لکھتے اور ہر ہر فقرہ پر سرور و ریخت کر کے آسمان سے جسد خلق ہے صرف ارادہ سے ہر پانی سیال تھا اور سرور و ریخت کر کے جام بنایا جس سے زمین و ہاتھ بنے خدا اور کونوچ۔ اور اسے ہوا اور پانی کے تحت فرکشن سے حرارت پیدا ہوئی اس فعل سے پانی کا عنصر حصہ نما کر کے شکل میں تبدیل ہوا آب سیال سے گزرتا جسکو وہ خانہ حیرت قرار دیا ہے اوس گزرتے آسمان سے فرشتہ اسی پانی سے جو سیال تھا اور سو تر بن پیدا ہوئے جام گزرتا جو اسے زمین بنی جسکو حیرت و جوی میں سیر طریبات الشاء اللہ مقفل کہتے اور گزرتے فداک بنے۔

ن۔ جب کسی مرکب کی باہرست دریافت کرنا چاہیں تو اسے دو طریقے ہیں ایک

عام ۱۲۳۱ء میں بطریق تفریق العناصر اور دوسرے کا نام مستثنیٰ علیہ وصال العناصر
 ہے۔ یعنی جو مرکب چند مفردوں سے ملکر بنتا ہے اور اس کے مفردات کو علیحدہ کرنے کو انائی
 کہتے ہیں اور جن مفردوں سے کوئی مرکب بنتا ہے اور جن مفردات سے کوئی دوسرا مرکب مصنوعی
 بنا کر دیتا اس ترکیب کو مستثنیٰ کہتے ہیں۔ اس قانون کا صرف یہی مطلب ہے
 انائی اس سے ہم اور جن مفردات کو علیحدہ کر دیتے ہیں جسکا علم اور تجربہ ہو چکا ہے
 یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ جو مفردات علیحدہ ہوتے ہیں حقیقت یہ مفرد ہیں اس طرح
 بقاعدہ مستثنیٰ اس سے صرف یہی دعویٰ ہو سکتا ہے کہ یہ مرکب مصنوعی مثلاً یہ ہے قدرتی
 مصنوع سے اس واسطے کہ آتا رو خواص جو ہمارے تجربہ میں ہیں اور جن کو ہم پہلی و
 مصنوعی مرکب میں مطابق کرینگے اور آتا رہنا معلوم و معلول میں نہ ہم اور انکی نفی کر سکتے ہیں
 اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرتی مصنوع میں اگر کچھ آتا رو خواص ہوں تو وہ بخلاف ہے
 اس مصنوع میں بھی ہیں پس دعویٰ صرف ثابت کا کیا جاسکتا ہے اسلامی تعلیم میں
 ہن تا عدد و محاسبہ لونا لگتا ہے۔

الف۔ انا اخلق من الطین کھیشۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ
 (سورہ الزمر) ہم تمھارے واسطے مٹی سے پرند جانور کی صورت بناتے ہیں اور
 ان میں روح پھونکتے ہیں وہ حکم خدا پرند جانور بنجا دیگا۔

ب۔ جناب رسول خدا کا انگلیہ نے جہنم جاری کرنا اور لشکر کا سیراب ہونا درجۃ
 المعاجیم اگرچہ بقاعدہ مستثنیٰ اس سے، اور قانون ہجرہ ممکن ہیں ہیڈ رجن ہوا سے آج
 ہکرا نی بنا ہو لیکن ہجرہ بھی یہ ہجرات کے خبا و بنگے۔

یہ ہجرات اسوجہ سے ہیں (۱) بدون تعلیم و تحصیل معلوم مکیدہ و بدون تجربات کسی امر کا ظاہر کرنا بیشک
 ہجرہ ہے چنانچہ بقاعدہ سائنس بھی ظہور میں آگئے (۲) بدون آلات و اسباب کی فراہمی کے کام
 ہمارا کیا ہونا اور جن اسباب پر موقوف ہو بیشک ہجرہ ہے (۳) جو حی و الہام بہ حرکت
 زمین الہی کی کام کا ہونا نہ بطور کثرت و اتفاق بلکہ بقدرت و اختیار یہی ہجرہ ہے ۲

رج۔ سامری کا گوسا ر بنا دینا جب کہ خدا فرماتا ہے فقالوا ما اخلقنا من عدل انما جئنا
 واکمنا حطاً وازلاً من ذنوبنا القوم فقد فتنناها فکذلک التواءت امری فانجی لہ وعبلا
 جبالہ وخرولہ وورطہ کہ اگو سالہ پرستون نے (حضرت موسے سے) کہنے سے وعدہ کیا
 نہیں کی اپنے اختیار سے بلکہ (واقعہ یہ گذرا) زبور جو لوگوں کی زینت کا ہم ادھار
 لائے تھے اور آگ میں ڈالا یہ طرح سے سامری نے بھی آگ میں ڈالا (یعنی گلاب)
 اور اگو سالہ پرستون کے لئے (اوس زبور سے) ڈھال کراوئے) ایک بچہ مرانا دیا
 اور آواز دیتا تھا ینہ قال فما خطیباک یا سامری قال بصوت بعالی یصریہ فقبضت
 فقبضت من اثر الیہ فنبذتھا وکذلک سولت لی نفسی بصرہ طے کہ ہونے سے
 کیون تو اپنے ام عظیم کا مرکب ہوا اے سامری کہا سامری نے میں اوس بات سے
 باخبر ہو گیا تھا جس سے یہ اگو سالہ پرست بے خبر ہے۔ میں ایک بھی برلا اثر رسول سے اوسکو
 ۔ میں بچہ سے بن ڈال دیا یہ جو کہ معلوم ہوا کہ صاف بتایا ہے کہ محض ہونے کا ڈالا ہوا
 بچہ مازندہ نہیں ہو سکتا جس سے سامریوں کو خبر ہوا خود سامری بتاتا ہے جس کا کہو
 علم ہوا وہ علم کیسے نہ تھا۔ یہ قاعدہ سنتی س اوسکو معلوم ہو گیا جو کیسے معلوم نہ تھا
 اور زندگی کی روح بھونکنے والے اجزاء اوسکو معلوم ہو گئے جنکی ایک اٹھی شریک
 سے وہ بچہ مازندہ ہو گیا وہ اجزا کیا تھے وہ بھی بتا دیے ہیں در اثر رسول
 حدیث میں ہے جبریل اوس مرکب پر سوار ہو کر آئے جو زندگی کا مرکب تھا سامری
 نے دیکھ پایا اوس کے پسیر کی مٹی بھی ہر سامری نے لی اس بنا پر اثر رسول سے
 موثرات رسول مراد ہوسکتے ہیں جس زمین پر زندگی کے مرکب کا قدم پڑا تھا اوس
 حصہ پر زمین کے یہ اثر ہوا کہ جین اوسکی مٹی میر خاک شامل ہو وہ جی اوسنے۔
 ہم نہیں کہہ سکتے وہ کیا اثر تھا اگر اوسکا تجربہ اور علم ہو تو ہم بحث کر سکتے
 ہیں ایسے آثار سے ہم انکار نہیں کر سکتے اور اگر تفسیر سے قطع نظر کریں تو رسول ایک
 کوئی ملک مراد ہوگا اور اثر کے بہت سے حصے ہیں ایک۔ یعنی فضیلت جیسے حصے میں
 اثرات اللہ علیہ السلام خدا نے مجھ کو مہر فضیلت دی۔ اسوقت یہ معنی ہو گئے کہ خلق

امیرانی سے رسول کی سہنے سٹی بہر لیا۔۔۔ نے رسول نے مرمان ہو کر جو ایک سٹی
 وہ اجزا دے کیے جنہں حیات کا مادہ تھا۔

دوسرے۔۔۔ اثر سے بنے تھے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ فانظر لای انما رحمۃ اللہ
 اسے مابقی منھا۔۔۔ وہ اجزا جو رسول کے بقیہ سے تھے۔۔۔ نے وہ ملک جو زمین
 پر چھوڑا گیا تھا وہ سامری کے ہاتھ لگا دوس سے بچھڑا زندہ ہو گیا۔

تیسرے۔۔۔ اثر سے زندگی ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں کہ قطع انوار۔۔۔ سے زندگی کی
 مدت ختم ہو گئی لہذا اس آیین یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اوس فرشتہ سے زندہ کرنے کا
 سن لیا اور دیکھا ہو طریقہ برتا اور سٹی بہر مجاز ہو غفور اعلم سیکھتے سے۔

اسی طرح حضرت اس آئمہ خصوصاً کا موجودات عالم پر بحث کرنا آسان و زمین انسان
 کو اکبر جن و ملک وغیرہ کے کمپانی حالت کا بنا کا بقا عدد و انالی س تھا لیکن وہ بھی
 عجیب و کمنا جا دیگا۔

۸۔ ایٹمک ویٹ، یعنی مقدار اتصال یا وزن اتصالی یا ذرات اوی کے
 اوزان تجربہ سے ثابت ہے جب مفردات کو مساوی انجم لیکر وزن کر سہیں
 تو وہ سب کے وزن میں فرق پائے ہیں اور ہر ایک مفرد مرکب ہے ذرات سے
 جو اس میں مفرد کا ذرہ وہ ہے جسکی تقسیم خارج میں نہیں ہو سکتی یہ بات علم ہوا
 دیکھو فلسفہ الاسلام ایلم الاجسام میں ہیں مختلف مند و ذرات کے وزن میں
 وہی فرق پورگا جو انکو کیفیہ مساوی انجم تو سنے سے معلوم ہوا ہے۔

مثال) ایجن، ہیڈروجن، و سفردین جو ہو انکی شکل میں ہیں جب انکو
 مساوی انجم تو سنے ہیں تو اسکیجن بہ نسبت ہیڈروجن سو در مرتبہ بڑی ہے

۱۰ (الف) ان علوم کی تحصیل با ان علوم کا سوجو رہونا اوس زمانہ میں ثابت نہیں ہے
 (ب) کوئی شاہ اسکا نہیں ہے کہ حضرات معصومین علی طور پر تجربہ کیا کو سنے سے بقاعدہ الکی
 بتا کرتے تھے یہ دونوں امر میں دلیل ہیں اس بات کی کہ حضرات معصومین کوئی انعام فاصدہ الکی کس بھی تو سنے

ملا لاکھ حجر کی راہ سے در فون ساوی بن اس سے قیاس میں بخوبی آسکتا ہے لاکھ ایک
ذره کہ سچن کا ایک ذره بیہ روجن سے سو لکھ گنا ہے۔

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ہر شے کا ذوق و ذوق خدا جانتا ہے اور وہی ہر شے کے ٹھیک اور ان کا باخودار ہے
(الف) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک ملائی موبیث میں ذریعہ سے ڈھلے میں
ظلمات ارضین میں کوئی ذره خدا اسے آگے بٹھیرا نہیں ہے، خدا اشیا کے حد کو
جانتا ہے ان کے اوزان سے واقف ہے (احتجاج طبرسی راجع)

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ہماری تہذیب ہرگز بات علیہ سے ہٹو کی اور ان
معلوم میں لیکن خدا کو ٹھیک ٹھیک سب کچھ معلوم ہے اس لیے کہ وہ ظاہر و چھپا ہوا
حضرات انبیاء و اولاد معصومین کو بدوں تجربات علیہ خدا نے اوزان اشیا کا علم رکھا
چنانچہ اسی اصول کی بنا پر جناب امیر کا مشورہ فیصلہ ہے۔

بیک شخص نے مذاق اور لہو سے ہر کی بیڑی غلام کے پیر میں ڈال دی غزوہ ہے
اور کام ہو جائے بقدر بیڑی کے سزا و وزن کر سکے اور خدا میں دو ٹوکا پھر اس بیڑی
غلام کے پیر سے جدا کر دنگا وزن معلوم نہیں مذاق و ذوق نبوت کو ہو بیڑی پیر سے جدا کر
ہو مکتی ناد قیود سوار اور خدا میں ندیا جاو سے تیر ہے۔ جناب امیر طائے حشمت
میں باقی ہر پیر غلام کا بیڑی طشت میں ڈال باقی طشت میں پیر اور بیڑی کی جو
سے بلند ہوا ایک نشان یا۔ پھر بیڑی و تہذیب تمام لی ظالی پیر باقی میں رکھا باقی بیڑی
کھٹا اب لو سے کا برادر اس قدر ڈھانچا ہے پھر باقی میں جو اول نشان پر
ایک پیر نکال لیا بقدر بادہ آہن سونا تولد یا بیڑی غلام کے پیر سے جدا ہو لی تو
برادر آہن کے برابر رکھا۔ (مدینۃ المعاجز) یہ معجزہ نہیں اگر ہون اس تجربہ و عمل
کے بنا دیتے وزن بیڑی کا تب مجرہ تھا اس وقت علم الاوزان کا اظہار مقصود
ہے یہ بتایا ہے کہ گوگ تجربہ اور عمل کو معلوم ہے۔ یہ ٹھیک کر کے ہیں اور کچھ علم
و حسی و الہام معلوم میں جو دلیل آپ کی امامت کے ہیں۔

۹۔ یہ بات ثابت ہے کہ جو مضروب کے ذرات کا وزن ہے وہی یاد رکھا

جناب امیر کا مشورہ فیصلہ ہے

مضروب اس کے آپس میں ملکر مختلف مرکبوں کے بنانے کا وزن اتھالی بھی ہے۔
 (مثال) بارہ اور گندک کو اجزات میں تبدیل کر کے سادی لیم توڑنے سے معلوم ہوتا
 کہ ان کے وزن میں وہی نسبت ہے جو (۲۰) کو (۲۲) سے ہے اور ان کے مرکب یعنی
 شجرت کا بھی وزن اتھالی ہی ہے۔ یعنی دونوں اس وزن میں ملکر وہ مرکب جسے
 شجرت کہتے ہیں بنا دیں گے اور اس سے کم میں شجرت ہرگز نہیں بن سکتا (۲۰) میں گرین
 شجرت کی ترکیب کیسا ہے جب مفردوں کو علیحدہ کرینگے تو (۲۰) گرین بارہ لیمکا
 اور (۲۲) گرین لیمک اسبطر سے مفرد اپنے ذرات کے اوزان کے مضروب ہیں
 ملکر مرکب بناتا ہے۔

(مثال) آپس کے ذروں کا وزن (۱۱) اور ہیڈروجن کے ذرہ کا وزن (۱) ہے
 جب حجم کی راہ سے ایک ہے مقدار آپس اور دو مقدار ہیڈروجن میں تو اس سے
 پانی بنتا ہے اگر پانی باعتبار وزن (۱۱) ہے تو اس میں آپس (۱۱) اور ہیڈروجن (۲۰)
 آپس: نسبت ہیڈروجن آٹھ گنا ہوگا خواہ پانی ایک قطرہ ہو یا ایک چند یہ مناسبت ہے
 (۱۸) کو (۲) سے کبھی نہ جاوے گی۔

اسلام نے عام کلیہ اس باب میں بنا دیا ہے ۲۰ من قبل خلق اللہ تبارک و تعالیٰ (۲۰) من
 ہم کبھی خلق اللہ میں تبدیل نہ پائے گے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی چار اشیاء یا ان
 دوکان و دو آئینوں ایک تاک رکھتا ہے کبھی فرق نہ ہوگا اگر یہ مطلب ہوتا تو کلام انبی
 کی غلطی کبھی جاتی اسلئے کہ عام مخلوق تبارک و تعالیٰ اس قسم کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مطلب
 یہ ہے کہ خلقت کا قانون اور ترکیب عام میں تبدیل نہیں ہوتی۔

۱۰۔ اسباب معلوم ہو کر مفرد اپنے ذرات الہائی یا مادی کے مضروب میں بھی ملتے
 ہیں تو کبھو کبھو اسکی وجہ سے دریافت کرنا چاہیے۔ اس امر کی اہلیت معلوم نہیں
 ہوتی مگر ذالطن صاحب نے یہ قیاس کیا ہے کہ مفرد آپس اپنے ذرات اتھالی کے
 مضروب میں ملتے ہیں اور کبھی کسریں نہیں ملتے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ مفرد اپنے
 ذرات سے مرکب ہیں جنکو تقسیم نہیں کر سکتے اگر انکو تقسیم کر سکے تو ضرور وہ ذروں یا

ذرات میں تبدیل نہیں ہوتے

پاؤں سے چہ وغیرہ میں مل سکتے اس قیاس کو قیاس الطنوی کہتے ہیں۔ یہ قیاس بالکل غلط ہے جیسے کہ ہم وحدت جہت کا ابطال فلسفہ الاسلام مایم الاجسام میں کر رہے ہیں اور اس کو بھی ثابت کر آئے ہیں کہ کوئی جز ایسا نہیں جو تقسیم نہ ہو۔ ہمارے خیال میں وجہ یہ ہے کہ وزن کشش مرکزی کا نام ہے کشش مرکز کے ہر جز زادہ کے لیے برابر ہے لہذا وزن اتصالی بھی برابر ہوگا اسی بنا پر مفرد ہے وزن اتصالی یا مادی کے مفرد بین لیگا کر زمین اور سوت ملنا جبکہ کشش مرکزی مساوی نہ ہوتی۔ اجزاء زادہ کے لئے۔

۱۱۔ ذردن کے عقد سے مغرب کے مرکبات کا بنان کیا یا میں ثابت کیا ہے کہ اسلام بھی ترکیب عالم کو مفردات کے ذرات کے عقد سے بناتا ہے دیکھو عالم ذر کا کتب اسلامی میں اجمال اور سکایہ ہے۔

ایک جب خدا نے مخلوق کو بنانا چاہا تو اپنے رد و برد کو مستشرق و مغرب کیا (کافی) بحار الانوار تو حدیث شیخ صدوق رہی

دوسرے۔ باب امیر نے فرمایا جب خدا نے مقدر کرنا چاہا خلقت کو اور سپہا کرنا چاہا مخلوق کو اور ابتدائے بنا دے کا ارادہ کیا۔ تمام مخلوق کو مثل ریزون کے رکھا قبل دعو ارض کے و مروج اندھ جب مسعودی بحار الانوار

تیسرے امام جعفر صادق علیہ السلام نے خلقت حضرت آدم کے باب میں فرمایا ہے ایک حدیث طویانی میں ہے اوس میں ہے (جس سے خلقت حضرت آدم ہوئی) دوسرے ہوئے اور زمین و آسمان کی مٹیاں ذرہ ذرہ اور ریزہ ریزہ ہو گئیں (کافی) چوتھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے خلقت حضرت آدم کے باب میں فرمایا ہے گودہ ٹی داسنے اور بایں ٹیچے سے ریزہ ریزہ بنکر نکلی (کافی)

۱۲۔ ترکیب اوسی رفت ہوئی جب باہم عقد کی کشش ہوو الی مرکبات کا وہ جو زمین ہو سکتا جن چیز و نین عقد کی کشش نہیں ہے اور کے مرکبات کا وہ جو دنیا میں نہ پاؤں (مثال) ہیڈ رجمن سے دیا تو ان کو جدا ان عقد کی کشش نہیں ہے لہذا ان کے مرکبات کا

بھی دنیا میں وجود نہیں ہے اس مثال سے یہ مطلب نہیں ہے کہ فی نفسہ ہیدروجن کو
کبھی بات سے عقد کی کشش نہیں ہے مطلب صرف اتنا ہے کہ سوجہ و تجربہ میں جو
دو باتیں ہیں اور سہ ہیدروجن کو عقد کی کشش نہیں معلوم ہوتی اگر کوئی ایسا تجربہ بتا دے
کسی خاص مرکب کی نسبت تا وقتیکہ یہ معلوم ہو کہ اس کے مفردات میں فی نفسہ عقد کی کشش
نہ تھی اور وقت تک ایسے مرکب کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے بلکہ عقد کی کشش اگر ہوں
اور کسی قاعدہ سے ہم عقد کی کشش پیدا کرنے پر قادر ہو جاویں تب بھی انکا تعلق ہو سکتا
ہے انکا صرف اسوجہ سے ہے کہ ہم ابھی مفردات میں عقد کی کشش پیدا کرنے پر قادر
نہیں ہیں۔ اسلامی تعلیم یہ ہے **بسم اللہ علی کل شیء قدیر** خدا ہر شے پر قادر ہے
اس کیفیت کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں ہی ہیدروجن اور ہی دو باتیں ملکر مرکبات سوجہ و
ہو سکتے ہیں اگر ان میں خدا عقد کی کشش پیدا کر دے ان محبت کو مفصل قدرت کے
بنا نہیں فاضل الاسلام کے بشرط حیات لکھنے انشاء اللہ۔

اس قانون کا مطلب صرف اتنا ہے کہ چار ہی مصنوعی مرکبات کا انحصار اربعین چیزوں
سے ہے جن میں عقد کی کشش سوجہ ہے اور چار سے تجربہ میں بھی ہے مصنوعیات الہی جید و بی
بابا ان میں وہ ہر دس شے میں چوبیس عقد کی کشش نہ ہو پیدا کر سکتا ہے۔
(مثلاً) ایسا ناقصکی تھو تھوئی شک کی آنکھیں یا قوت کی سم زہر دے۔ یا ایسا خشتہ
جس کا نصف جسم برف کا نصف آگ کا ہو یا سحر انا نوارم کسی قاعدہ سے ان موجودات کا
ہر ایک نہیں کر سکتے۔

پھر اس قانون کا شمار یہ ہے کہ جن مفردات کو یا ہی عقد کی کشش نہیں ہے اس کے مرکبات کا
بھی وجود نہیں ہے اور جب عقد کی کشش پیدا ہوگی تو مرکبات بھی وجود
میں آویں گے جس کا یہ مطلب ہے کہ صورت و عیہ حادثہ میں پہلے معدوم تھے اسبطر حضرت
کی کشش باطل ہو جانے سے صورت و عیہ معدوم ہو جاویں گے۔ اسلامی تعلیم میں بڑی
شد و مد سے اس بات کے آئینی خبر ہے قیامت کا دن آئینا ہے جس میں تمام مفردات
اپنے عقد کی کشش چھوڑ دیں گے یا بہ قوت مطلق ہو جاوے گی اور وقت تمام مرکبات عالم اپنی

عصری شکل میں آویٹا ہر شکل عصری بھی اور کی جاتی رہی کیونکہ اس کے ذریعہ بھی عقد کی کشش نہ رہی اور سوقت قیامت برپا ہوئی بلکہ اس کی بھی خبر ہے کہ وہ کی بھی قوت جا ذبہ ملاصقہ جاتی رہی حالت اور سوقت یہ ہوگی۔

زمین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرنا ہے کہ کیا روح جسم سے نکل کر حل ہو جاتی ہے یا باقی رہ جاتی ہے۔

امام علیہ السلام - باقی رہتی ہے اور سوقت تک جب تک صورت نکلا جا دیگا البتہ جو بچوگا اشیاء باطل دفن ہو جائیگی نہ اور سوقت جس ہوگا نہ محسوس ہوگا (احیاء طبرستان) محسوسات کا نہ ہونا بتاتا ہے کہ وہ اور اذبات کی قوت جا ذبہ ملاصقہ فنا ہو جائیگی اور سوقت عالم فنا ہوگا یہ نہ تھا جا دیگا کہ کیا لے مقادری کے رستے کسی شے کا ذوق مقادری کم نہیں ہوتا۔

اس قانون کے رو سے ترکیب عقد کی کشش پر منحصر ہوئی اور اسلامی تعلیم کے خلاف معلوم ہوتی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی شے کسی شے سے نہیں بنتی مگر یہ کہ اس کو خدا بناتا ہے (حکما رالایا از توفیر صدق) اس بیان سے درون کا عقد اور عقد کی کشش کچھ بھی نہ رہا۔ بات یہ ہے کہ اس قوت کا جو اس شخص کے لئے ہے کہ انسان اسے قائمہ اور ضرورت پر مرکبات بنا کے (تعلیم پروری کر سکے خدا اس قوت کی ضرورت نہیں رکھتا ہر شے امر الہی کی مطیع ہے وہ اور ان دو چیزوں میں عقد کی کشش پیدا کر سکتا ہے جن میں بالکل یہ قوت نہ ہو وہی ایک شے کو دوسری شے سے پیدا کرنا ہے اور خود کوئی شے پیدا نہیں ہوتی۔ یوں مجھو جن چیزوں میں عقد کی کشش ہے وہ خالق کی پیدا کردہ ہے اگر خود بخود ہوتی تو ہر شے میں یہ کشش ہوتی ایسا نہ ہوتا کہ بعض میں ہے بعض میں نہیں ہے پس یہ قوت خالق کی پیدا کردہ ہے اب جو ترکیب ہوگی علۃ الخلل کی پیدا کردہ ہوگی۔

۱۔ عناصر کی دو قسمیں ہیں ایک مٹی لائڈز (غیر دہات) دوسرے میٹلز (دھات) اور سوقت تک ان دونوں قسموں کے علاوہ تیسری قسم عناصر کی معلوم نہیں ہوئی ہماری

تجزیہ اسوقت تک اہل فہم و دقتوں میں مختصر ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ تیسری یا چوتھی قسم کا
 دنیا میں دو جنہیں ہے صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ تیسری قسم کا اتنا کہہ سکتے ہیں کہ تیسری قسم کا
 عناصر کی اس قسم سے تجزیہ تھے اور عناصر کو بھی چار میں مختصر کہتے تھے آب آتش
 باد و خاک، اور اجرام فلکیہ و افلاک کو بھی بسط کہتے تھے باقی کو مرکب لیکن بسط
 وجودات کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک عنصر بسط و دوسرے مرکب و غیر بسط اسلامی
 تعلیم علیٰ ہی ہے خدا اسے مخلوق کو خالص اور غیر خالص بنایا ہے عیون الاخبار
 بحار و توحید صدوق جس سے بسط و مرکب کا صاف بیان ملتا ہے لیکن اختلاف
 یہ ہیں کہ تقدیر میں عناصر کو چار میں مختصر کرتے تھے اور ساخرین اور گورکب بتاتے
 ہیں کہ اسلامی بھی ان چار میں عناصر کے تحدید نہیں کرتے بلکہ انکو مرکب بتاتے ہیں اب
 ہم ہر ایک کو مفصل بیان کرتے ہیں۔

باب دوسرا ازمیت باسفرم ہوا کا بیان

۴۱۔ ہند جہز ہوا کا کعبہ ہے عداست ۱۔ وزن ماوی ۱۶
 ہوا رنگ و بلا ذائقہ اور بلا بو کے ہے نہایت لطیف جو آنکھ سے محسوس نہیں
 ہوتا۔ زمین تنہا صورت میں ملتا ہے کل ہوا کا پانچواں حصہ ہے اور چوتھی ہوا
 میں اسقدر ہے گو یا کل زمین کا نصف وزن پانی کو تو حصہ کر دیا نہ حصہ کیجی
 حصہ عام میں پانی صاحب نے اسکو تحفین کیا وہ حصہ عام میں بے داوڑ صاحب
 نے اسکی تشریح کی اور بتایا ہوا میں اس کے باعث مختلف شیا متعل ہوتے ہیں
 کیجی کے سنے مولد تیزاب کے ہیں جتنی چیزیں ہوا میں جل سکتے ہیں وہ کیجی کے
 اندر نہایت زیادہ روشنی کے ساتھ ملتی ہیں اور بہت سے اشیاء جو ہوا میں بہت
 اچھی طرح سے روشن نہیں ہوتے وہ کیجی میں بہت خوبصورتی کے ساتھ ملے
 ہیں اگر ایک خاص مقدار کیجی کو وزن کریں اور ٹھیک اوسقدر ہیڈر وجن
 تولیں تو کیجی ہیڈر وجن کی نسبت سولہ گنا ہوگا اور ہوا کی نسبت وزن متعام
 اسکا۔ ۵۶۔ ۱۰۱۔ کیجی عام عناصر کیساتھ مرکب بناتا ہے سوائے فلوریں کے

مرکب کو اسکے اکسائیڈ کتے ہیں جب کہ کچن کسی دوسرے مادہ سے مرکب ہوتا ہے تو حرارت پیدا کرتا ہے کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ حرارت جو حریت کہلاتا ہے اور جس مادہ سے متحد ہوتا ہے وہ جل جاتا ہے مثل شمع اور لکڑی کے۔

نوشال بکھوڑے کی لید عرصہ تک ایک مقام پر جمی رہے جب اوہین ہاتھ ڈالو حرارت معلوم ہوتی ہے وجہ یہی ہے کہ کچن سے اتحاد پیدا ہوتا ہے اور یہ لیجن تمام پتھروں ایک اور شیون اور معدون میں پایا جاتا ہے جس سے ہر شے میں حرارت پیدا ہوتی ہے یہ گیز ہوا کا جز اعظم ہے صفات کی راہ سے جب ہم عدد ثون میں دیکھتے ہیں تو اس گیز کا پتہ لگتا ہے۔

الف۔ خدا نے خلق کیا ہوا سے نور کو اور ہوا سے خلق کیا خدا نے عقیق کو عقیقہ ہوتا ہے جو تیز دند ہوتی ہے اور ہوا سے آگ کو پیدا کیا (بحار تفسیر علی ابن ابی طالب ص ۱۱) اس ہوا کے گردی کی خلقت جس میں حرکت و سکون ہوتا ہے ہوا سے بتائی ہے اور اسی ہوا سے نور اور آگ کی خلقت بتائی ہے بیشک لیجن وہ گیز ہے جس سے حرارت و حریت پیدا ہوتی ہے اور یہی ہوا کا جز اعظم ہے اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ ہوا سے گردی سے پیدا ہوئی ہے۔

ب۔ حضرت مفضل بن امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو صفات ہوا کے بتائے ہیں: اے بھی لیجن کا پتہ لگتا ہے فرماتے ہیں ۷۷ ہوا: ہوا جو جسم فاسد ہو جاوین بیاست کر لاغر ہو جاوین۔ ہوا جسم کی حیات و زندگی۔ ہے اور جب سانس کے ذریعہ سے داخل ہوتی ہے اور روح سے ملتی ہے تو جسم کو روکتی ہے ہوا سے آگ و دشمن ہوتی ہے (بحار الانوار) و حیدہ صدوقی رہے بیشک یہ سب صفات ہوا میں لیجن کی وجہ سے ہیں۔ اس لیے کہ بحساب چاند سو حصہ وغینہ (۴۸) حصہ ہوا بھی ہے بخلاف اسے سو حصہ لیجن ہے جس کی وجہ سے جسم گرم رہتے ہیں اور تمام اجسام حیوانی زندہ ہو جاتے ہیں جسم کی بنا و ثون کو خون لیجن دہوا ہو جاتا ہے جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے جب ہوا سانس کے ذریعہ سے جسم میں داخل ہوتی ہے اور روح کی ملتی ہے نتیجہ ہوتی ہے

۵۔ اور سراسر اجز ہوا کا ہے۔ ہیز و جن ہے علامت موزن مادی اور
یہ گیمیز میرنگ و بود و ذائقہ کا ہے جو نظر سے محسوس نہیں ہوتا۔ بانی اسکا خزان ہے
۱۔ سیلے اسکا نام ہیز و جن ہے۔ یعنی مولد آب و ہوا ہین صدی ہین پیری سیلے صاحب
نے اسکو تحقیق کیا اور اسکا علم ہین کیونڈش صاحب نے اسکا مفصل بیان لکھا نہ حصہ
بانی ہین ایک حصہ ہیز و جن ہے ہیز و جن کے برابر اور کوئی مفرد لہکا نہیں ہے۔ آجین
سے ۴ اور جہا اور ہوا سے ۷۴ اور جہ ہیز و جن ہوا سے آجین کو نیکر بانی خزانہ
ہے آجین طے والی چیزین گل ہو جاتی ہین لیکن وہ خود حل اور ٹھنا ہے آجین و ہیز و جن
کے شعلہ ہین پناہیم اور لوہا مثل کا غذا کے جلتے لگتا ہے اور ایسے اجسام جگا کتنی ہی تیز
آجین و ہین سرخ ہین ہوتے اور لکوا اسکے شعلہ کے مقابلہ ہین لائنے سے اسقدر تیز روشنی
ہوتی ہے جیسے چھوٹا سا آفتاب نا بان ہو جاتا ہے چنانچہ چونے کی ڈٹی ۱۔ اسکے مقابلہ
ہین لائنے سے نہایت روشن ہو جاتی ہے اور کئی میل تک مثل دکنے روشنی ہوتی ہے
اسکو لایم لائٹ کہتے ہین۔ یہ صلاحیت نفس کی ہین رکھتا اگر کوئی ذیر روح (ہین عظمیٰ)
کیا جادے فوراً مر جاتا ہے نہ اسلئے کہ یہ مثل کا رونا تک ایسے کے زہر ہے بلکہ آجین
نہ ہوتے کیوجہ سے اسکی طبیعت ہن حرارت نہیں ہے یہ آجین بانی کی صورت ہین مرکب
ہوتا ہے جو تہ ہیز و جن جو امین حلا وین نو اوس سے بانی پیدا ہوتا ہے اسلئے
اکر ہیز و جن آجین سے مرکب ہے بڑا مرکب اسکا بانی ہے جب کا گیمیا کی نام ہیز و جن
اسکا نڈ ہے۔

اسلامی تعلیم ہین بھی اسکا پتہ ہے ۲۲ خلق کیا خدا نے ہوا سے بانی کو (بحار انفسیر فی)
بینک ہیز و جن وہ جز ہے ہوا کا جس سے بانی بنتا ہے۔

۶۔ تیسرا جز ہوا کا ہے ہیز و جن ہے اسکا دوسرا نام ایزر وٹ ہے علامت۔ ہن اسقدر
افصال ۴ اور ذن مادی۔ ۴۱۔

سے اسکے مولد شورہ کے ہین اور ایزر وٹ کے سے قاطع روح بہ مفرد ہوا ہین
آجین کے ہمراہ لیا ہوا یا جاتا ہے اور ہوا ہین حجم کی راہ سے بائج حصو ہین ایک حصہ

اکیس ہے اور باقی چار حصہ نیر و جن۔ یہ بھی صاف و شفاف بیرنگ لطیف جسم۔

انہی میں ہر حصہ نذر اللہ نذر دجلتا ہے نہ جلنے والی چیز اس میں جل سکتی ہے تہی جلتی ہوں
فی الفور گل ہو جاوے گی ہوا میں یہ مفروضہ اس کے اکیس کی تیزی کم کرنے کی غرض سے ملا یا ہے
کسی ہوا سے نیر و جن نکال لو تمام دنیا براگ برس پڑے گی۔ علی ترکیب سے ہوا سے
نیر و جن نکال لینا اوس ہوا میں اکیس کی حدت بڑھا دینا ہے جس سے مخلوق جل جاوے گی
اور جس ہوا میں نیر و جن بڑھا دیا جاوے اور ایک وزن مادہ سے بیشک اوس مقام پر
کوئی شے نہ جلیگی۔ اظہار معجزہ من انبیا علیہم السلام کا آسمان سے شعلہ برسانا یا آتش
نیز و کا جناب ابراہیم نبی پر اترنا کرنا بلکہ سردی کا اثر محسوس ہونا جسکو قرآن مجید میں
ذکر کیا ہے ۷۷ یا ناسا کوئی بود و سلا ما علی ابراہیم ۷۷ رسولہ انبیا ۷۷ اسے آگ
سرد ہو جاوے رسالت رکھ ابراہیم کو ۷۷ یہ کچھ بھی محال نہیں ہو سکتا نیر و جن کی کمی بیشی
سے یہ سب کچھ ممکن ہے۔

وزن متناسبہ نیر و جن کا ۹۷۷ دے۔ نیر و جن صلاحیت تنفس کی نہیں رکھتا اسکی
طبیعت میں حرارت ہے یہ گوشت میں ہر حیوان کے پایا جاتا ہے اور گوشت کا جذبہ
تمام مرکبات نیر و جن کے بہت سہولت سے حل ہوتے ہیں بعض محض ہوا سے
حل ہو جاتے ہیں چنانچہ ہر قسم کے گوشت کو ہوا حل کر دیتی ہے۔
آب باران میں ٹھوڑا نیر و جن ایسا ملا ہوتا ہے سبب اس کے یہ ہے کہ برقی حرارت
سے فضائیں اکیس و نیر و جن میں ترکیب ہوتی ہے اور اوس کے بخارات باقی میں
مگر زمین پر گرتے ہیں جن میں نیر و جن ایسا ملا ہوتا ہے۔
اس جز اعظم کا تہ بھی اسلامی تعلیم میں ہے۔

مفضل سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے ۷۷ اگر ہوا نہ ہوتی تو حیوان
میرہاتے ہر شے گرم ہو کر فاسد ہو جاتی (توحید شیخ صدوق بحار الانوار) نیر و جن میں
اکیس کی حرارت روکنے کی وجہ سے ہے جس سے حیوان زندہ رہتا اور کوئی شے
فاسد گرم نہیں ہوتے باقی خصوصیات جیکہ ۱۶ حصہ اکیس اور ۳۷ حصہ کا رہو تک ایسا

آتش نیر و جن کا ہونا آگ سے علوی

خونین ہے ان دونوں کے اتحاد کیسالی سے بیشک جسم بھگ اٹھتا خدا نے اپنی
ملکت کا ملہ سے دو حصہ نیز جن گیز خونین ملا رکھا ہے تاکہ جسم اعتدال سے زائد گرم
نہ ہونے پادے۔

۱۔ جو تھا جز اعظم ہو اکا کا رین ہے علامت ک مقدار اتصال ۱۲۔
اسکا مفصل بیان آگ کے باہین ہو گا تھوڑا زمین کے باہین ہو اسے متعلق صرف
اسقدر ہے کہ یہ آئین کے ہمراہ شکل کا ربونک ڈالی اوکسائڈ ہو امین ہے درخونین
خدا نے اپنی قدرت کا ملہ سے یہ صفت بخشی ہے کہ وہ آفتاب کی روشنی کے ذریعہ
سے کاربونک ڈالی اوکسائڈ ہو امین ہے اجزاء متفرق کر کے کاربن کو اپنی
برورش کے لئے لیتے ہیں اور آئین کو جدا کر دیتے ہیں جو باعث ہمارے اور
کل حیوانات کی زندگی کا ہے اور تنفس میں آئین اندر لیتے ہیں اور کاربن ڈالی
اوکسائڈ باہر پھینکتے ہیں خیال کرو اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ عالم بصورت حال ایک گھنٹہ
قائم نہ رہتا کیونکہ ہمارے اور حملہ جو ایون کے تنفس کے کاربن ڈالی اوکسائڈ
گھٹتا ہے اور کڑی اور کوئلہ اور ہر شے کے جلتے سے یہ مرکب بکثرت پیدا ہوتا ہے
اگر امین سے کاربن کا اسقدر درخونین خرچ نہ ہوتا تو تھوڑے میں سب گھٹ کر
مر جاتے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ائمہ سے فرمایا ۲۲ میں روز بھی اگر ہو ایک جاوے
تو ہر شے ناسد ہو جاوے۔ (احتجاج طبری) وجہ یہی ہے کہ انسان و حیوان ہو اسے
آئین نہ لے سکے اور کاربن ڈالی اوکسائڈ نباتات کو ندے کے چکی وجہ سے
ذیروح بھی فنا ہو جاوے اور نباتات بھی سرنگل جاوے پھر امام جعفر صادق علیہ السلام
مفضل سے فرماتے ہیں ۲۲ اسے مفضل میں بھگہ ہوا کے فوائد بتاؤں دیکھ اگر ہوا کرب
ہوا دے تو کسی کرب دیکھنی ہوتی ہے دم پر آن فہی ہے بدن فاسد ہو جاوے ہین بقول
مفضل ہو جاتے ہیں دبا جسم میں سرایت کرتی ہے۔ غلہ پرستی ہے۔ ہوا کو کھا جانا خالی
از ملکیت نہیں ہے جو ہر طرح سے صلاح حال مخلوق ہے یہ ہوا زندگی کا سبب ہے

اور بدن کو قائم رکھتی ہے جب سانس کے ذریعہ سے داخل ہوا درودع اور سے
 لے (جاء توجید) بیشک دم اسوجہ سے گھٹ جاتے ہیں کہ کاربن ڈی آکسائیڈ
 خارج نہیں ہو سکتا اور غلا اسوجہ سے فاسد ہو جاتے کہ آؤکسو کاربن گیز نہ پہنچ سکتا
 چونکہ نباتات اپنے میں ہوا سے کاربونک ایسڈ لیتے ہیں جو اوکی حیات و پرورش
 کا باعث ہے اسوجہ سے ہوا میں یہ جز بہت کم ملتا ہے۔ بے حجم کے رو سے دس ہزار
 حصوں میں چار حصہ پس ہوا کے چلنے سے یہ گیز درختوں کو ملتا رہتا ہے اور ہوا کے بند
 ہو جانے سے دم گٹ جاتا ہے اور کاربن گیز نہ خارج ہو سکتا۔ بحساب پلانٹس جو
 نوین ۸۰ حصہ ہوا ہے بخلا اسکے ۷۰ حصہ کاربونک ایسڈ گیز بایا جاتا ہے۔
 اور یہی جز درودع کی حیات کا سبب ہے اور نباتات بھی اسی جز سے بڑھتے اور چمکتے
 ہیں۔ ۱۔ باخوان جز ہوا میں اجزات آبی میں شکی کی مینی کا ہونا مختلف مقامات اور
 اوقات و موسم میں کمی بیشی حرارت پر منحصر ہے جب قدر موسم میں حرارت زیادہ ہے
 اور سیقدر بانی کے اجزات ہوا میں زیادہ ہونگے اور جب ایسی ہوا کو ٹھنک ہو چوگی
 تو وہ اجزات بصورت شبنم یا کمرے کے زمین پر گرینگے اور اسوجہ سے بخور بنا ہے
 اور ژالہ دررفت باری ہوتی ہے۔

۲۔ مام جعفر صادق علیہ السلام بفضل سے فرماتے ہیں ۱۷ اے مفضل یہی ہوا حرارت و بردت کے
 قبول کرتی ہے جو اصلاح عالم کبیرا سے۔ بے بعد دیگرے آبی رحمتی ہے انہیں ہوا میں
 ایک ہوا ہے جسکو بایہ کہتے ہیں وہ ہوا جو ریح ہے راحت ہو بخاتی ہے اجسام کو
 اور اوڑائے بھرتی ہے (رکو ایک مقام سے دو سوے مقام برتا کہ ابر کا نفع عام
 ہوا ہائیک کہ یہ ہوا ابر کو کیفیت بناتی ہے اور اس سے بخور بنا ہے اور یہ ہوا ابر کو
 منتشر کرتی ہے یہاں تک کہ ابر خفیف و ہلکا ہو جاتا ہے اور منتشر ہو جاتا ہے۔ ہوا
 لکھا تو میں لطافت آتی ہے اور بانی ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ اے مفضل اگر آفاق مشا
 بر چتا تو زمین خشک ہو جاتی نباتات جل جاتے چشمہ اور نہرین خشک ہو جاتیں مہا
 گرمی و خشکی آجاتی انواع انواع کے امراض گرم و خشک پیدا ہوتے اسواسطے ظانی

آفاق کو بخارات سے صاف کیا اور کبھی بخارات سے محو ط کر دیا (بحارہ توحید ص ۱۹)
 ۱۹۔ چھتا جز اعظم ہو گا ایو نیا گیزر سے علامت ن ٹم مقدار اتصال ۷ اوقن
 مادی ہو ۸ یہ ایک عجیب مرکب ہے نیٹر و جن و ہیدروجن کا جسکو سابق میں اونٹ کی
 یٹگنیون سے بناتے تھے اب بہت سی چیز نے بنتا ہے جانوروں کے بناب
 اور بال و پال و ہڈی سے سوائے دودھ کے کئی ہزار سال ہوئے مصر کے لوگ
 ایک بت کی پرستش کرتے تھے جسکا نام ایمن تھا اللہ ان کے صحرائیں اسکے لئے
 مصریوں نے عبادت گاہ بنائی تھی یہ بت پیشگوئی دیا کہ اوسے شہور تھا
 دیکھنے کو سکندر اعظم بھی یونان سے گئے تھے اس بت خانہ کے پاس قدرتی فوسلر
 بت کرتے ملتا تھا جسکو سال ایو نی ایک کہتے ہیں اوس سے یہ لطیف جسم تیار کیا
 جسکا نام ایو نیا رکھا گیا۔ ایو نیا گیزر ہوا میں بہت کم ہے، حجم کی رو سے دس لاکھ
 حصو میں ایک حصہ ہے مگر فائدہ اسکا بہت ہے ایو نیا سے نباتات کو بھلے اور
 بیجوں کی پیدائش کے لئے نیٹر و جن کا لینا ضرور ہے باوجودیکہ ہوا میں اسقدر
 نیٹر و جن ہے مگر تاہم نباتات میں نیٹر و جن کو اسطر سے اپنی پرویش کے لئے
 لینکی قوت حاصل نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام مفصل سے فرماتے ہیں ۲۰ اگر ہوا رک جاتی تو پھل
 فاسد ہو جاتے بقولات متعفن ہو جاتے غلہ پر آفت نازل ہوتی ہو اسے درخت
 اوسگئے ہیں اور نشو و نما ہاتے ہیں اگر ہوا نہ ہوتی نباتات نہ ہوتے (بحارہ توحید)
 اوس جہالت کے تاریک زمانہ میں اس سے زاید ایو نیا گیزر کا حال اور کیا بتایا جا سکے
 ۲۰۔ ساتواں جز ہوا میں اکثر اتفاقی اشیاء کا شمول ہے مثل مختلف ہوائیں
 بناتی دھوا نی اشیاء کے سڑنے گلنے سے شامل ہو جاتے ہیں۔

اسی کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے زمین سے زور فرمایا ہے ۲۱ ہوا کچھ اہم
 بادکش مانند ہے ہر شے سے فساد کو اوڑھا لیجاتی ہے اور ہر شے کو خطرہ پہنچاتا
 کرتی ہے (احتجاج) بہر حال ہوا عنصر بنین ہے حیاء کمال کیا گیا تھا اور نہ اسلام کی توحید

۲۱- ہوا کہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے گویا ہوا کے بحر کے نیچے ان میں جہاں ہیں
 ہیں جب ہم دوڑ کر چلیں تو اس کے مقابلہ کرنے سے ہوا کا وجود معلوم ہوتا ہے
 یا اسکی خود تیز رفتاری کیوجہ سے۔

ابم عیسیٰ صادق علیہ السلام نے زندقہ سے فرمایا ہے کہ ۲۲ ریح ہوا ہے جب آئین
 حرکت ہوتی ہے تو اسکو ریح کہتے ہیں اور جب سکون ہوتا ہے تو اسکو ہوا کہتے
 ہیں اور اسے پربقائے دنیا ہے (الحجرات طبری)

ہوا کا باؤ اسوقت تک معلوم ہوتا ہے جب بذریعہ ہوا نکالنے کی کل کے ماتحت
 کے نیچے سے ہوا نکال لیں۔ پھر بون سے ثابت ہے کہ فی ریح سطح پر ہوا
 کا دباؤ بڑھتا رہتا ہے۔ یعنی ساڑھے سات سیر کے قریب ہے اس حساب سے ہمارے
 بدن پر ہوا کا دباؤ کئی من ہے مگر ہوا کی خاص قیادت اور اسوجہ سے کہ وہ
 وجود ہر طرف بنا ہوا ہے معلوم نہیں ہوتا ہے ہوا زمین سے ۵۴ میل تک (انجی) ہے
 اسکی اندر نیز جن صرف ۷۰ ہوتے ہیں جو ہم ہوا کہتے ہیں اور ٹھیک جس مقدار
 میں یہ دونوں مفرد ملے ہوئے ہیں یہ ہے۔

با اعتبار حجم
 ۷۹۱۹

با اعتبار وزن

۷۹۱۹

نیز وزن

۷۹۱۹

اسکی

جس آواز کے ذریعہ سے ہوا میں آہن اور ہیڈروجن کی مقدار معلوم کر کے ہیں
 اسکو ڈیو میٹر (مقیاس الباد) کہتے ہیں۔

شریعت اسلام میں بھی ہوا کا وزن ذکر ہے ماہان کے لوگ ہوا کو غیر وزنی
 سمجھتے تھے اسلئے کہ وزن میلان کرکری کا نام ہے اور یہ واسطیہ ہے کہ ہوا
 کا وزن کیونکر ممکن ہے اسواسطیکہ لبط کی ایک طبیعت ہوتی ہے اسکو میلان
 وغیرہ میلان کی طرف نہ ہونے کا رقیق فاسر لنگرہ ہوا کا وزن نہ ہوگا اسلامی تعلیم اسکی تردید
 کرتی ہے اور موافقت کرتی ہے جدید فک سے۔ امام زین العابدین علیہ السلام

نی مناجات میں فرما۔ تمہیں غصہ سبھا نکات معلوم وزن احوال و صیغہ اسجد میں ملکتی و
سزاوارتیں سب سے وہ خدا ہو اکا وزن جانتا ہے۔

۲۲۔ سابقہ اس کے بغیر بیان کر چکے ہیں کہ ہوا نہایت ضروری شے ہے حیات
کے لیے اگر چند منٹ کو ہوا رک جاوے تو کوئی ذی روح زندہ نہ رہے جیسا کہ اکثر
گہری سردابوں اور عمیق کنوؤں میں محض کی ہوا کی وجہ سے انسان مر جاتا ہے
یا پانی میں غرق ہونے سے انسان مر جاتا ہے وجہ یہی ہے کہ تہ آبین ہوا کی کمی
ہوتی ہے جس سے کہن ہوا کا انسانی کاربن سے نہیں ملتا اور حرارت عزیز مٹی جاتی
رہتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہوا نہ ہوتی تو معدہ کی آگ بجھ
جاتی اور نہ معدہ سے فضلات خارج ہوتے اسی ہوا کی وجہ سے انسان سنتا
اور سوگھتا ہے (خصال) علل الشرائع، بجا رالہ و ارا، و خصائص) یہ ہوا جسم
انسانی میں ہو چکر آجین کو کاربن سے ملاتی ہے اور کاربن کو کاربونک ایسڈ کی
شکل میں خارج کرتی ہے جبکہ جسم نے فضلات انسانی سے تعبیر کیا ہے اور اگر
اخراج کے واسطے ہوا کی ضرورت بتاتی ہے۔

ثبوت اس بات کا کہ انسان تنفس کے ذریعہ سے کہن لیتا اور کاربونک ایسڈ خارج
کرتا ہے (امتحان) گلاس میں پانی بہر کر ایک ٹی کا سٹرا ڈبو دودو دوسرے سو لٹخ کو
منہ سے چھوٹو۔ اسے سے ٹکڑے پانی کو متحرک کر کے لگاؤ دیکھو کہ یہاں تک کہ پانی میں
دودھ کے سفید ہو گا وجہ یہی ہے کہ تنفس کے ذریعہ سے ہوا میں کاربونک ایسڈ
شامل ہوتا ہے کیونکہ خارج سے اور میں کاربونک ایسڈ نہیں ملا اور نہ بدولت اس
عمل کے ہر گلاس کا پانی سفید ہو جاتا معلوم ہوا کہ کاربونک ایسڈ خارج میں تنفس سے
اور یونین پیدا ہوتا ہے ہوا کے کہن اور کاربن کے اتحاد سے پس تنفس سے
بکسا ہوا لیتا ہے۔

جب ہر ذی روح ہوا سے کہن لیتا ہے اور ہمیشہ ہوا میں کاربونک ایسڈ دیتا ہے

تو ایک دست کے بعد ضروریہ ہونا چاہیے کہ تمام درائے کر دے گا کہ جن پر ہوا
اور بجائے اس کے کاربونک ایسڈ ہوا میں آجاوے اس وقت تمام زیر روح فنا
ہو جاوے گا اس وجہ سے کہ ہر ذرہ روح کو کہ جن کی ضرورت ہے اور اب کہ جن میں
نہیں علاوہ اس کے کاربونک ایسڈ۔ زہر ملا گیز ہے جسکی وجہ سے ذرہ روح زخمی
رہ سکتا جیسا کہ کوئلہ یا دوسری شے گزرت سے جلتا اور اس کے ذرہ میں سے انسان
گھٹ کر جاتا ہے ہوا پھر سردی کے موسم میں کرے بند کر کے آتھنھی میں آگ کرت
سے روشن کیاوے تو اس کے کاربونک ایسڈ کے گھٹ جانے سے اور وہاں
ہوا نہ آنے سے انسان کرے سے مرگھٹتا ہے۔

سوال۔ کیا ایسی صورت ہے کہ اس سے پر کہ جن ہوا میں شجارسے اور وہ کمی بوری
ہو جاوے۔ جواب۔ بیشک درخت کہ جن ہوا کو اوسیدھا دیتے ہیں جتنا انسان ہوا
سے کہ جن لیتا رہتا ہے اور کہ جن کی کمی ہوا سے یوں بوری ہو جاتی ہے بطور
کاربونک ایسڈ جو انسان خارج کرتا رہتا ہے اوسکو درخت ہوا سے لیتے ہیں اور
اس طرح انتظام دنیا کا قائم ہے اس کاربونک ایسڈ سے درخت کے تنہ اور پھول پتی
اور جھلکا بنتا ہے دیکھو علم نباتات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو درخت دھوپ میں ہوتا
ہیں اونہیں روئیدگی زیادہ ہے بہ نسبت اون درختوں کے جو سایہ میں ہوتے ہیں
اور جو درخت، اندھیرے میں ہوں یا وہ تخم جو اندھیرے میں بویا جاوے ہرگز نہ بڑھتا
اس سے معلوم ہوا کہ روئیدگی و آفتاب کی محتاج ہے اور وجہ یہ ہے کہ حرارت سے
آفتاب کی کاربونک ایسڈ مل ہو جاتا ہے اور حل ہو کر درخت کاربونک لیتا ہے کہ جن
چھوڑتا ہے پس حیوانات سے نباتات کو غذائی شے اور نباتات سے حیوانات کو
اور اسی اصول پر زہر ملا گیز کاربونک ایسڈ کا کہ جن پر غالب نہیں ہو سکتا اور نظام علم
درست ہے جسکو خدا نے حیوانات و نباتات کو اسطے بنا رکھا ہے فتبارک الله اعلم
الغافلین۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفصل سے فرمایا ہے علاوہ اُن جو کھاتی تھیں ہے۔

ان آدم اور تمام حیوانات کی آگ ہے اور وہ آگ جو جیتی ہے اور کھاتی نہیں وہ درخت کی آگ ہے۔ پھر اگلا تو اس خصال میں بیشک انسانی آگ درخت کے آگ سے انسانی کاربن کو روشن رکھتی ہے کاربن کثیف و ثقیل مفرد ہے اور آگ میں گہرے حرارت غریزی انسان کی مادہ کثیف و طبعیت سے شعل ہے جبکہ کھانے پینے سے تعبیر کیا ہے اور درخت کی آگ کو جیتی ہے کھاتی نہیں جبکہ یہ مطلب ہے کہ حرارت آفتاب سے کاربونک ایسڈ حاصل ہوتا ہے درخت کاربونک لیتا ہے آگ میں چھوڑ دینا ہے لہذا درخت حرارت آفتاب سے کاربونک ایسڈ حاصل کر کے کاربن لیتا ہے جبکہ پینے سے تعبیر کیا ہے۔ پس ثابت ہوا بسبب حیات حیوان و نباتات کی واسطے اس وجہ سے ہے کہ سبکو امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفصل سے فرمایا ہے۔ ہوا تمام اشیاء کی زندگی اور بقا کا سبب ہے اگر ہوا نہ ہوتی تو نباتات نہ ہوتے حیوان مرجاتے اور ہر شے گرم ہو کر فاسد ہو جاتی (خصال) پھر اگلا تو ان

۴۴۔ جب یہ ثابت ہوا کہ حیوان کو ضرورت ہوائی محض اس لیے ہے کہ وہ آگ میں چھلکے اور نباتات کو ہوائی ضرورت اس لیے ہے کہ وہ کاربن حاصل کرتی ہیں پس بدن ہوا کے ان غذا و غذا پودے یا جانور رہنا حیوانات و نباتات کو ان کی زندگی کی واسطے کافی ہے۔

۴۵۔ امتحان ایک جنبش کے ظرف کو ایک درخت اور ایک حیوان بڑا ہانک دراز درون و نون پر لٹائی ہون شہ نشانیہ کا مضبوط بند کر دو جس سے ہوا نہ جاسکے پس جو اس نے بقدر کفایت کاربونک ایسڈ خارج ہوگا اس درخت کے لیے اور درخت اتنا آگ میں دیتا رہے گا جس سے وہ جانور زندگی کر سکے اور دونوں اپنی حالت پر عرصہ تک باقی رہیں گے یہی وجہ ہے کہ کبچہ اور کبچہ میں اور خراطین وغیرہ تو لون میں انسان کی بخوبی زندگی کرتے ہیں کیونکہ کبچہ اور کبچہ سے آگ میں ہوا سے لیتا ہے اور خراطین وغیرہ اور کاربونک ایسڈ اپنا ان کو دیتے ہیں جبکہ انسان اپنے نفس سے خارج کرتا رہتا ہے اور یہ ذریعہ روح اسی بند کو کھینچ کر زندگی بسر کرتے ہیں اور بھی جاندار اسی دنیا میں ایک نرالی حالت میں زندہ ہونے جاتے ہیں اگرچہ تاریکی میں زندہ رہنا محال ہے مگر اگر کبک کے غاروں کے اندر ایک قسم کی

مچھلیاں پانی جاتی ہیں جو کبھی کسی قسم کی روشنی نہیں دیکھتیں بعض گہرے سمندر دن کے نیچے مچھلیاں پانی جاتی ہیں جس کے اوپر دباؤ کی کمی کی وجہ سے پانی چھوٹا ہوتا ہے اور وہ ہوا کی بھی محتاج نہیں ہے حالانکہ اور جاندار اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ مچھلیوں کی ہڈیاں مسرزی اور اسے پانی کے جنوں کے اندر جاتا رہتا ہے۔
 پس مینو اسکے یونس کی طرح مچھلی کا نگل لینا اور قیامت شاد زنده رہے۔ کچھ بھی عبید نہیں ہے مچھلی سے اس قدر کہانی اس میں ملتا تھا جس سے یہ زندہ رہ سکتا ہے۔
 اس قدر تھائی برادر کا دنیہ اپنے اپنے مقام پر ہو گا۔ انشاء اللہ یہاں محسن عین کے متعلق شبہ کا رد فرمایا جاتا ہے۔

باب تیسرا پانی کا بیان

ہم ۲۔ پانی کا کیا ہے؟ نام ہیڈرک اؤکسائیڈ سے علامت H₂O۔ وزن اوی ۹۔
 خاص پانی پیرنگ، شفا کا تابہ اور بارانہ سیال ہے۔
 احسن پانی حلال سے کہتے ہیں۔ اس کا جو حلال علیہ السلام سے سوال کیا۔ پانی کا کیا اور کیا
 ام علیہ السلام سے پوچھا۔ تو فرمایا۔ سوال کیا کہ پانی کی حالت سے سوال کیا۔ پانی کا
 اور اجزاء کا اور اس سے تیار کیا ہے۔ دیکھنا من الماء کلشیء حی۔ پانی سے
 زندہ ہے۔ فقیر جیسا شیء فقیر علیہ السلام، بحار الانوار اس حدیث میں عین
 بتایا ہے کہ پانی ہے اللہ سیال ہے۔

۳۔ پانی کی تین تین ہیں۔ ایک موجودہ سیال ہے۔ دوسرے جو حرارت
 کر کے جم کر رہتا ہو جاتا ہے۔ تیسرے بخار اور بخار جو حرارت سے پانی سے نکلتا
 ہے۔ اس کے جو بھی شکل نہیں ہے۔ اگر سیوہ سے پانی کی جو بھی شکل ہو تو وہ پانی نہ ہو گا
 بلکہ اوسے ضررین مل ہو گا ویکاجس سے پانی نہ ہو گا۔

اسلامی تعلیم میں بھی تین تین پانی کی بتائی ہیں۔
 الف۔ موجودہ پانی کی نسبت ارشاد ہے۔ "وما یقیم فی البیان ہذا اب
 فزت سنا فی شادیہ و ہذا ملحہ اجاج (سورہ فاطر) اور دوسرا بار مین میں یک شریعت

مچھلیوں کی ہڈیاں

خاص ہے۔ جو پیشین اچھا ہے اور یہ آب شور و تلخ ہے۔

ب۔ وینزل من السماء من جبال فیما من برد (سورہ فوج) اور برساتے ہیں ہم آسمان سے پتھر پرن کے۔

ج۔ اللہ یسرل فی کل شئ فندبر عما باقبطہ والتعجیل کیف یشاء و یجملہ

کسفا فتی الی ذی طرح من خلا لہ (سورہ روم) وہ خدا ایسا۔ نہ جو ہو اگر
بھیجے۔ اور وہ ابر کو بنائی ہے اور پھیلاتا ہے ابر کو آسمان پر جس طرح چاہتا ہو
برکتیف جو تا ہے اور تم اوس میں سے پانی برستے دیکھتے ہو یہ وہ پانی ہے جو آسمان
میں بصورت بخار ہوتا ہے پھر پانی برس کر سیال شکل اختیار کرتا ہے نئی گریز کے
صغیر اور فار نما ٹیڑھ کے تر یا میڑھ کے ۳۲ درجہ میں پانی اُتیل ہو جاتا ہے اور
سر درجہ ۲۱۲ فرمائیت میں کھولتا ہے اور ہر درجہ میں کم تر بیش بخارات بنکر اُترتا
ہے ایک کتب پنج پانی کا وزن ۶۲ درجہ فرمائیت میں ۵۲۶۴۰۰۰۰ گرین
ہے اور حساب سے ایک گیلن پانی کا وزن ۰۰۰۰۰۰ گرین یا دس پونڈ یعنی قریب
پانچ سیر کے ہے پانی ۰۲۵ مرتبہ ہوا سے بھاری ہے اگر یہ پانی ملا رنگ ہے مگر جان
نہایت صاف پانی بہت اچھا اور عمیق ہو تو خوبصورت نیلے رنگ کا معلوم ہوتا ہے
جبکہ اسلامی تعلیم میں انداک کی حقیقت کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

اٹاف۔ حدیث میں یہاں ہر رنگ ہے آب شہین کے رنگ پر (تفسیر ابراہیم قاسمی) بکلی
سب۔ خدا کے آسمان وزمین کے مابین ایک دریا خلق کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ
سے اس کو ساکن رکھا ہے یہ سبزی جو دکھائی دیتی ہے وہی دریا کے پانی کی
سبزی ہے (انوار نعمانی) پانی جب بخارات کی شکل میں ہوتا ہے تو اس کا وزن
تقدیر ۶۲۵ ہوتا ہے۔

۲۰۱۔ پانی کیونکر بنتا ہے۔ جب میٹر و جن کو ہوا کے مقابلہ میں حرارت پہنچا دیں
تو وہ جل اٹھتا ہے۔ پتے آہن کے ہمراہ مگر پانی نہ جاتا ہے بلکہ شعلہ آتش کو
کیمت کیونکر نش صاحب نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جب حجر کے رو سے

دو حصہ ہیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن ملا کر حرارت دین تو پانی بنجا دیگا مادہ برق کی حرارت کے ذریعہ سے بطریق تفریق عناصر اور درصال عناصر۔ پانی کی نسبت بخوبی ثابت کی گئی ہے اور یہ معلوم ہو گیا ہے کہ پانی صرف ہیڈروجن اور آکسیجن سے مرکب ہے ہر ۵۴ جز پانی میں ۱ جز آکسیجن اور ۵۵ جز ہیڈروجن ہے اور یہ نسبت ہمیشہ رہتی ہے جو کہ تغیر نہیں ہوتا یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ کیا کا ہر مرکب اس نام سے اور یہ وقت تک بکار آجاتا ہے جب تک اس کے عناصر کی مقدار اجنبیہ موجود ہے پس پانی ہمیشہ ۱۶ آکسیجن اور ۲ جز ہیڈروجن سے مرکب ہے وزن اور اگر مقدار عناصر کم بڑھ ہو جاوے تو وہ مرکب دوسرا مرکب سمجھا جاوے گا مثلاً اگر آکسیجن پر ماحم جاوے تو پانی نہ رہے گا بلکہ وہ مرکب اک آکسائیڈ ہیڈروجن کا کہلا دیگا جو سیال غلیظ مرکب ہے جس میں رنگ دوہلین ہے البتہ ذائقہ رکھتا ہے۔

اسلامی حلیم میں پانی کی حقیقت بتائی گئی ہے کہ وہ ہوا سے پیدا ہوا ہے (تفسیر علی ابن ابیہریم قمی) بخار اداوارم رنگ ہیڈروجن اور آکسیجن دو گیز میں آمیزن سے پانی کی خلقت ہوئی ہے۔

۲۔ پانی دنیا میں کبھی خاص نہیں ملتا بارش کے پانی میں بھی جو بصورت خاص تصور کیا جاتا ہے ہوائے کر دی ملی ہوتی ہے اور اکثر گیز ہوائے کش کا ربونک ایسڈ اور ربونک ایسڈ اور تھوڑی ایوینا کے نمکوں کی مقدار پائی جاتی ہے جو پانی آتش نشان پہاڑوں کے قریب سے نکلے ہیں اکثر گرم ہوتے ہیں نہروں کے پانیوں میں اکثر اجرام حیوانی و نباتی مخلوط ہوتے ہیں پینے کے پانی جسکو میٹھا پانی کہتے ہیں آئین بھی بہت سے نمک و غیرہ مل جو ستہ میں اگرچہ ایسی تھوڑی مقدار میں ہوتے ہیں جسکا ذائقہ معلوم نہیں ہوتا لیکن عمل کیا سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے اور دریا کے شوقین بہت کثرت سے اسید جو سے ذائقہ سمندر کے پانی کا نہایت تلخ ہے علاوہ نمکوں کے کہ میریم، کلورائیڈ، اور بعض مرکبات پوٹاشیم، کیلیم کے پانی جاتے ہیں علاوہ اس کے ہوا بھی بہت کچھ ہوتی ہے اگر ہوا پانی میں نہ ہو تو حیوانات دریا پانی میں زندہ نہ رہیں

بطور سے حیوانات بری کبجی کے بغیر زندگی نہیں کر سکتے اور سیطرہ سے دریائی جانور بھی کبجی کے بغیر زندگی نہیں کر سکتے۔

(مثال) ایک ظہرت میں پانی بہہ رہا تھا اور ٹھیک ڈالڈو فرما کر جا دی۔ پانی کو خالص کرنے کی صورت ایک تدمیر ہے جسکو نقطہ یا فلٹر کرنا کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیم میں بتایا ہے کہ ہوا اللہ ہی پرسل القیاح بشر ابین بیدی رحمۃ حق اذ اقلت صحابا ثقلا سقناہ لیلہ صبت فانا نزلنا بہ الماء (سورہ اعراف) وہ خدا ایسا ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے انہی رحمتوں کی اشاعت نے کریمانک کہ جب ابر کثیف ہلکا ہوتا ہے سیراب کرنے میں ہم اس سے سرورہ شہرہ کو گرتا ہے اس سے پانی پڑتا ہے وہ ہوا میں جو بارش کی خبر لاتی ہیں ابر کو ٹھنڈا کر کے برساتی ہیں اور پانی میں شریک ہوتی ہیں۔ اور وہ بخارات مائیسہ ہیں جو سمندرون اور زمین کی سطحوں سے حرارت آفتاب کی وجہ سے اڑتے ہیں اور بخار ٹھنڈک سے ابر بنتے ہیں اور میں بھی بہت سے مواد حیوانی و معدنی و نباتی و ارضی شریک ہوئے ہیں جو ابر میں موجود ہونے میں یہ بتایا گیا ہے کہ ابر کثیف دو مرکب ہے بہت بخاری مواد سے اسی بخار کثیف ہے ہلکا ہو کر برستا ہے یعنی ابر کے اجزا تحلیل ہوتے ہیں بہت سے گیزر ہوا میں شامل ہو جانے میں مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ پانی کیساتھ مخلوط ہو کر برس پڑتے ہیں۔

علی بن ابراہیم قمی نے تفسیر آیہ کریمہ ۷۱ الحوان اللہ فی صحابا میں کہا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ابر کو جو شہرہ ہوتا ہے اور زمین سے اٹھتا ہے اور وہ باہم مرکب ہو کر کثیف و غلیظ ہوتے ہیں تو خدا ہوا بھیجتا ہے جو اس ابر کو بخور دیتی ہے (بخور ہوا مجاز ہے) اور اس سے پانی برستا ہے (مجازاً لا نوار تفسیر قمی)

بخارات زمین میں ایک میاد ارضیہ سے مرکب ہونے میں اور وہی برستے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فضل سے فرماتے ہیں کہ ایک ہوا جسکا نام آب ہے ہوا کہ

ایک مقام سے دوسرے مقام پر اڑنا ہے پھرتی ہے تاکہ ابر کا نفع عام ہو یا تنک
کر یہ ہوا ابر کو کثیف بناتی ہے اور اس سے بڑھ کر سلسلہ ہے (بحارالانوار) ابر کے
ساتھ ہوا کا رہنا اور اس کو کثیف کرنا اور بڑھ کر سانا یہ شرکت پانی کی خیریت کی صفت
دلیل ہے۔ پھر اسلام میں نرون اور جنون کے پانیوں کے خالص نہ ہونے کو
اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔

الف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی پانی زمین پر نہیں ہے جس میں آب باطن
مخلوط نہ ہو کافری، بحارالانوار (بہار) برائی گیز آب باران کی وجہ سے جنون کے پانی
مخلوط ہیں۔

ب۔ وعایتہ والیہ الخوان خداوند فرماتے: کعب شراہ و هذا علم اھج ومن کل
ناکلہ لیسورہ فاطمہ دو دریا برابر نہیں ہونے ایک شیریں و خوش ذائقہ ہوتا ہے
دوسرا تلخ و شور اور آوٹون دریاؤں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔
ان جنون اور دریاؤں میں گھونکا حل ہونا نفاذ و ٹکون کے مواد جو انہی کا محلول ہوتا
ہو جو اذات بخبری کے مرنے اور مرنے لگنے سے پیدا ہوتے ہیں مذکور ہے۔

ج۔ وایحی المسجور سورہ طوبی اور قسم ہے دریا نے جو شیدہ کی۔ یہ وہ پانی ہیں
جو کہ آتش فشان کے قریب سے نکلتے ہیں اور کہ گندک و خیرہ او میں مخلوط ہوتی ہے
۲۸۔ جو پانی سرد و معتدلیہ سے مرکب ہوتا ہے کبھی او میں صلاحیت ہوتی ہے کہ یہاں
جادے اور کبھی وہ استعمال کے قابل نہیں ہوتا اور سخت مضر ہوتا ہے اور نے
انواع انواع کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے پانی اکثر ہوا حیوانی سے
اور بناتی سے ہی مرکب ہوتا ہے اور کبھی بھی وہی حالت ہوتی ہے۔ پس جس پانی سے
لوگ صحیح و تندرست و قوی ہوں اس پانی کو قابل استعمال سمجھنا چاہیے۔ اور جن میں
پانیوں کی تعریف و مذمت احادیث میں مذکور ہے مثلاً اودن احادیث کا یہی ہے
جو مضر صحت ہیں اور لوگ برا لگا گیا ہے اور جو مفید ہیں اور اسے خدرستی قائم ہے
یا امراض دور ہوتے ہیں اور کو باعث شفا بناتا ہے۔

تو کتنی ہی حرارت دین کہیں انکو نہیں چھوڑتا مثلاً ہیڈ ریٹ آف پٹیش اور سوڈا وغیرہ۔
 سلفیورک ایسڈ ہلکے رنگ کا ہیڈ ریٹ ہے جس سے بانی اس خورد سے ہرگز دور
 نہیں کر سکے خدا فرماتا ہے ۱۱ فاذا ابصا ہرچیت (سورہ نور) اور جو فٹ دیا ہر
 جاوینگے اور ایک دوسرے سے ملکر ایک دریا بن جائیگا۔ قیامت کے دن کی خبر چاہیں
 اور سب دریا ملکر ایک ہو جائیگا نتیجہ کیا یہ ہوگا۔

فی سبب منہ انکس

حدیث میں ہے قیامت کے روز خدا دریاؤں کو اکٹھا کرنا دیکھا جائے گا کہ ہر ایک
 (بحار الانوار) پانیوں کے باہم عجائبات سے غام مواد مخلولہ دریاؤں کے باہم ملنے
 اور نئے ترکیب کیسا دینی ہوگی اور کیا نتیجہ حرارت ہے جس سے تمام دریا کھول جائیں
 ۱۱۔ بلور۔ بانی بن یک بڑی صفت یہ ہے کہ اس کے برابر کوئی سیال مختلف
 اشیاء کو حل نہیں کرتا بانی مادوں کو حل کرتا ہے اور بعد تحلیل بعض مادہ ایسے
 دین جو ہر جسم جامد کی شکل میں آجائے ہیں اور وہ ہندسہ تکلیف اختیار کر لیتے ہیں
 قانون کو جو ریاست میں جو مادہ قابلیت جو ریت کی رکنا ہے اور اسکی ایک شکل
 جیست ہوتی ہے جو ریت میں اور دوسری شکل جو ریاست میں اختیار نہیں کرنا ہی تحلیل
 جو ریت زمین کے نیچے مختلف قسم کے اجسام بناتی ہے مثلاً۔ ہیرا باقیات و سنگ
 عقیقہ وغیرہ کے لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ پہلے زمین کے نیچے یہ مادہ کیوں تحلیل ہوا
 جسکے بعد اسنے یہ بلوری شکل اختیار کی بھی حالت بانی کی بھی ہے جب اسکو
 جامد بناتے ہیں تو برف بلوری جیست بنتا ہے کرتی ہے اور جو برف دار اسکی شکل
 کے ٹکڑے آسمان سے گرتے ہیں اور انکی بھی بلوری شکل ہوتی ہے۔ بعض مادے
 ایسے ہیں جو بلوریت نہیں حاصل کرتے جب تک وہ کیسا کی ترکیب سے مرکب نہ بنائے
 جاویں وہ بانی جلی مقدار معین ہے بلور بنانے کے لیے وہ بانی آب بلور کہلاتا ہے
 سفید ہشکری کے بلور میں نصف وزن بانی ہوتا ہے اگر اس مقدار میں بانی نہ ہو لکھی
 ہشکری بلوریت حاصل نہ کرے اگرچہ کیسا کی اجزاء سب وہی رہیں گے۔
 (مثال) گرم کرے کہ کڑے پر ہشکری رکھو تحلیل ہو کر بانی مل جائیگا مسام دار بنے

وہ جامدگی جو چٹکری ہے مگر کموریت پانی سے جلتی رہتی ہے جس سے بلوری شکل پر وہ پانی بہن رہتی اور سفوف ہو جاتی ہے۔

بعض ایسے بلور ہیں جنہیں ہوا لگ کر بلوریت جاتی رہتی ہے اس طرح کہ اوہ بہن بلوری پیدا ہو جاتا ہے اور اسی میں وہ بلور حل ہو جاتا ہے۔ مثل نمک، مصری وغیرہ کے اسلامی تعلیم میں بھی پانی کی بلوریت کو بتایا ہے۔

(الف) امام جعفر صادق علیہ السلام مفضل سے فرماتے ہیں کہ اسی پانی سے جو اہرات سے بہا مانڈ، مرد الید، مرجان، لنگبہ، لے ضیا، بار، خضر و دیگر اشیاء وادویہ عجریات پیدا ہوتے ہیں (بجاء الانوار)

(ب) خدا فرماتا ہے عیسیٰ ج مصلحاً اللہ لود والہا سورہ رحمن) نکلے بہن (ن) دود ویاؤن سے سوتی اور سونگے عیسیٰ پیر نہاں سے نکلے گی دہنکی ہے لہذا سوتی سونگے اور جو بحریات پانی سے نکلے ہیں وہ اسی سے بہن ہیں اور ب بلوریت کے کرتب ہیں۔

۳۔ پانی حیوانات و نباتات کا بڑا عظم ہے آب باران نباتات کی اور حیوانات کے نوکیو اسطے لازم ہے اسلئے کہ پانی انسان و حیوان کے خون کی بڑی شے ہے جو ہمارے عروق میں جاری ہے۔ حامل غذا ہے تمام اعضا میں غذا کو پہنچاتا ہے انسان کے جسم میں کاربن، آکسیجن، فاسفرس، لوہا بھی ہے لیکن یہ جو اہد بہ نسبت پانی کے بہت کم ہیں یعنی حیوانات بحری میں پانی ہی ہے ایک قسم کی پھلکی ہے جس میں پانی بہ نسبت ہزار جزو میں ایک جزا اجسام جامدہ ہیں باقی پانی ہے نباتات میں بھی اگر اشیاء ہیں جنہیں پانی کا بہت زیادہ حصہ ہے جیسے۔ سیب، ترہیز، رنگتہ، خیار اور دیگر ساگ پات وغیرہ اس معلوم ہو کہ کقدر پانی کی احتیاج حیات کو ہے اگر پانی پرستنا موقوف ہو جاوے تو زمین ویران ہو جاوے اس بنا پر اظام عالم اسطرح ہے قائم ہے کہ ہوا حیات حیوانی و نباتی کیو اسطے پانی سے مخلوط رہتی ہے۔ بلوری امور اسلامی تعلیم میں بیان لئے گئے ہیں۔

(۱۱) پانی انسان و حیوان کے خون کی بڑی قسم ہے جو سبب حیات حیوانی ہے چنانچہ سو حصہ سرخ دان و نین خون کے پانی کے حصہ اور نقیل اجسام ۳۳ حصہ ہر حصہ لائیکر سنگوئیس میں پانی لگ حصہ نقیل اجسام ۹ حصہ۔

(۱۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے تمثیلاً بیان فرمایا ہے کہ ۷۲ جیم میں اس طرح ہے جیسے درخت زمین میں خون جیم میں پانی کے مانند ہے بقا و زمین کی پانی کیوجہ سے ہے اور سیطرہ سے بقا جسم حیوانی کی خون کیوجہ سے ہے۔
(بخال، بخار، الانوار)

(ب) امام جعفر صادق علیہ السلام نے تدبیر سے فرماتے ہیں ۷۲ خون کیوجہ سے جسم میں تری و تازگی رہتی ہے اور رنگ کی صفائی اور خوش آوازی اس خون کیوجہ سے ہے (احتجاج شیخ طبرسی راج)

(ج) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جزا عظم انسان کا پانی ہے جب کیوجہ سے لذت آب طعام کی انسان کو ملتی ہے۔ اگر پانی جز حیوانی نہ ہوتا تو کوئی لذت ذائقہ انسان کو حلو نہ ہوتا (بخال، علل الشرائع، بخار، الانوار)

(د) اگر پانی جز حیوانی نہ ہوتا تو حرارت اور وہ آگ جو جو حیوانی میں ہے جلا ڈالتی (علل الشرائع، بخار، اختصاص)

(ه) خدا فرماتا ہے ۷۷ و الله خلق كل دابة من ماء (سورہ نور) ہر جاننے والے کو جان کے خدا نے پانی سے بنایا ہے۔ یہی حیوانات کا جزا عظم اور وہ لکھا پانی ہے (وہو الذی خلق من ماء فجملة نسبا) (سورہ فرقان) اور وہ خدا ایسا ہے جنہ انسان کو پانی سے بنایا پس پانی اور انسانیں در کیا کی راہ سے (رشتہ داری ہے)۔

(ز) حضرت آدم بن بیان فرمایا ہے کہ آدم کی مٹی شہین اور عین پانی سے گوندھی گئی تھی۔ (تفسیر فرات، بخار، الانوار) کیا سمجھایا ہے آج سے تیرہ سو سال قبل بتایا گیا ہے کہ آدمی میں کون کون اجزا ہیں ٹھک اور ان اور ہر جز کا صاف

الفاظ میں ذکر بھی ہو جاتا لیکن انوس ہے اوس زمانہ کی جہالت پر جب اس قدر بھی بتانا جاہل عربوں کو دشوار تھا جسوقت وہ چار عنصر دن کے سوا کسیکو عنصر بھی نہ سمجھتے تھے۔

(۲) پانی نباتات کا بھی جز اعظم ہے۔ خدا نے مختلف الفاظ میں بیان فرمایا ہے (الاف) فَاَنْشَأْنَا لَكُمْ رِجَالًا مِنْ خَيْلٍ وَاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيهَا فَاوَاكِهِ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (سورہ مومن) جسے بنائے تمہارے لیے پانی سے باغ جن میں بعض غریبوں اور زنگوروں کے ہیں تمہارے لیے اودن باغوں میں بہت سے میوہ ہیں جنکو تم کھا۔ تے ہو گئے پانی کو کیمیائی زاہ سے درختوں کا جس قدر قرار دیا ہے لفظ "انشت" کو بتاتے ہے کہ پانی سے باغ بنے اور پانی جز نباتات ہے (ب) وَاَنْزَلْنَا لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَانْتَبَاهُ حُلُلًا لِيَوْمِ تَحْشُرَ (سورہ نمل) جسے برسا یا تمہارے لیے آسمان سے پانی اور اوس سے باغ بھر ہارا دکائی۔ پانی روئیدگی کی حیثیت سے جز نباتی بتایا گیا ہے اور نمونہ نبات کیواسطے لازمی کہا گیا ہے۔

(۳) ہوا پانی سے حیات انسانی دنیا کی کیواسطے مخلوط رہتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بفضل سے فرما تے ہیں ۲۲ یہی ہوا حرارت و سردت قبول کرتی ہے جو اصلاح عالم کیواسطے یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہیں۔ (۲) بخار لا لواء ۲۳۔ آب باران سے زمین کے خشرات الارض زندہ ہوئے زمین اور موائی پانی جو زمین میں تحلیل ہوتا ہے اوس سے حیوانات اور بسط رحے زندہ ہوئے زمین اور زمین کی روح اور زمین آتی ہے جس طرح نباتات کے سڑے گئے تخم زمین روئیدگی کی روح سے نکلے گی یہ اسلامی تعلیم بھی یہی ہے۔

(الاف) وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْمَاءَ فَخُوجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَلِكَ نَخْرِجُ الْمَوْتِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (سورہ انعام) ہم ابر سے پھر برسائے زمین اور اوس سے تمام پھل اودگانے ہیں اس طرح ہم ان

پانی سے مردون کو نکالتے ہیں شاید کرم یاد کروئے
 (ب) فانظر لے انا درجۃ اللہ کی صفائی اور مرض بعد
 موت ہاں ذالک علی الموت وهو علیٰ شئ من الشیء
 (سورہ روم) پس دیکھو انا درجۃ خدا کو کیونکر (باران سے) زندہ کرنا ہے نیز
 بعد اود کے موت کے تحقیق اس طرح سے زندہ کریگا مردون کو اور وہ ہر شے پر قادر
 ہے زمین کی زندگی بعد موت ہی ہے کہ اقسام اقسام کے حشرات انواع انواع کے
 حیوانات اس بارش سے زندہ ہوتے ہیں ہر چیز میلان اور رطوبت بھائی رہتی ہے
 ہر حیوانات مرکزین میں تحلیل ہو جاتے ہیں بدست سے زمین کی آبی پھر پانی برسا
 پھر تازہ زندگی کی روح پھونکی ہی سلسلہ جاری ہے جسکو ہمیشہ سے دیکھتے ہیں اس طرح
 انسانی زندگی بھی موت کے بعد ہوگی اور مواد انسانی جو زمین میں تحلیل ہیں آس
 حیات سے بھی اڑھینگے اور رسا و جھانی ہوگی۔

(ج) واللہ الذی ارسل الریح فتنشیر سحابا سفکا الی بلد
 میت فاحیہا بنابلا لا یرض بعد موتہا کذلک اللہ النشور
 (سورہ فاطر) خدا وہ ہے جسے براہین بھیج کر ابر بنا یا اور اس سے مردہ شہر سیراب ہوتا
 ہیں اور زمین مرنے کے بعد زندہ ہوتی ہے یہی حالت قیامت میں ہوگی (انسان کا
 حشر و نشر کے وقت)

(د) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ روحانیوں کی مٹی زمین میں اس طرح
 رہتی ہے۔ جیسے سونا مٹی میں مخلوط ہوتا ہے جب مردون کے زندہ ہونے کا وقت آویگا
 زمین پانی برساوے گی ایسے پانی انسانی زندگی کا سبب ہوئے (احتیاج طبری)

صاف بتایا ہے مواد انسانی زمین میں اس طرح مخلول ہے جیسے طلا محلول ہوتا ہے
 کیمیائی ترکیب سے سونا اور مٹی۔ علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور اس طرح پانی برسا کر
 انسانی مواد میں حیات کی روح پھونکے گا

زمین کا پانی برسانا۔ اس سے بتایا گیا ہے کہ زمین کے بخارات ابر بنکر بہتے ہیں مواد

کے زمانہ میں زمین کے وہ بخارات اٹھنے لگے جہاں کیسائی راد سے وہ اجزاء کرنت سے
ہوئے جو زندگی کو اس کے ضروری ہیں یہ ایک مرتبہ کی بارش نہ ہوگی بلکہ حدیث میں ہے
مطر الامراض مطرات الشجر وہ بہت سے زندہ کرنے والے سفر زمین
کا ساوگی۔

(۱) السور فالے الذہن فرجوا من بیارہم و ہم الوف حدوا
الموت (سورہ بقرہ) زندہ ہونا اور ہزاروں جانوں کا جو خوف طاعون سے
بھاگے اور راستہ میں ایک بار کی مر کر ہڑبھکا ڈھیر ہو گئے حضرت حزقیل نبی کا پانی
چھڑک کر اودن سیکو زندہ کرنا (بخارا لا نو ارا تفسیر مجمع البیان) یہ بھی مثال کے طور پر
خدا نے تجربہ کرایا اس پانی میں حیات کا اثر بخفا سے اُسکی کیسائی حیات اس
قابل بنا دی جس سے مردہ استخوان زندہ ہوں جیسے آب باران میں مردہ حیوانات
کے زندہ کرنے کی صلاحیت ہے۔

وہ حضرت موسیٰ کی بھنی چھلی کا آب حیات کے چشمہ میں گر کر زندہ ہو جانا یہ بھی مثال کے
طور پر ہو چھلی کا کربن اور دیگر کیسائی اجزاء جو مرنے اور بجھنے کے بجائے جان بچنے
کے پانی سے چھلی نے حاصل کیے اور وہ زندہ ہوئے۔

لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ افریقہ سے باہر نہیں نکلے یہ چشمہ افریقہ میں
کہاں ہے اگرچہ چشمہ سے تھا تو اور لوگ بھی بی کر عمر حضرت حاصل کر چکے ہوتے۔

جواب۔ کوئی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ وہ چشمہ ہمیشہ سے جاری ہے اور
ہمیشہ زمین پر جاری رہے گا جناب غفر کی زندگی اور حضرت موسیٰ کی چھلی کا زندہ ہونا
محض معاد جانی جو اصل اسلامی ہے اور کی نظیر قائم کرنا تھی زمین کی سوت بھر ٹٹا اور
اوس سے حضرت موسیٰ کی چھلی کا زندہ ہونا اور حضرت نضر نبی کا پیکر طوائف کی زندگی
کرنا بھر فوراً اس سوت کا بند ہو جانا پانی کا جذب ہونا یا بخارات نکلا دینا تاکہ کوئی
امر بھی خلاف عقل نہیں ہے۔ فقط یہ بتلایا گیا ہے کہ پانی سے زندگی کی روح آتی
ہے اور یہ کیسٹری کی یہی تجربات سے ہے کہ

یہ چھلی کا پانی اور وہ چشمہ

۳۳۔ افلاک متقدمین کے نزدیک جسم بسیط جادو تھے اسلامی تعلیم اسکے خلاف ہے وہ بتاتی ہے کہ افلاک کی خلقت پانی سے ہے۔ علامہ اوسکے اور بھی بجز ان (الف) ایک یہودی نے جناب امیر سے پوچھا وجہ تسمیہ سما کی کیا ہے۔ فرمایا وہ معدن آب ہے (علل الشرائع، بحار الانوار)

(ب) جمہور عربی نے جناب امیر سے نقل کیا ہے کہ آسمان کی خلقت دھوین اور پانی سے ہے (بحار)

(ج) جناب امیر سے فرمایا ہے کہ دریاؤں کے کنارے پانی کو جو موجزن و جوشان بکھاؤ شک کیا پھر اس سے طبق بنائے اور ادن طباق کے ساتھ آسمان خلق کیا (بیج البلاغہ)

(د) ہوائے پانی کو اس طرح مستحکم ہر جزاء کا سحر ہو گیا اول آخر ہو گیا اور موخر مقدم ہو گیا یہاں تک کہ اوس سے پھین اوٹھا بڑا حصہ اوسکو اچھل کر فضا میں پہنچا جس سے سات فلک برابر کے خلق ہوئے اس طرح مفعول افلاک کی ایسی موج تھی جو کرنے سے محفوظ تھی اور سطح محدب چھت کے مانند (بیج البلاغہ)

(ه) خدا نے ہوائے عظیم کو پانی پر مسلط کیا جبکہ وہ سے پانی موجزن ہوا اور پھین اڑٹھا دھوان اڑسکا اور ٹھکر ہوا میں ہو بچا پس خدا نے اوس دھوین سے فرمایا جم جا اور وہ جم گیا (تفسیر فی بحار)

(و) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا عرش خدا پانی پر تھا پانی کو حکم ہوا اکتبت شدید اوبال ہوا اوس سے آگ پیدا ہوئی خدا نے آگ کو بجایا اوس سے دھوان اڑٹھا خدا نے اوس دھوین سے آسمان بنائے (بحار، کافی، دانی)

(ز) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانی سے اسقدر دھوان اڑٹھا جب قدر خدا کو منظور تھا اوس دھوین سے صاف و شفاف آسمان بنے گا دانی، بحار

(ح) خدا نے پانی کی طرح نظر کی اور میں ہوش خردش ہوا اوس سے پھین اور

افلاک کی خلقت

اور دھوان اور ٹھابھین سے زمین بنی دھوین سے آسمان بنا (تفسیر ثعلبی)

(یوحنا) خدا فرمایا ہے میں نے شرعاً مستقیم علیٰ السماۃ وہی دھوان سے (موردہ صحت)
عبر براہ کیا آسمانوں کو اور وہ دھوان تھے۔

(ی) ابن عباس اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ پانی سے دھوان اور ٹھابھین
اور وہ پانی سے بلند تھا اسلئے اسکا نام سارکھا (بجاء) مروج الذہب سے دی
(یا) جناب امیر علیہ السلام نے ثانی سے فرمایا ہے دیتا ہے آسمان کا نام رفع ہے
یعنی دھوین اور پانی سے خلق ہوا (مثل الشراعی، عیون اخبار رضا بجا)
(یہ) امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ پانی اور اس
اور ٹھابھین کے درمیان سے دھوان نکلا بغیر رنگ کے اسی دھوین سے افلاک
بنے (کافی، بحار، تفسیر قمی، تفسیر عیاشی، انوار نعمانیہ)

(یوحنا) خدا نے آسمانوں کو براہ کیا بنایا اور وہ دھوان تھے اس پانی کا (تفسیر رضا بجا)
(یا) جناب امیر علیہ السلام نے ایک ثانی سے فرمایا ہے خلقت افلاک کو پانی
کے بخار سے ہوئی ہے (تفسیر صافی، بحار، انوار نعمانیہ، تفسیر ربان، اخصال
مثل الشراعی، عیون اخبار رضا)

(یہ) ابن عباس سے مروی ہے خدا نے آگ کو پانی میں داخل کیا اور اس
دریا سے بخار اٹھا اور اس سے ہوا بنی صورت کا جس سے افلاک خلق ہوئے (تفسیر
(یوحنا) خدا نے پانی کو خلق کیا جو مضطرب تھا اور اس سے بخار اٹھا مثل دھوین کے
اور اس سے آسمان بنے (شرح کبیری، بیچ البلاغ)

ان سب اخبار کا مختار یہی ہے کہ خلقت افلاک کے پانی سے ہوئی ہے بعض
اخبار میں بیچ کفوف، اور بعض میں بجر کفوف، اور بعض میں بخار، بعض میں دھوان
نیز کو رس ہے لیکن یہ اختلاف بیانی نہیں ہے بلکہ ایک ہی مفہوم ہے پانی کی تین
بین جاہ، سیال، گیزان تینوں شکلوں کو اخبار نے ظاہر کیا ہے اور یہ بتایا ہے
پانی کی شکل میں بھی ہوا مثل افلاک پانی سے۔ جب وہ پانی بخار کی شکل میں تھا اور

بھی حقیقت کی راہ سے سنا کہا ہے اور کجا رنجہ دار (م) کو بھی سنا بتایا ہے پہلے پانی
ایز کی شکل میں تھا سکون سے برداشت پیدا ہوئی (بر کی حالت اختیار کی ابر بھی کجا رات
ہیں اور کو آب نجد کہنا خاف نہیں سہم اور سیارات کا ابر محیط میں گہرا ہونا یہ بھی فلسفہ
جدید میں ثابت ہے تفصیل مباحثہ کے فلسفہ الاسلام کتاب المہیہ میں ہے۔

مختصر اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اخلاق کی گہریابی اجزا میں ہوا پانی اور دیگر گہرے جو زمین کے
جزء عظمیٰ پانی ہے۔ پانی ہیڈرہ زمین و آسمان کے لیے لہذا یہ دونوں جزء اعظم ہوتے۔

ہم ۳۔ تمام فوہت و نباتات و معقدین کے نزدیک بسا ایتھے لیکن تاخرین نے

اور کجا مرکب ہونا اور پھین عناصر سے ثابت کیا ہے جو چار ہی زمین پر زمین سیارات کو

بھی ارضی شمس قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیم میں تارون کو شکل غلک کے پانی ہونا یا

(الفتح) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے ساتویں آسمان

میں ایک ستارہ بنایا ہے تھندے پانی اور تھندہ ملک سے علاوہ اور کے چہ ستارے

سیارہ آب گرم سے آگ کے بنے ہیں لافنی، بجا رالانوار

تمام سیاروں کی خلقت پانی سے بتائی ہے ایک کی خلقت آب سرد سے باقی کی آب گرم

سے ممکن ہے مراد اس تھندے ستارے سے پنچون سیارہ ہو جو بدشکلی کی وجہ سے

دریت و نوریت نہیں رکھتا باقی سیارہ سورج کے جدا شدہ شعلہ میں بنی خلقت آب گرم

سے بتائی ہے بکی خلقت ایک سے سیال اور سے ہے۔

(سب) ابن عباس سے تفسیر میں آیا کہ یہ لے لھا و لاہرض اثبتا طوعا و کرہا

میں فرمایا ہے۔ خدا نے آسمان کو حکم دیا کمال اپنے سورج اور چاند تارون کو اور زمین

حکم دیا کہ خلق ہو اپنی نہروں سے اور نکال اپنے بھلے فقال اثبتا طالعین

کہا آسمان و زمین نے کہ ہم تیری اطاعت میں حاضر ہیں (در نشو و نما رالانوار) صاف

بتایا ہے کہ جسطرحے نباتات جزا فی زمین اور مادہ ارض سے مرکب ہیں اور سیارے

تمام ستارے اور فلکی سے مرکب ہیں اور سب کا ایک ہی مادہ ہے۔

(رج) سلام ابن سبیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔

اسے سولہ سورج چاند سے کیوں زیادہ گرم ہے۔
 امام علیہ السلام۔ خدا نے آفتاب کو خلق کیا ہے آگ کے نور اور آب صاف سے
 ایک طبق نور سے ہے دوسرا آب صاف سے اس طرح سات طبق ہیں پھر خدا نے
 سورج کو آگ کا لباس پہنایا اسوجہ سے وہ چاند سے زیادہ گرم ہے۔ فضل جلال اللہ
 کافی، تفسیر قمی، مجمع البحرین، امام علیہ السلام نے جو ہدایات فرمائے ہیں قابلِ خود بین
 ایک۔ سورج کو طبقات سے مرکب فرمایا ہے فلاسفہ قدیم کی رو سے وہ لوگ
 آفتاب کو بیض خیال کرتے تھے۔

دوسرے۔ سورج کو شعلہ گرما اجرام ارضیہ عنصریات و مادیات سے مرکب فرمایا ہے
 شعلہ آگ، پانی، بخار، ہوا کے امین بھی متاخرین کی تائید و تقدیم کی رو سے یہ حال کی
 تحقیق میں پیکر سکوپ۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب میں بھی دبی مادہ موجود ہیں جو
 ہماری زمین میں بین المبتدہ فرق یہ ہے کہ یہ مادہ آفتاب میں گہر کی حالت میں پٹال پٹال
 جاتے ہیں جو چیزیں آفتاب میں پائی جاتی ہیں وہ ہیڈروجن، ہیلیم، لٹیم، بھل، کبھتہ
 گنیٹا، وغیرہ ہیں علاوہ ان کے اور بہت ایسے مادہ ہیں جو ہماری زمین پر نہیں ہیں۔
 سورج جن ہیڈروجن کا ہونا پانی کا جو دن ثابت کرتا ہے سیارات پر دربارہ نکلا ہونا
 ہوا کے گردی و بخارات مانی اور وغیرہ سے محیط ہونا یہ سب تحقیق جدید میں ثابت
 ہوا ہے جس سے ارشادِ امام کی تصدیق ہوتی ہے وہ تمام سائنسے پانی سے
 بنے ہیں لکے لیغا و کیا جو کہ کیا پانی پانی ہے۔

(دوم) امام محمد باقر علیہ السلام سے سائل نے پوچھا۔

چاند سورج سے کیوں ٹھنڈا ہے۔

امام علیہ السلام۔ خدا نے چاند کو آگ کے نور کی ضو سے ملن کیا ہے اور آب صاف
 سے ایک طبق اور اسکا ضو سے ملن ہوا ہے دوسرا طبق آب صاف سے ملن کرکٹ
 طبق اس طرح ہیں بعد اس کے پھنچا دیا خدا نے اسکو لباس پانی کا اسوجہ سے
 چاند سورج سے ٹھنڈا ہے۔

بجاء اس حدیث میں بہت سے امور قابل غور ہیں جسکو ہم زمین کی بحث میں
 لکھنے پران صرف اس قدر لکھنا ہے کہ یونانیوں کی رو سے زمین بھی مرکب بنایا ہے
 اور اود کے گیمیا کی اجزا میں پانی کو بنایا ہے۔
 ۳۵۔ زمین کی خلقت بھی پانی سے ہے۔
 (الف) شامی۔ زمین کس چیز سے بنی ہے۔
 جناب امیر علیہ السلام۔ پھین سے پانی کے۔
 شامی۔ بہاؤ کس چیز سے ہے۔

امام علیہ السلام۔ موجود سے (یعنی اخبار و بکار)

(ب) مجاہد۔ خلقت زمین کی پانی سے ہے (روشنوار و بکار)
 (ج) خلاصہ ضلع جناب امیر علیہ السلام سے وہ خدا سے پانی کو ساکن کیا بعد
 اس کے کہ اوس میں مطلق تھا اور جامد بنایا اور پانی کو لید اس کے کہ وہ ٹھنڈا تھا
 (بیخ البلاغ)

(د) خدا نے پھین کو حکم دیا کہ جم جا۔ وہ جم گیا پھر موج کو حکم دیا کہ جم جا وہ بھی
 جم گئی پھین کو زمین بنایا اور موج کو کہا کہ بنا یا (تفسیر شامی و بکار)
 جدید فلسفہ میں ثابت ہوا ہے کہ ارضی سیارات جدا شدہ شعلہ میں آتش کے اور
 موصوم نے پانی سے خلقت زمین کی بتائی ہے فلسفہ بھی اس بات کا منکر نہیں
 ہے پانی زمین کے اجزائی گیمیا سے ضرور ہے و کچھ فلسفہ الاسلام کی کتاب
 پچھا دوجی چین سے پہاڑ زمین کی خلقت اور طبقات ارضی پر مفصل بحث کی ہے۔
 زمین کی ابتدائی حالت کو مت کی سی تھی کوئلہ کا سمٹن کپڑے کے بجائے نیم تھکا ہوا اور
 جو بذات خود نور نہیں رکھتے بلکہ شعلہ آتش سے نکل اور بناؤں کے روشن
 ہونے میں یہ بکارا ت نیم تھکا سمجھانے کی طرح ہے پانی کے گے ہیں اور حقیقت
 سید مرجن اور کجا جز اعظم ہوتا ہے یہی حالت زمین کی بھی ہے کہ جو شعلہ گھر سے
 بجائے رات نیم تھکا شعلہ رفتہ رفتہ ٹھنڈک آتی اور جم کر زمین کی شکل میں سکونت کے

قابل ہوئے جبکہ بہت صراحت و وضاحت سے خطبہ میں جہاد میں نے ذکر فرمایا ہے۔
 مادہ دھوس بنایا خدا نے اوس بانی کو جو دھلا دھلا اور بولتا تھا (بیخ البلاغہ)
 زمین ایک بار کی دھوس نہیں ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ یہ شکل اختیار کی ہزاروں سال گذر کر
 پر دھو چلائی اور مطابق کرو تعلیم اسلامی سے ۷۷

جب وہ وقت آیا جبکہ خدا نے ارادہ کیا تھا اوس وقت چین کو حکم ہوا کہ جم جاس وہ
 جم گیا (تفسیر فی، بحار) صاف نصیح ہے کہ دنیا کچھ نہیں ہو بلکہ جب وہ وقت
 آیا جو مقصود الہی تھا عرصہ دراز ہوئے براہ وقت وہ بانی جم کر زمین بنا۔

باب چوتھا آگ کا بیان

۳۶۔ ہر کیمیا کی فعل حرارت پیدا کرتا ہے۔

(امتحان) سو ہے کارادہ طرف میں رکھو تھوڑا ٹھنڈا پانی ڈالو پھر تھوڑا سا سفورک
 ایسڈ ڈالو یا بیڈرہ رکھو ایسڈ ڈالو فوراً گیند ہوگا اور طرف حل اوسٹے گا
 (امتحان) حل جو کرنے کی بری میں بانی ڈالو فوراً آگ کی طرح حل اوسٹے گا۔

یہ حرارت اوس فعل کیمیا کی سے پیدا ہوتی ہے لہذا حرارت تاریخ فعل کیمیا کی ہے
 واسطہ ہے نہ مرکب ہے یہاں کہ متفہم کو خیال تھا کہ آگ بخلاف عناصر ہے۔

اسلامی تعلیم بھی یہی ہے۔

(الف) خدا نے آگ کو ہوا سے پیدا کیا ہے (تفسیر فی، بحار) ایسی گیند اس آگ
 کا مخزن ہے جب ایسی کسی دوسرے مادہ سے ملتا ہے تو حرارت پیدا کرتا ہے
 اور ایسی تمام عناصر کیساتھ مرکب بناتا ہے سو اسے فلورین کے اور جب کسی
 کسی دوسرے مادہ سے مرکب ہوتا ہے تو حرارت پیدا کرتا ہے کبھی کم اور
 کبھی بہت زیادہ ناریت و فوریت کے ساتھ اور جس مادہ سے مرکب ہوتا ہے
 وہ جل جاتا ہے خش و کندی کی طرح۔

(ب) امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نے پانی سے آگ کو پیدا کیا ہے
 (بحار) پانی سے آگ کا بنا بھی صحیح ہے ایسے کہ ایسی و ہرید و روجن کے مٹنے سے پانی

جنا ہے اور ان کے فعل کی پائی سے حرارت پیدا ہوتی ہے لہذا پانی سے بنا بھی

سمجھ ہے۔
۲۔ کبھی فعل کی پائی سے حرارت کے ساتھ نور و شعلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔
درستحان (۱) فاسفرس کا چھوٹا ٹکڑا ایک ظرف میں رکھو اور دو چھوٹے
ٹکڑے پودے کے رکھو فاسفرس دیوڑ میں کیپائی اتحاد ہو گا اور تھنشی رنگ کا
شعلہ پیدا ہو گا۔

(استحان ۲) پٹاسیم کا ٹکڑا پانی میں ڈالو فوراً پانی میں آگ لگا دو گی۔
(استحان ۳) پانی میں فاسفرس کا ٹکڑا ڈالو پھر پودا پودا پٹاسی کلورائیڈ ڈال کر شیش کی
ٹلی اس ظرف میں اسی طرح رکھو کہ مٹی کے ظرف کے بندے سے لچاؤ سے پھر
ٹلی سے تھوڑا سفید رنگ ایسا ڈالو پانی کے نیچے آگ لگی معلوم ہو گی۔

(استحان ۴) ایک شیش میں تھوڑا پانی بہرہ پھر تھوڑا فاسفرس ڈال کر کے ڈالو
پھر تھوڑی سفید آت پٹاس ڈالو آخر میں فاسفرس کا ایسا بستر ایک ایک
پٹاس اور پودا وسط شیش میں آگ لگی معلوم ہو گی پٹاس اور پانی ہر گز
(استحان ۵) برتن کے ٹکڑے پر پٹاسیم و حات ڈالنے سے فوراً آگ لگاتی
ہے الہی فلسفہ تیرہ سو سال پیشتر بتا چکا ہے کہ فلکی دریا وائس آگ پانی میں
اسی طرح سے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک ملک ہے جس کا نصف جسم برتن اور نصف جسم
جس کا ہے (عارالانوار) پھر جب انسانی فلسفہ سے یہ سب ممکن ہے تو الہی
قدرت کو کون مانے ہے۔

اسلامی تعلیم میں ہے کہ۔
(الف) ملائکہ معصوم بنائے گئے ہیں خلقت اور انکی دریا پائے شیرین کے نور سے
ہے اور وہ دریا پائے رحمت ہے (تفسیر فرائد، بحار)
(ب) پھر خدا نے خلق کیا ملائکہ کو انوار سے (روح الذہب، سودی، بحار)
(ج) ملائکہ کی خلقت نور سے ہے (اختصاص، بحار)

مذکورہ درایات سے صاف واضح ہے کہ اس کا دیکھنا یا کسی سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور کبھی وہ حرارت نور کے ساتھ ہوتی ہے اور دریا بان کے اتحاد کیسیالی سے جو نور پیدا ہوا وہ بھی جز کیسیالی لانگہ کی طاقت کا ہے۔

(د) خدا فرماتا ہے: "واذ البحار ممتزجت" (پھر وہ گھیرا) اور دریا آگ کا پیکر حریت میں ہے کہ نبات کے دن تمام دریا آگ ہو جاویں گے جبکہ جو سے ہضم دہکا دیا جاویگا۔ یہ سب کیسیالی افعال کے نتیجہ میں جو قدرتی طور پر لگوتے ہیں لہذا آگ نہ غصہ نہ ضبط نہ کم کب ملکہ فعل کیسیالی ہے۔

۴۳۔ جب معلوم ہو کہ حرارت فعل کیسیالی ہے تو اس بات کو غور کرنا چاہیے۔ چنانچہ پھر نکلے اور دھونے سے کیوں تیز ہوتی ہے بخلاف چراغ کے جو بجھ سکے سے بچھ جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ شعلہ کی سطح یعنی حرارت کا کاربہ ہے پھونکنے سے وہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور چراغ میں ٹھنڈی ہو اگتی ہے اور اس کی حرارت کم ہو جاتی ہے اس وجہ سے چراغ گل ہو جاتا ہے۔ خلاصہ آگ کے اوکو کمزرت سے ہوا ہوا چنے سے زیادہ سفید اور آگین کی سوجنی ہے جس سے حرارت تیز ہوتی ہے۔

۴۴۔ جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا ہے کہ عہد اسے آگ روشن ہوتی ہے (جبار) تو جہلم طلب ہی ہے کہ عہد اسے آگین ہو چکا ہے اور اس سے حرارت بڑھتی ہے۔

۴۵۔ آگ بھی مثل بانی کے بعض اجسام کو مل کرتی ہے اور جو مل نہیں ہو سکتے دھونے واسطے چارے پاس وجہ حرارت سے ذرا کم حرارت نہیں ہے اگر اس سے زیادہ ہو حرارت مچا دے تو ہم ان عناصر کو بھی تفریق و تحلیل کر سکیں لہذا تجربہ ہمارا محدود ہے حرارت موجودہ ہے جبکہ جو سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ جھپٹ ہی خاصہ میں اور یہ کیسے طے مل نہیں ہو سکتے اگر ہم عناصر کی مل و تفریق پر قادر ہو جاویں اور سوخت ہمارا یہ دعویٰ غلط ہو جاویگا کہ عناصر فنا نہیں ہوتے جو ان کا خالق ہے وہ موجودہ حرارت سے ہزارا درجہ زیادہ حرارت سے ہو کر فنا کر سکتا ہے اور

نشانہ کی اس نظر میں دیکھا

یہ کیسی کی تجربہ سب غلط ہو جائیگی۔

مگر یہی جملہ نے سے دعوانہ پر امین جاتا ہے راکر رہ جاتی ہے چر اغیث
روشن کر کے سے سوائے نبی کی راکر کے کچھ نہیں رہتا اس سے خیال ہوتا ہے
کہ کلامی و غیرہ کے اجزا و خواہ ہو جائے ہیں مالا کر ایسا نہیں ہے کہ کلام سے اجمل
ہو جائے کسی شے کو مسدود نہیں کرتا ایک کہ تو را و نچا اور نے والا نظر سے غائب
ہو جاتا ہے جسکی نسبت پر نہیں کسا جاتا کہ وہ مسدود نہ ہو گیا ہے یہی حالت ان
اجزائی ہے۔

اسی طرح ایک ہی جملہ کر گلاس فیضیہ کہ دیکھ دو اسطرح سے کہ غارتگی کی ہو اور
شے جو جاوے گی اور چا کر کیسے پید ہو گئی۔

ایم شیخ کا بجد جان اسطرح پید کیا کہ جدید ہو اور میں نہیں جاسکتی پس سے کہ نہیں اور
فروع گلاس میں کا، چونکہ ایسا پایا جاوے گا جو نظر سے محسوس نہیں ہو سکتا۔
(۳) یہ کار چونکہ ایسا شیخ کی کار میں سے پیدا ہوا ہے۔

(۴) ایم شیخ کے جملے سے گلاس نے اور بانی کے نقطہ نظر آدینے اور بخارات پانی
کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کی کوئی شے دنیا میں نہ کی بلکہ
جملے سے اس کی نسبت بدل گئے اور آگ سے جو جسم مشتمل تحلیل ہو کر کار پید کیا ہے
اور بانی میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس اخیر کو تجربہ کیا فی کہتے ہیں یہی حالت بر شے کے
مختص نہیں ہے بلکہ سب کو صورت اسکی بدل جاتی ہے۔

اسلامی تعلیم میں بھی بتایا گیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ تباہے جو رنج بچا سنے پر تو رکھا
ہو جاتا ہے۔

امام علیہ السلام۔ تو راہ سکا جاتا رہتا ہے عود نہیں کرتا۔

سائل۔ پھر آپ کیوں انکار فرما۔ تے میں انسان کی اس حالت سے کہ مر کر پھر وہ عود
میں آکر رہتا اور روح جسم میں کبھی نہیں مٹتی جیسے چراغ کا نور چراغ میں نہیں لپٹتا

امام علیہ السلام - انسان کی حالت کو چراغ برقیاس کیوں کہتا ہے آگاہ ہو
 کہ آگ تمام اجسام میں پوشیدہ ہے اور تمام اجسام بالذات قائم ہیں جیسے چتر
 اور لوہا جو وقت ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں تو اوّلین دو نوّابین سے آگ پیدا
 ہوتی ہے جس سے چراغ روشن ہوتے ہیں جو آگ کی چمک ہے آگ ہر جسم میں موج
 رہتی ہے اور نور اوسکا شکل جاتا ہے۔

(احتجاج شرح طبرسی ص ۱۰۶)

(الف) صاف بتایا ہے کہ آگ اور شے ہے اور نور اور شے ہے حرارت
 سب میں باقی رہتی ہے لیکن غلظت اوسکا چلا جاتا ہے۔

(ب) یہ بھی بتایا ہے کہ نور خود نہیں کرتا اسلئے کہ وہ فعل کیسائی ہے اوسکا
 اپنے اعادہ نہیں اعادہ جو اہر کے لئے ہے نہ اعراض کے لئے۔

(ج) یہ بھی بتایا ہے کہ لوہے اور چتر کو رگڑنے سے فرکشن اوسکا حرارت
 پیدا کرے جو طبی بات ہے اور حرارت سے کاربن لوہے یا چتر کا کھن سے شعل

ہوگا جو نور ہے حرارت کا نور چلا جاتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے اسلئے کہ وہ فعل
 کیسائی ہے لیکن ناریت اور شعل کا کاربن چتر کا فنا نہیں ہوتا اور کس نسبت فرمایا ہے

کہ وہ اجسام میں باقی رہتا ہے یہ بہت بزرگ مثال میں فرمایا ہے۔

(۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال ہوا آپ حضور و نشر کے

کیون قابل ہیں حالانکہ بدن انسان کا سرگن جاتا ہے اعتنا نہ ہو جاتے ہیں

ایک عضو درندہ کھا جاتا ہے دوسرے عضو کو ہوا سرنگلا کر منتشر کر دیتی ہے

قتیرا عصفوی ہو کر خاک میں مخلوٹا ہو جاتا ہے اور اوس مٹی سے دیوار بنائی

جاتی ہیں ایک جسم سیکڑون صورت تو نہیں آجاتا ہے امام علیہ السلام جو کچھ دیکھتا ہے

اور حشرات الارض جسم انسانی کو کھا جاتے ہیں بحقد جسم انسانی جل جاتا ہے

وہ سب مٹی میں محفوظ رہتا ہے (احتجاج طبرسی ص ۱۰۶)

سائل سمجھتا تھا کہ جسم انسانی سرگن کر اور جل چکر فنا ہو جاتا ہے مصوم نے فرمایا

کوئی شے سرے سے گھٹنے اور پہنے سے فنا نہیں ہوتے بلکہ دوسری صورتوں میں تحلیل ہو جاتے ہیں یعنی محفوظ رہنے سے بتایا ہے کہ جو امداد انسان میں نسبت کمزور سیار عناصر کے زائد ہیں جو غالب کو انسان کے بتایا ہے کہ وہ زمین ہی پر رہتا ہے۔

۱۔ ہم شعلہ کی چیز ہے۔ کیا میں ثابت ہوا ہے کہ حرارت کے باعث گیز کے ذرات و خشنہ ہونے کو شعلہ کہتے ہیں خواہ چراغ کا ہو خواہ لکڑی کا ہیڈ اور جن لوہے کیجن مٹنے کے وقت اس قدر حرارت پیدا ہوتی ہے کہ اود کے باعث سے ذرات کیجن وہیڈ اور جن سے کہ و خشنہ ہو جاتے ہیں عام چراغ جلنے سے یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تیل یا جرمی وغیرہ کے اجزاء استغراق ہوتے ہیں اور کاربن کیجن کے ہمراہ ملتا ہے مٹنے کیوقت اس قدر حرارت ہوتی ہے کہ ذرات کاربن کے روشن ہو جاتے ہیں مختلف شعلوں کی حرارت اور و خشنہ کی جن فرق ہے یہ ضرور نہیں کہ شعلہ کی حرارت زیادہ ہونے پر روشنی کی زیادتی بھی منحصر ہو۔ بہر حال روغن کے شعلہ میں اگرچہ حرارت بہت ہے مگر و خشنہ کی اس قدر کم ہے کہ ان کی روشنی میں بھی شعلہ اچھی طرح سے نظر نہیں آتا شعلہ کی روشنی اور سے اندازہ جسم مصمت اجلی کے ہونے پر منحصر ہے جو حرارت کے باعث سے و خشنہ ہوتا ہے۔

(مثال) قندیل روشن کر دو سین دھواں ہوتا ہے۔ یہ ضابطہ صاف روشنی ہوتی ہے اگر چاروں طرف سے سامات قندیل کے بند کردین جاتی بہت اوجھل کر دین تو بہت کثیف دھواں نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ صورت اول میں شعلہ کی حرارت سے کل کاربن جلتا ہے اسوجہ سے کہ کاربن سے ذرات نکلتا ہے اور دوسری شکل میں کل میں جلتا خواہ اسوجہ سے کہ کاربن کو ہوا نہیں پہنچتی سامات بند ہونے سے یا نئی زائد اوجھل ہونے سے ذرات ہوا لگتی ہے جس سے کاربن دھواں بکرا دوتا ہے پس ذرات روشنی شعلہ کے سبب اوس گیز کے ہوتی ہے جو شعلہ کاربن سے ذرات نکلتا ہے اور کی نور کی جن میں

کی وجہ سے ہے جس میں کاربن نہیں ہوتا۔

اسلامی تعلیم میں شغل کی اہمیت یہی بتائی ہے اور ان الفاظ میں جو کچھ جگہ کی قربت ہو سکتی ہے۔
 تمام جعفر صادق علیہ السلام کا تمام اجسام میں آگ بوشیمہ ہے اور تمام اجسام
 یا لذات قائم میں مثل پتھر اور سہا کے جو وقت ایک کو دوسرے پر بارش ہے اور ان
 دونوں سے آگ پیدا ہوتی ہے جس سے چراغ روشن ہوتے ہیں اور وہ جھڑ ہے
 آگ کی آگ ہر جسم میں موجود ہے اور ضرور اسکی خلق ہے (حتیجہ تجلی)۔
 حرارت اور نارست اور نشتے ہے اور شعلہ اور شعلہ ہے حرارت پتھر اور آگ
 میں موجود ہے لیکن ان دونوں کی آگ سے کاربن آگ میں سے روشن ہو جاتا ہے
 ہے وہی شعلہ ہے جسکو آگ کی صورت فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے اور حرارت کو نور نام ہے
 امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورج میں نور عرش کا ہے اور حرارت
 جہنم کی قیامت میں سورج کا نور عرش کو پھٹا دیا جائیگا اور حرارت جہنم کو انقباض
 (نجم الجوین) اس حدیث میں صاف بتایا ہے کہ نور و جہنم میں ان دونوں کا
 کے و جہنم ہیں۔

اسم شمع اجڑا کا نام تین طبقوں میں منقسم ہے طبقہ اندرونی، متوسطہ بیرونی
 اور رونی کو طبقہ اسود یا غیر متعلق کہتے ہیں۔ اپنے ٹھیک بتی کے اندر جلتے والی شعلے
 سے گزرتے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ زمان آگ میں سورج و زمین ہے کہ اسے ہمراہ فکر جلتے
 دوسرے متوسطہ طبقہ منورہ ہے، اسکو کچھ مسدود گیز کا کہتے ہیں۔ کہ یہ غلاف میں آکر
 جلتا ہے اور کاربن شکل تبدیل ہوا کے باعث سے روشن ہو جاتا ہے۔
 غیر اس طبقہ غیر منورہ ہے یعنی یہاں پر گیز کا کل طور پر جلتا ہے اور کچھ کچھ کیساتھ
 کامل وصال حاصل ہوتا ہے یہ جھڑ اس کے بعد ان روشن نہیں ہے اگر ایک
 جلی شیشہ کی ٹی کو ہم ایک سرس کی طرف اندرونی طبقہ میں رکھیں تو گیز دوسری
 جانب سے نکلے گی کی جسکو ہم حرارت دیکر روشن کر سکتے ہیں۔ اور اگر ایک
 گڑی کا غلاف میں رکھیں تو گیز دوسری طرف اندرونی طبقہ میں جذب ہونے لگے گی۔

کمالی پڑ جائیگی اور اندر سے سپید بننے کی بجائے گہری بنیں۔ طبقہ منورہ میں گہرا تمام کمال
 تین طبعی بلکہ تھوڑے عرصہ کے لئے کاربن متحد ہو کر حرارت کے باعث سے روشن
 ہو جاتا ہے اور یہی حصہ شعلہ کاربن طبقہ ہے۔ یہ قریباً وہ طبقہ ہے جہاں اکسجن بکثرت ہے
 اور کاربن اور میٹال جن بمقابلہ اکسجن کے اکثر تمام و کمال جگہ کاربن و گیس ایڈ اور پانی میں
 تبدیل ہو جاتا ہے اگر روح الخمر نے چرخ کو بلو پائپ (پمپنی) سے جو ٹیکنیکل تر شعلہ طبعی
 ہو جاویگا اور اسکی بناوٹ بالکل یہ جائیگی اور روشنی اعلیٰ تر ہے گا کہ اگر اکسجن
 عین فی کے سرے پر ہو جایا جاتا ہے۔ نیچے شعلہ کے صرف درالذہ ہو گئے اندرون
 نیچے رنگ کاربن سپرونی زرد رنگ کا اور روشنی میں کاربنوں ایک ایک ٹیپ جو نیچے
 رنگ کے شعلہ سے ملتا ہے اور جب وہ اور اکسجن لیکر کاربنوں ڈالی اوکسائیڈ میں
 تبدیل ہوتا ہے تو وہ سپرونی زرد شعلہ ہے ان دو قسم کے شعلہ میں جو بلو پائپ
 کے ذریعہ سے بدلتے ہیں عجب صفت پائی گئی ہے اور روشنی کو زرد رنگ فلم
 بنے شعلہ ملتا ہے جن اسواسطیکہ دھاتوں کے اوکسائیڈ کی اکسجن کو لیکر ان خاص
 دھاتوں میں تحلیل کو قیاس ہے اور سپرونی کا نام کسی ڈائریکٹ فلم بنے شعلہ میں دہندہ کہتے
 ہیں چونکہ انتظام پر شعلہ کے اکسجن بہت ہے اس واسطے دھاتوں کو ان کے مقابلہ میں لانے
 سے وہ اوکسائیڈ میں تبدیل ہو جاتے ہیں مثلاً ایک تھوڑا سا لڈ اوکسائیڈ جو سرخ ہوتا
 ہے تو لڈ کے آڑو سوراخ کر کے اوپر لٹک کر بلو پائپ کے شعلہ اندرون میں رکھیں تو
 وہ صرف خاص قسمہ زجاجیگا میرا کو سپرونی شعلہ کے مقابلہ میں لانے سے بدستور
 اوکسائیڈ بن جائیگا۔ اسی رنگ کی نسبت اہم جہت حاصل ملے انتظام نے مفضل سے
 فرمایا ہے کہ یہ آگ ہے بلکہ آبی نہیں۔ (فیضال) بخارج جلائے ہوئی آگ
 کی تقویت محض کہا۔ نے پرخمر ہے یہ انتعار ہے جہت کاربن۔ ملے گا اسوقت
 آگ کو تقویت دیگی جہت کا دیکھا جاتا ہے خلدان قیاس نہیں ہے جہت اسانی میں
 ہوا کے اکسجن سے جلا یا جیگا اور جہت کا اندیشہ محض انسانی کاربن ہوگا۔
 بناوٹ میں سے ہر ایک

تھوڑا سا

کے لیے طے کو جدا گانہ خاص درجہ کی حرارت ضرور ہے اگر اس قدر حرارت نہ ہو تو وہ ہوا کے جسم پر چلکا مثلاً تانبہ دھات کی جالی کا ٹکڑا ایک شعلہ پر رکھتے ہیں وہ شعلہ اس قدر ٹھنڈا ہو سکتا ہے کہ گھل ہو جاوے عوام میں چراغ گھل ہونے کو ٹھنڈا ہو جانا بہت صحیح ہے یہی وجہ ہے کہ شعلہ اگر باد تند چلتی ہو تو قائم نہیں رہ سکتا ہے جو خاص درجہ کی حرارت جلنے کے لیے دور کا رہے نہ نہیں پہنچ سکتی۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے۔

(مثال) تانبہ کی باریک جالی تاروں کی جلی فی مربع انچ میں سات سو دس درجہ ہون گول گیز کے شعلہ کے مقابلہ میں تاروں اور اسکو روشن کرین تو ممکن ہے کہ گول گیز اس جالی کو اور لیجاؤ تو بھی گول گیز جالی کے اوپر جلا کر لگا سیجے چراغ ٹھنڈا ہو گا جب تک جالی خوب گرم نہ ہو جاوے اسی قدر قی قاعدہ پر سر تھری ڈیوی صاحب نے محققانہ چراغ بنایا ہے۔

یہی حال دھاتوں کے چمکنے کا ہے اور ان کے چمکنے کی واسطے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں دیکھو ذیل کی فہرست۔

(جو حرارت کی حرارت سے کم میں گھل جاتے ہیں)

پارہ	بدرغہ ۳۹	پتاسیم	۵۰ ۴۴ ۴۲	اسوڈیم	۱۷ ۲۰	لیتھیم	۴ ۵ ۳
۲۲ ۴	۱۷	۶۱	۴۱	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
(جو حرارت کی حرارت سے کم میں گھل جاتے ہیں)							
سور	۱۷ ۷۴	آئرن	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے ہیں	سیکنز	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے ہیں	گلاب	۱۹۹۹
نکل	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے ہیں	گولا	۲۰۱۶	کودیم	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے ہیں	کواٹ	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے ہیں

عقلمند جن وغیرہ	بچہ کی نمانیت سخت آگ میں گزار دیتی ہیں۔ کچھ نہیں	بلا طعیم وغیرہ	صرف ہو کر کھاتے ہیں بچہ شعلہ کی آگ میں کھاتے ہیں۔
-----------------	---	----------------	---

(احسان علی تعلیم پر مشتمل) کہ جانا ہے جہنم کی آگ کی وہ تیزی جو اسلامی کتابوں میں
ذکور ہے اور کمال متفصد یہ ہے کہ ہر شے گیز کی حالت میں جو بھر جہنمی اشیاء اور جہنم کے
مومل فرشتہ کیہ کر حجم باقی رہ سکتے ہیں۔

(جو اسباب) وہ اس لیے مفردات سے بنے ہیں جو جہنمی آگ سے بھی گزر ہوا لیا گیا
بھی نہیں ہوتے جیسا کہ دنیا میں ہم و ہاتھوں کو مختلف حرارتوں نے چھانا دیکھتے ہیں
اور یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ایک ہی حرارت ہے۔ سب دھاتیں کیوں نہیں پگھلتیں ہر شے
کی قابلیت اور حدود جدا ہے۔

اور طبقات جہنم کی حرارت میں تفاوت و فرق ہو نا بھی اسی مقام سے سمجھیں آتا ہے۔
ہر طبقہ میں جہنم کے مختلف حرارتیں مختلف درجہ کی ہیں۔
انہیں یہ شدت حرارت کی ہے۔

اساں بطور من خطا ان (سورہ ابراہیم) تانبہ کے یا مسکاتہ جہنمیوں کے ہونے
استحوا و کیم ان بات سے کہتے ہوئے تانبہ میں آبی کر تک ڈبو دے یا دیکھتے
کیوں حرارت کی یہ شدت ہوگی کہ یسعی بدن ملامت حدید (سورہ ابراہیم) ان جہنم کو
دہ باقی بلایا جاویگا جو جہنمیوں کی جلزبٹ کر چمکے گا۔ غالباً اپنے دالے اور
درجہ کے ہونے جان اتنی حرارت نہ ہوگی۔

نہیں اس قدر تیزی حرارت کی ہوگی کہ کتا مضجت جنودہم بدلنا جلودہ انجھا
رسوہ انسان جب کھا لیں اور کی گل ہو دیتی تو پھر دوسری حالتیں اور کھو بھنا دیا دیتی
اور کہیں اس قدر حرارت ہوگی کہ اٹما یا کلون فی بطونہم نار (سورہ ناز)
دو زخون کے پیٹ میں آگ بھڑکیا ویگی ان آیات کا یہی مقصود ہے کہ مختلف
درجہ بحسب اختلاف درجات حرارت ہیں اور وہ آگ محض جہنمیوں کے متاثر ہونی کی
سے ہے نہ خادم و مومل جہنم کے متاثر ہونا سہ۔

۴۴۔ کل دھاتین عام درجہ کے موسم میں ثقیل ہیں باشتفا بارہ کے جو یہاں ہے
 بعض دیات ایسے ہیں جو قبل بچھلنے کے بطور لٹی کے ہو جاتے ہیں اور انہیں ایک
 طرح کی لزجت آجاتی ہے مثلاً لوہا بلا طینم وغیرہ اور اس حالت میں جبہ و دیگر دن کو
 ایسی دھات کے ملا کر چوڑے دیں تو وہ اسطور پر لمبے ہوتے ہیں کہ ٹھنڈا ہوئے پر جوڑ کا مطلق
 نشان نہیں معلوم ہوتا۔

اکثر دھاتیں سیلاب طبع ہیں۔ یعنی حرارت کے باعث سے بنار کی شکل میں تبدیل ہو جاتی
 ہیں اور قیاس کیا گیا ہے کہ اگر تھوک کو فی تدبیر اس قدر حرارت ہو چکے کہ جو اس
 کے تدابیر سے زیادہ ہو معلوم ہو جاوے تو شاید کوئی دھات ایسا ہو جو اس
 صفت سے بڑا ہو جائے کہ اس کے عام موسم کی یہ حالت ہے اور گردن۔ یہ قیاس
 نہیں ہو سکتا ممکن ہے اور گردن پر کل دھاتیں عام موسم میں سیال ہوں یا بجلی۔
 سیال گیز ہوں مثلاً کہ آفتاب کے اس طرح ٹخن ہے کہ جو ہمارے کرہ پر سیال ہے
 گیز ہوں دوسرے کرہ پر وہ گیز سیال ہوں اور یہاں جو امد ہوں اور بجائے
 چارے گیز سیال کے اور گردن کے گیز سیال اور ہی چیزیں ہوں مثل کرہ آرنی
 جنوں کے ایسی صورتیں ہیں اور ان کے آثار و خواص جدا ہو گئے۔

۴۴۔ کاربونک ڈائی آکسائیڈ۔ علامت کا۔ مقدار اوصالی ۴۴ وزن
 ۴۲ اس مرکب کو کاربونک ایسڈ بھی کہتے ہیں جب کاربن ہوا یا آکسیجن کے
 مقابلہ میں جلتے تو یہ مرکب بنتا ہے۔ یہ مرکب ہوا میں اور بہت سے جنوں میں ہوتا
 ہے انسان کے تنفس اور مختلف اشیاء کے جلتے سے یہ مرکب رہنے کے مکار تو نہیں
 میدان اور کھلے جگہوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔ جب کسی جگہ کی ہوا میں فیصدی
 (۱۰) حصہ بھی کاربونک ایسڈ موجود ہو تو قابل رہنے کے نہیں تخمیر کی کیفیت
 کیوقت کاربونک ایسڈ بہت پیدا ہوتا ہے اور اندھے کنوؤں اور غاروں میں
 اور کوئلہ کی کانوین میں بھی پایا جاتا ہے۔ کاربونک ڈائی آکسائیڈ بلارنگ و بلا بو لطیف
 شے ہے ذائقہ اسکا قدرے تیزابی وزن متناسب ۱۱۵۹ ہے اور پانی میں حل ہوتا ہے۔

۲ درجہ میں باعتبار حجم ایک حصہ پانی میں ۱۷۹۹ یہ مرکب مل ہوتا ہے کلسیم کربن
 نے جوڑنے کے ہمراہ مکررہ تک بنتا ہے جیسے کلسیم کاربونیٹ کتے میں
 ۷ ماہ ۲۸ مرتبہ زیادہ و باؤ سے ۳۲ درجہ کے موسم میں کاربونک ڈی آکسائیڈ
 سیال ہو جاتا ہے اور بھی زیادہ سردی پہنچنے سے ثقیل مثل بن کے کوئی نئے
 اور کے اندر حل نہیں ہوتی جلتے ہوئے تہی فی الفوہر اوسین گل ہو جاتی ہے یہ
 مرکب جب اندر سے کنوین اور غاروں میں اور کوئلہ کی کانوین پائیا جاتا ہے
 تو جو کمرہ یہ ہر قاتل ہے تو ابے مقام پر ہزار ہا جانین تلف ہو گئی ہیں۔

تو ہوا

قرآن مجید میں ہے ۷ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (سورہ فلق) کہو (اے رسول)

پناہ مانگتا ہوں میں رب فلق سے ۷

فلق جنم میں ایک کنواں ہے جسکی حرارت سے اہل جنم فرما کر تے ہیں (تفسیر قمی)
 مجمع البحرین) ونا میں اسے کنوین کا سوجد ہوتا ہے ۷ تو جنم میں اسے
 کنوین سے کب نکلا کر کتے میں کوئلہ کی کانوین اور اندر سے کنوین میں یہ گیزر
 ہے ارہن جنم میں بھی ایسا کنواں ممکن ہے اور جس قرین یہ گیزر کثرت سے پیدا ہوا کہ
 جو کہ بیشک کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک جنم کا گڑھا ہے ۷ جیسا کہ حدیث میں ہے۔
 اس گیزر سے غافط کے لئے اہل فرنگ کے ایک دانائیلی برت صاحب نے
 ایک ایسا عمدہ آئینہ بنایا ہے کہ اسکو ہنکر آدمی جا ہے جیسے خراب اور نہ ہری
 جو اس کے بچھن چلا جاوے ۷ کچھ اثر نہ ہوگا جہاں آگ لگی ہو اور وہاں کھڑا
 وہاں اس آئینہ کو لگا کر ان بلا غوت و خطر چلا جا سکتا ہے۔ اس آئینہ کو ہر
 بہت بڑا تمام ملا اور فرانس میں اسکا رواج ہو گیا سوئے ڈیرہ کے کپڑے کا
 ایک تھیلہ مشک نما بنایا ہے (دوسرا) ایسا مصرعہ ہا یا ہے کہ ہوا اوسین سے
 نہ کھلے بلکہ آگ بھی اوسین اثر نہیں کرتی ۷ بیچ فیت کعب ہوا اوسین بھر
 دیا جاتی ہے اسکو پنے والا لبت بر بڑیہ ایک جی کے کمر سے باندھ لیتا ہے
 اور اوپر کمر اس سے ہر دو جانب بڑی تلیان کندھے کے قریب ہو کر

آئی ہیں وہ ایک سینگ کے ٹکڑے میں لگی رہتی ہیں جو منہ میں لگا لینا ہوتا ہے
 آدمی ان نلیوں کے ذریعہ سے سانس لیتا ہے اور منہ بالکل بند ہو جاتا ہے
 باہر کی ہوا بالکل نہیں جاسنے باقی اور ناک بند کرنے کے لیے بھی اس
 آلہ کے ہمراہ ایک ایسی ڈاٹ بنی ہوئی ہے کہ اس سے ناک بالکل بند
 ہو جاتی ہے آنکھوں کے لیے ایسے عمدہ حلقہ بنے ہوئے ہیں کہ ان کے
 پھن لینے سے آنکھوں کی کماحقہ حفاظت ہو جاتی ہے اور آدمی کو سب
 کچھ دکھائی دیتا ہے۔ گیلی برت صاحب کی اس ایجاد پر انعام ملے۔ اور حضرت
 ابراہیم خلیہ کا آتش نمرود سے بچ جانا اس قابل بھی نہ ہو کہ اس کی تصدیق کیجاؤ
 طرح طرح کے ادب پر شہدہ وارد کئے جاتے ہیں۔ دیکھو جب نمرود نے حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو جبریل امین بہشت سے ایک پیراہن
 لائے تھے جو حضرت ابراہیم کو چھنا دیا تھا (حیات القلوب مجسی، مجمع البحرین)
 ۵۴۔ بدن آگ کے جل اٹھنا پہلے قیاس میں نہ آتا تھا اب ثابت ہو گیا ہے
 کہ آگ ہی پر جلنا منحصر نہیں ہے اور حرارت کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے کہ آگ
 کی گرمی جل اٹھنے کو کافی ہے جبکہ فاسفر جس شخص اٹھ کی گرتی ہے جل اٹھتا
 قرآن کی تعلیم میں بھی اس قانون کا ذکر ہے ۲۲ لکھا ذہنیاً یعنی دلوں میں
 تمہارے نام (سورہ نور) ترتیب ہے تیل اور سکارو ش ہو جاوے
 اگرچہ آگ نے اسے تہہ پہا ہوتا ہے

(۲۲) قبر میں فرشتگان عذاب کا آنا اور گرنے کے بڑے تہی قبر کا آگ سے
 ملو ہو جانا یہ بھی بتاتا ہے کہ گرنے کی کیمیائی ترکیب (دھات، پتھر، جہک)
 انسانی کیمیاء سے ایسی شے ہے جو مقابلہ میں آتی ہے آگ پیدا کر دینے ہوتی ہے۔

فصل آگ کے مرکبات

۵۴۔ نباتات کو آگ کی بڑی ضرورت ہے علم نباتات سے معلوم ہوتا ہے
 کہ درخت و صوبہ میں ہونے میں ان میں روئیدگی زیادہ ہوتی ہے بہشت اور

اور خون کے جو سایہ میں ہوتے ہیں اور جو دینشت اندھیرے میں ہیں یا وہ شخص
جو اندھیرے میں ہوا جاوے۔ ہرگز نہ اس کے لگا اس سے معلوم ہوا کہ روئیدی
آفتاب کے نور کی محتاج ہے اور وہ یہ ہے کہ حرارت سے آفتاب کی گزرتی
ایستقل ہوتا ہے اور طبل ہو کر کارہ (دھنک) لیتا ہے کہ بن چھوڑ دیتا ہے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آگ کی نسبت فرمایا ہے کہ ایک وہ آگ
ہے جو بجی ہے کھانی نہیں یہ دولت کی آگ ہے (یکبار) بیچنے سے استعارہ ہے
کا رہن ہوا سے حاصل کرنے کا اور کھانی نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ جعفر
جلالی ہوئی آگ میں کوئلہ لکڑی تیل چربی وغیرہ صرت ہوتی ہے اسکی ضرورت
اس آگ میں نہیں ہے۔

(۱۴) قرآن مجید میں ہے **الَّذِي يَجْعَلُ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا**
فُتِحَ مِثْرُ الْوَقْدِ أَفْوَقَ نَارٍ (سورہ ناس) وہ خدا ایسا ہے جسے سبز وخت سے
آگ نکلتی ہے۔ تم پہاڑ اور سنگ آگ سے روشنی کر دیتے

(۱۵) **إِذَا يَتِيمَ الْاِنْسَانِ اَلَّذِي تَوَرَّوْا عَنْ اُنْتُم اَلْاِنْسَانُ كُنْتُمْ شُجُوْهَا اِمْنَحْنُ**
اَلْمُنْشَقُوْنَ فَنُفِرْ جَعَلْنَاهَا تَذْكُرَةً وَفِتْنَةً اَللِّقَوْنَ (سورہ نازم)
ہر دولت میں آگ ہے جو کہ سب سے زیادہ ہے۔ خدا نے باقی قوموں کیواسطہ
پیش کیا۔ زمین آگ کو ظاہر کر۔ کہ دکھایا ہے اور عمل کی پائی کا بھی محتاج نہیں
ہے۔ وہ جو عرب میں ایک ملک میں ہے جو کہ زمرہ زمرہ کہتے ہیں اور وہ سب
قسم کی لکڑی ہے جسکے سے آگ نکلتی ہے۔ لکڑیاں آہیں رگڑائی جاتی ہیں
تو آگ نکلتی ہے۔

(۱۶) **اِنَّ شَجَرَةَ اِلْزَقُوْمٍ طَعَامٌ اَلَا نُنْفِخُكَ اَلْمُحْطِی الْغُلٰی فِی الْبَطْوٰنِ کَعَلٰی**
ایک شجر کا نام ہے جو کہ آگ سے نکلتا ہے۔ قوم ہے خدا نے گناہ گاروں
کی یہ آفتاب۔ رشتہ جہنم میں ہے کہ یہ میں آگ لگا رہے جہنم میں ہے۔
۷۴۔ جو الی بنا دین بھی آگ نہ دیتی ہے۔ اسلئے کہ انسان آہیں ہوا سے

لیتا رہتا ہے اور کاربن ہینڈ چارج کرتا رہتا ہے اور یہ حرارت ہلکے حد تک
 مخصوص ہوتی ہے اور یہ گرمی ہمارے جسم میں اوس حرارت سے کہیں بڑھی ہو
 ہے جو ہمارے تنفس میں ہوتی ہے اور جن چیزوں پر بیٹھے ہیں یا لیٹے ہیں اور
 پتھر وغیرہ کی حرارت سے اور جب تک انسان حیوان زندہ ہے اس کے جسم
 حرارت تمام مادیات کی حرارت سے بڑھی ہوتی ہے اور جب وہ مر جاتا ہے تو
 ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اسکی جسم کی حرارت ہوا اور دی محیط کی حرارت با جس چیز
 لیتا ہے اسکی حرارت کے برابر ہوجاتی ہے۔ پس انسان کے تنفس سے ہوا
 جتا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ ہوا اسانس لینے سے اور پھینکے سے
 اور ناک اور قصبہ ریا کے ذریعہ سے ریه تک پہنچتی ہے یہ دونوں بھی پھر
 دونوں ہلوؤنین سینہ کے مین چین باریک باریک خون کی نالیان میں جو با
 سے باریک ہیں اور تمام بدن کا خون و نین آتا رہتا ہے۔ تمام جسم کا ربن
 مملو ہے اور ریه کا پردہ نہایت لطیف ہے اور ہوا کے گردی جسم
 ہے وہ بھی بھرا ہوا ہے اور نالیوں میں جو قصبہ ریا سے اور ریه سے نکلا
 ربن اس میں ربن نالین کی راد سے ریه میں داخل ہوتا ہے اور خون
 مچاتا ہے اور تمام جسم میں پھیلتا ہے۔ پھر تنفس کے ذریعہ سے وہ شکل میں کا رہو
 ایسے کے پتھر نکلتا ہے اس قبل کیمیائی سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔
 دلیل اس بات کی کہ جسم میں کاربن ہے۔ اگر جسم کو مشت کو بھونیں اور آگ
 جلا دیں تو کوئلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن کاربن اور یہ بڑا جز ہے مادہ حیوانی کا
 کاربن بننا جب کسی جسم سے مرکب ہوتا ہے تو اس سے کاربونک ایسڈ پیدا
 ہوتا ہے بنیاد چرغ کے۔ چھنے سے اور لکڑی اور کوئلہ جلنے سے آگ
 بنتا ہے فرق یہ ہے کہ چرغ و تکی کا کاربونک ایسڈ کم مقام پر اوس میں مجتمع
 ہے اور جسم کا کاربونک ایسڈ متفرق ہوتا ہے ہر جز جسم میں ہر ذرہ جس
 کا ربن کا ذرہ ہے جس سے کسی جسم کے ہر ذرہ سے ترکیب ہوتی رہتی۔

اور اس کے بعد حرارت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جتنے چیز کو جسم کے تغیر کی بنا
پڑتا ہے اسی قدر حرارت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً جو فوسفور قلب میں زائد حرارت
ہوتی ہے، انگلیوں میں زائد حرارت ہوتی ہے، اس سے اس کا مروجہ تمام جسم میں متفرق
ہے اگر ایجا جمع ہو جاوے تو جسم اس طرح سے روشن ہو جاوے گا جیسے شمع روشن
ہوتی ہے اور تمام شمع کا ادک اوسط قیلہ کے ایک نقطہ میں جمع ہو جاتا ہے
اس کی بیان سے چار باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) نفس کے ذریعہ سے اس میں ہوا کا اور اس میں خون میں ملتا ہے جو یہ دونوں
ملتا ہے اور وہ ان سے ہر ذرہ میں دم کے چھلکا ہے۔
(۲) نفس کی احتیاج ہر ذرہ روح کو ہے اس سے وہ ذرہ کو اس کی
سے جو ہوا اس کے ذریعہ میں مخلوط ہے۔

(۳) فالہ اس میں کیا ہے کہ اس میں خون کو حاد و سرد ہے اس سے اس میں
سے اور اس میں سے کاردین مرکب ہو جاوے اور اس سے ترکیب کی بنا
ہو جیتے ترکیب سے ان دونوں کے وہ حرارت پیدا ہو جو جسم کی حرارت کی بنا
پڑتی ہے۔

(۴) مادیہ کا رین کو حاصل کرتے ہیں اور کاردینک اس کا بیان کرنا چاہئے کہ ان
اسلامی تعلیم میں بھی بقائے انسانی آگ سے بتائی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
فرماتے ہیں۔ آگ انسان کے لئے ضروری ہے۔ قانہ اس کا یہ ہے کہ انسانی
حیوان آگ کی وجہ سے کھانا اڑ پیتا ہے اگر آگ حادہ میں نہ ہو تو کھانا پینا کچھ ختم
نہ ہو مطلق الشریعہ بجا ہے۔

اور انسانی اور انسانی نسبت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔
انسان میں جو نور کا جز ہے اس سے وہ دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔ مطلق الشریعہ
بجا ہے پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے انسانی خلقت کی نسبت تفصیل سے
فرمایا ہے کہ جسے پہلے قیاس کیا وہ ایسے ہے اس سے آدم کی نسبت کرنا چاہئے

خدا نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔ حالانکہ اگر ہمیں جانتا کہ
 آدم کن چیزوں سے بنے تھے تو بھی فخر نہ کرتا۔ خدا نے لاکھوں برس سے خلق کیا اور
 جنوں کو آگ سے اور دوسری صنف ہوا سے پیدا ہوئی۔ دوسری صنف جنوں کی
 پانی سے پیدا ہوئی اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور زمین نور و نار و
 ہوا پانی داخل کیا۔ نور سے عقل و فہم و فراست و اجسامت داخل ہوئی آگ سے
 آدم کھاتے پیتے تھا اگر ممدہ بن آگ نہ ہوتی تو نہ کھاتا نہ پیتا۔ اور
 بن ہوا نہ ہو تو معدہ کی آگ کبھی روشن نہ ہوا اور گرمائی نہ ہو تو باطن کی آگ
 انسان کو جلا دے یہ پانچ چیزیں آدم علیہ السلام میں تھیں جن میں اور ابلیس میں
 ایک ہی شے تھی اور نے فخر کیا لا خد صاع، بخارج حکم کیا نے الہ باخبر و
 انسان و حیوان میں ثابت کر دیا ہے انسان کا جز اعظم کلا بن ہے جس سے
 آئین کا اتحاد ہوتا ہے تو آگ پیدا ہوتی ہے۔ آئین ہوا سے داخل جسم انسانی
 ہوتا ہے اور اس سے کایونک ایڈبٹا ہے جو نور ہے جس سے انسان روشن
 جاتا ہے تو قرین یہ سب اجزاء مرکب کر غائب ہو جاتے ہیں محض انسانی کا
 رہ جاتا ہے اور اس کے ساتھ بعض حضری اجزاء جو کہ اصل انسانی میں اور بعض
 طین کہا گیا ہے۔

۴۸ ہر حیوان جو کربن خارج کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ نسل شمع جلتا ہے
 پس جاسیے کہ اس کا کربن ختم ہو جاوے اور نسل شمع جل جاوے۔ یہ اسوجہ سے
 نہیں ہوتا کہ کربن جسم حیوانی میں کھانے پینے کیوجہ سے ہمیشہ جدید پیدا ہوتا
 رہتا ہے اگر کھانا پانی بند ہو جاوے تو حیوان دبلا ہو کر ضعیف ہو جاتا ہے
 پہلے برد اطران ہوتا ہے پھر تمام بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے اس کے بعد روح
 بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے چونکہ فعل کیمیا کی جس سے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے
 باطل ہو جاتا ہے اور فوراً مر جاتا ہے۔ لہذا غذا کا ہمیشہ اہتمام چاہیے تاکہ
 پیدا ہو رہتا ہے جیسا کہ آگ کی واسطے گرمی اور کوئلہ کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے یہ مسئلہ

فریاد بھی کا ہے جو انشاء اللہ تیر طریقات اور فن میں مفصل بیان ہوگا۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے غفل سے اقسام میں آگ کے بیان فرمایا ہے
 ایک وہ آگ ہے جو کھانسی پتی سے پیدا ہوتی ہے وہ آگ ہے جو ہر ذرہ روح میں ہے (غفلت)
 بحارج بیشک حیوانات کی حرارت غریزی کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے
 اور اس آگ کی تقویت کھانے پینے پر منحصر ہے اور یہی آگ سبب بقا دیوان
 انسان ہے۔

۴۹۔ دھاتون کو جس طرح غیر دھاتوں نے عقد کی کش ہے اسی طرح
دھاتوں کو دھاتوں نے اور غیر دھاتوں کو غیر دھاتوں نے عقد کی کش ہے سیال
جامد کے ساتھ منقذ ہونے میں اور جامد کی سیال سیال کی سیال
گیز کی سیال گیز گیز کی سیال گیز جامد کی سیال گیز جامد کی سیال
ہو جو این ہم دھات اور غیر دھات جامد سیال گیز سب پاسے میں لیکن زیادہ
صلہ جامد دھات ہے لہذا انسان کو ہم ہم جامد درادست ہے لیکن کوئی وجہ
نہیں ہے کہ ہم راہی مخلوق سے انکار کریمین چونکہ ہر غالب سیال ہو یا گیز سیال
سے مرکب ہو یا محض گیز ذرات سے اگر این عقد کی کش نہ ہو تب البتہ ایسی مخلوق
انکار ہو سکتا ہے۔

اسلامی تعلیم بتاتی ہے۔ ایسے ذی روح بھی ہیں جنکی خلقت اجسام جامدہ سے بہتر ہے بلکہ انکی خلقت گہرے ہے۔

۱) قرآن مجید میں ہے: "وخلق الجنات من مارج من ناس" (سورہ جنات)
 اور خلق کیا جن کو گلی ہوئی آگ سے مارج کے معنی پھرنے سے ہے اور اولیٰ القیم
 نے خالص کسے ہیں لیکن مرج کے معنی آمیزش کے ہیں کثرت سے استعمال
 مرج کا ملوثی میں ہوتا ہے دیکھو کلام عرب میں اظہار۔
 ۲) الف م جب وقت ایک ہے دوسری میں لجا دے تو کہتے ہیں مارجت
 الشیخ یا الشیخ م ایک ہے دوسری میں ملگی۔

(ب) قرآن مجید میں ہے: **فِي أَمْوَالِهِمْ** یعنی امیر مخلص۔

(ج) **مِنْ جِبِ طَبِيعَتِ مَن دَخَلَ** کرے اور نجا دے تو کہتے ہیں:۔

(د) **مَحَبَّتِ عَهْدِهِمْ** ہم: عہد اور اس کے مخلوط ہو گئے۔

(و) **حَدِيثِ مَن** ہے عذکیف انتم اذا **مَرَجَ الدِّينَ** کیا تمہاری حالت یہ
جب دین مخلوط ہو جاوے۔

(و) وہ وسیع زمین چین گیا ہو اور جو بائے نہ جرتے ہوں اور سکون ہو

کہتے ہیں: **مَرَجَ الْأَرْضَ**۔

مذکورہ نظر سے ہم جنوں کی خلقت میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ خلقت اور ان کی آگ کی
آریزش سے ہے۔

(م) پھر قرآن مجید میں ہے: **وَالْحَمْدُ خَلْقَنَا** من قبل من ذلک

الشموم (سورہ ہجر) ہے جنوں کو خلق کیا قبل میں آتش زیر بار سے:۔

عرب میں اس نجا کو کہتے ہیں جو آگ سے بلند ہو کر مہاجروں کو کہتے ہیں اسکا
نام بھی بادِ سموم ہے۔

مکن ہے جنوں کی خلقت کا ربونک ایڑ سے ہوا۔ پہلے کہ سموم سخت عرب میں

وہ کہ کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ یہ ہوا بسبب لطافت بدن کے

مسامات میں داخل ہو کر جلادیتی ہے اور جسم کے اندر سے بخارات و پسینہ

نکالتی ہے حدیث میں ہے: **وَوَهَبْنَا قُلُوبَهُمْ** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے

پوچھا گیا۔

سوال۔ جن کھانے پیتے ہیں اور مرتے بھی ہیں اور ہلستری بھی کرتے ہیں

یا نہیں۔

جواب۔ جنوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک خالص ہوا میں نہ کھانے ہیں نہ

پیتے ہیں نہ مرتے ہیں:۔ پھر جتنے ہیں (بخاراناوار)

اس حدیث میں بت دیا گیا ہے کہ وہ گنہگار ہیں آیت قرآنی اور حدیث کو صحیح کرنے سے

معلوم ہوگا کہ اس صنف کی غایت آگ کے بخارات سے ہوتی ہے جس میں آگ کی شدید حرارت مخلوط ہو چکی ہو کہ ربوبک البید ممکن ہے کہ سبقت دے دوسری حدیث بہر اسکی تائید میں ہے۔

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام پہلی ابن جریر سے مخاطب ہو کر۔

اے جبریل خداوند کریم قرآن مجید میں شیطان کے قول کو اس طرح نقل فرماتا ہے کہ جب شیطان کو حکم ہوا آدم کے سجدہ کا تو اس نے سختی کی راہ سے نہی تو اس نے جھک کر آگ سے خلق کیا اور آدم کو اس سے بڑھ کر تھا تو اس بارے میں کیا خیال ہے؟
 اس نے فرمایا: مان باپ آپ پر خدا ہوں میرا بھی خیال ہے کہ شیطان آگ سے بنا اور آدم مٹی سے خدائے بھی اپنی مٹی سے بنا ہے۔

امام علیہ السلام:۔۔۔ اس نے پھر کہا شیطان مٹی سے بنا ہے خدا فرماتا ہے
 الَّذِي يَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقَدُونَ
 وہ خدا ایسا ہے جس نے ہر درخت سے آگ کو پیدا کیا جب چاہو اس سے روشنی کر دو
 خدا نے شیطان کو اسی درخت کی آگ سے پیدا کیا ہے اور پہل درخت کی مٹی
 (کا بن) ہے انفسیہ تعالیٰ بجا ہے ہر جہد کہ خالق شیطان کی آگ سے ہے مگر حقیقت
 اس کی ایسا ہی ترکیب میں مٹی بھی داخل ہے اگر یہ غلبہ آگ کو ہے اور مرکبات میں
 آگ کے شامل ہے۔

اس حدیث سے استدلال ہو سکتا ہے کہ ربوبک البید سے طاقت جن و شیطان کی ہوئی ہے عرب میں گوید کہ مٹی کا کیا بننا ہے جاہل عربوں کے سمجھنے کے لئے فرمایا گیا ہر درخت کی آگ سے کہ جن جب آگ سے کے مقابلہ میں چلے تو اس آگ سے طاقت شیطان کی ہوئی اور کہ جن براہِ زمین کا ہے البتہ شیطان کی اصل بھی زمین ہوئی اور طاقت اس کی کا ربوبک البید سے ہوتی جسکو ناسموم کہا ہے البتہ جن و شیطان کی طاقت کہیں ان جگہ اسلام نے بتایا ہے بالکل عقل و فطن سے موانع ہے ان اگر ہم عقد کی کشش کے منکر ہوں تو انکا ربوبیت ہے جس پر کوئی ضرر

انسانی کی دلیل نہیں ہے۔

ایک حدیث بتاتی ہے کہ جنوں کی کوئی صفیہ نہیں ایک صنف ہوا ہے اور
ایک آگ سے اور ایک پانی سے (اختصاص، بحار)
نہیں ہے جو عناصر اور وحائین انسانین ثقیل شکل میں لی ہیں وہی وہا میں جنوں
میں کی حالتیں ہوں اور کسی صنف میں یہاں صورت میں ہی ہوں جسکو ہوا اور پانی
سے تعبیر کیا ہے یا علا و دان مفردات کے اور مفردات ہوں جسکا پتہ ابھی
ہم کو معلوم نہیں مگر ہے آئندہ معلوم ہوا اور جس صنف کی خلقت محض آگ سے
بنائی ہے تو ممکن ہے اور ان کی ترکیب کا جز اعظم فاسفرس ہو وہ حدیث جو
اسحق ابن عیسیٰ سے نقل کی ہے اور میں ارشاد ہے کہ شیطان سبز درخت کی آگ
سے بنا ہے ممکن ہے کہ مراد اس سے فاسفرس ہو۔ کیسٹری میں ثابت ہوا ہے
فاسفرس میں مین ملا ہوا یا جانا ہے مٹی سے اور کونیاں حاصل کرنے ہیں
اور نباتات سے جسم جو آبی مین داخل ہوتا ہے جب ہڈیوں کو جلا کر راکھ کرنا
میں تو ایک سفید رنگ کی راکھ رہ جاتی ہے یہ کیلیم فاسفیٹ اور کیلیم کاربائیڈ
میں دماغ و اعصاب کی بناوٹ میں بھی یہ عنصر موجود ہے حیوانی بناوٹ میں ان کی
پرورش کے لئے فاسفرس نباتات سے حاصل ہوتا ہے ممکن ہے اسی فاسفرس
سے جن و شیطان کی خلقت ہوئی ہو۔

اس آگ کی نسبت امام مہر صمدی علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا ہے۔
۱۔ اس مفضل جو مٹی قسم کی وہ آگ ہے جو نہ کھاتی ہے نہ بجتی ہے یہ آگ کرم
شتیاب (جگنو) کی ہے (فصل، بحار) یہ آگ وہی فاسفرس ہے جو شجر جگنو
میں روشن نظر آتی ہے جو کھانے پینے کی محتاج نہیں ہے بلکہ اسکو ایسے
کوشش ہے جس سے متعل ہو تی رہتی ہے اسطر سے شیطان کی خلقت میں بھی
یہ آگ ہو تو کیا بعید ہے۔

۲۔ اسی فاسفرس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ بدینہ کو بھی ثابت کر سکتے

انسانی کی دلیل نہیں ہے۔

یہ آگ ہو تو کیا بعید ہے۔

ہیں کہ سکتے ہیں کہ قدر تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام میں فاسفس زیادہ موجود تھا جو طہا
سجڑہ کی وقت چلتا تھا یہی بخیرہ کی علامت ہے کہ جب ادسی اختیار نہ تھی۔

۵۰۔ فاسفس (وال) درجہ میں چلتا ہے اور ہر رنگ شفات سیال ہے
اس سیال فاسفس کو اگر ہم اس کثرت سے فراہم کیسکین جس سے دریا بن جاوے
تو آگ کا دریا کہہ سکتے ہیں۔

آسمانوں پر آگ کا دریا ہونا اخبار و احادیث میں موجود ہے ہم کہہ سکتے ہیں
کہ وہاں فاسفس شلال شکل میں مثل دریا کے جاری ہے۔ ممکن ہے اس سیال
فاسفس سے جن کی خلقت ہوئی ہو لہذا وہ صرف جنوں کی جو بانی سے تائی گئی
مکن ہے سیال فاسفس مراد ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ فاسفس اسی سیال
صورت میں نکلا کہ وہی خلقت میں شریک ہو جسکی نسبت حدیث میں ہے کہ ۱۲
ملاکہ کی خلقت نور سے ہے دریا سے سرین کے اور۔ بجز رحمت ہے الفیفر
فراست بجاں

فاسفس ۵۰ درجہ میں کھو کر انجرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہر اس کے مقابلہ
میں سفید رنگ کے انجرات نکلتے ہیں جو تاریکی میں روشن معلوم ہونے لگتے ہیں۔
اور اسیرا سے اس سفید کا نام فاسفس اس ہے۔ یعنی روشنی پیدا کرنے والا
سفید سبب اس روشنی کا یہ ہے کہ فاسفس اس کی کو بیکر فاسفس نرائی کو سام
ہو جاتا ہے۔

حدیث میں جو حدیث جنوں کی ہو اسے بنائی گئی ہے ممکن ہے یہی فاسفس
جو انجرات کی شکل میں ہو اس صنف کا چہ ۹۰ عظم ہو۔

۵۱۔ حکماء نے تاحرین قابل ہیں کہ حرم خمس بالذات شیع نور دار ہے۔ اس
نور دار کو سورج اپنی شفاعتوں کے ذریعہ سے ہر تار سے تک پہنچاتا ہے
کہ وہ اس کا مرکب ہے طبقات نار یہ و بخاریہ سے۔ برہ آفتاب ایک دریا کے
عظیم سے آگ کی پیمان ہے اور ہر وقت مثل سورجوں کے شعروں کے برف

رہتے ہیں ایک ایک شعاع چار ہزار فرسنگ کے طول میں ہے اور سورج ایک ایسا جیسم ہے جس میں حرارت العکس سے چودہ سے زائد دھاتیں ثابت کی گئی ہیں مثلاً تانبہ، لوہا، نکل، جستہ، وغیرہ کے جن دھاتوں کے گہرے جسم شمس سے آکر اس فضا میں ناغنا ہی میں بلند ہونے میں اور تمام نظام شمسی میں حرارت پہنچتی ہے یہاں تک کہ وہ حرارت جو ہماری زمین کو پہنچتی ہے آفتاب کی حرارت سے سترہ سو ملینوں کا حصہ ہے باقی ناریت آفتاب کی اور سیاروں اور اقمار وغیرہ پر منقسم ہو جاتی ہے۔

اسلامی تعلیم میں بھی آفتاب کو معدن نور و نار فرمایا ہے۔

(۱) وجعل الشمس من نار (سورہ نور) اور سورج کا چراغ بنایا۔ یعنی جس طرح نور و نور سے چراغ فیضان ہو چکا ہے، وہی طرح سورج بھی۔

(۲) وجعلنا من نار (سورۃ الباقی) تمام مشرکین کا اتفاق ہے کہ مراد اس سے سورج ہے (دھاج) کے معنی روشن آگ کے ہیں (قاسوس وغیرہ)۔

(۳) امام ابن سیرین امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ اے مولانا سورج جاندار ہے کیونکہ زائد گرم ہے۔

امام علیہ السلام خدا نے آفتاب کو خلق کیا ہے آگ کے نور سے اور آب صاف سے ایکہ طبق اور سکڑا نور سے ہے، دوسرے طبق آب صاف سے

اس طرح سے سات طبق ہیں۔ ہر خدا نے سورج کو آگ کا لباس بنجایا اسوجہ سے کہ وہ جاندار سے زیادہ گرم ہے (حفظ الی، علل الشرائع، مجاز و مضامین)

تفسیر فی الجمع الجرمین اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سالک حقیقت شریعہ سے واقف تھا جبھی تو اس نے سورج کو معدن نار سمجھ کر سوال کیا لیکن

وہ جاندار کو بھی شہید انہیں خیال کرتا ہے اور کبھی گرم سمجھتا ہے۔ صرف یہ دریافت کرتا ہے کہ ایک دوسرے سے کیونکہ گرم ہے۔

امام علیہ السلام نے ہدایات فرمائے ہیں وہ قابل غور ہیں۔

کتاب التوحید فی حق اللہ

(الف) سورج کو طبقات سے مرکب فرمایا ہے فلاسفہ قدیم کی رو سے وہ لوگ آفتاب و ماہتاب کو بسیط خیال کرتے تھے اور حال میں ثابت ہوا ہے کہ سورج پر بڑے بڑے گھٹے ہیں جو کہ آفتاب پر بہت شرفی میں نظر آتے ہیں پھر گھوڑے عرصہ کے بعد وسط زمین میں معلوم ہوئے ہیں پھر بہت فزائی میں دیکھائی دیتے ہیں اکثر گھٹے: قریب خط استوا کے آفتاب پر معلوم ہوئے ہیں (دیکھا بعد ۲۰) درجہ سے زیادہ زمین سے اعلیٰ قطب میں بطرف ان کیان کیا جاتا ہے کہ گھٹے اعلیٰ قرین کرہ تیرہ کے ہیں یعنی گرمی اور حرارت انہی سے جو گیزر آتے ہیں ان کو کرہ تیرہ چاروں طرف منتقل ہوتا ہے اور اسے بہت بہت بھاری گیزر ایک مقام پر مجتمع ہوتے ہیں جو آفتاب پر جاتے ہیں اور شمس کے اوپر اوٹا احمد سیما معلوم ہوتا ہے قرص آفتاب کا ظاہر ایک مزایات گھٹے ہے اور وہ ہر ایک اعلیٰ ہے جو انحراف غلیظہ تیرہ میں اور چھپے ہوئے ہیں کہ سورج کے لاکھ لاکھ میل تک لیکن جو قرص آفتاب کے نور کیوجہ سے معلوم نہیں ہوتے جسطرے آفتاب کے نور کیوجہ سے دیکھو کہ زمین علوم ہوتے البتہ کہ سوس کبوقت تک وہ انحرافات مختلف الوان کے معلوم ہوتے ہیں جنہیں اکثر سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور جب قدر سورج سے قریب ہوتے ہیں اور تنہی روشن ہوتے ہیں تھے کہ ان انحرافات کا مستقل ایک کرہ کہ آفتاب کے ہو گیا ہے جسے کرہ دوسنیر (یعنی کرہ طونس) کہتے ہیں

(ب) سورج کو نخل دیگر اجرام ایسیہ عنصریات وادیات سے مرکب فرمایا ہے نخل آگ، پانی، بخار ہوا کے اس میں بھی مقدسین کی رو سے کیونکہ وہ اجرام فلکیہ کو عنصریات سے خیال نہیں کرتے تھے۔

(ج) وجہ حرارت کلیہ بتائی ہے کہ خدا نے آفتاب کو آگ کا لباس پہنا دیا ہے یعنی آگ اس کے طبقات کو بیجان و محیط ہے۔

کر نخل بوس فانی یک کا قول ہے کہ قوت سورج کی روشنی پر منحصر ہے اس غلاف

میں جو نورانی ہے اور محیط ہے جرم آفتاب کو جبکہ نام فو تو سفیر ہے اور تمام
حالت جرم شمس کی باسیطرت مصروف ہے کہ یہ کرہ اپنی حالت و خاصیت لینے نور و حرارت
کی صورتیں باقی رہے۔ پس کرہ آفتاب گویا وہ جرم ہے جو گھرا ہوا ہے اس
کرہ نور یہ دناریہ سے اور یہ اویسوقت تک شمس ہے جب تک اس کرہ دناریہ سے
پہچان ہے اور یہ کرہ نیرہ اوس مادہ مشعلہ سے بنا ہے جو جرم شمس کے نورین
موسر ہے اور یہ مسئلہ تاخرین نے آلہ سیکر سکوپ سے ثابت کیا ہے۔ اب ایک
جو مسئلہ ہے آلہ مذکورہ زحل نہ ہو سکتا تھا اوسکو یہ حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام
اپنے خواص تابعین کو کس طرح بیان فرما کر لیکن فرما دیتے تھے جو بتین دلیل
اور حضرات کے ملہم ہونے کی ہے اسلئے کہ بدون اسباب و آلات کسی مسئلہ کی
تحقیق کر دینا بیشک جنی تعلیم کہی جاوے گی۔

(۴) اصح ابن نباتہ جناب امیر علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہیں اگر سورج
کا اہل زمین کی طرف رخ ہو جاوے تو تمام زمین جل جاوے اور جو کچھ اوس پر ہے
حرارت کی شدت سے خاک سیاہ ہو جاوے (بحارہ روضہ کافی)
ظاہر نظر میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آفتاب کر دی ہے اوسکا کوئی کسٹھ نہیں
اور اگر فرض بھی کریں تو لازم آتا ہے کہ بعض صفحات شمس کو اسوقت نہ دیکھتے
ہوں حالانکہ زمین کی گردش کے وقت ہم کو ہر سطح سورج کی دیکھائی دیتی ہے
بجز منہ کو نہ سناخ ہے جو ہمارے طرف نہیں ہے۔

جواب یہ ہے کہ ہمیت جدیدہ میں ثابت ہے کہ سورج میں بعض مقامات
بہ نسبت بعض دیگر شدید حرارت ہیں یعنی تمام حصہ آفتاب کا حرارت میں برابر
نہیں ہے اور کلف و اوجہ سورج کا دیگر مقامات سے زیادہ حرارت رکھتا
ہے۔ امام علیہ السلام نے اوس سمت کو فرمایا ہو جو سورج میں شدید حرارت
ہے۔ ہر حال کا خیال ہے کہ نصف سمت کرہ شمس کے شدید حرارت
ہے بہ نسبت نصف آخر کے۔ بعض کا خیال ہے کہ سمت شمالی آفتاب بہ نسبت

بہ نسبت

سمت جنوبی کے شدید طغرات ہے۔ لہذا کلام امام بن کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتا اور یہ کتنا
 کرم نام کہ شمس کو وسط زمین غلام ہے۔ ایسا کہ قطب شمالی و قطب جنوبی کے حصہ
 سورج کے ہماری زمین سے بھی عاوی نہیں ہونے کیونکہ زمین کی حرکت گرد و اوج جنوب
 ہوتی ہے جو وسط شمس کے زمین پر ہونے کی وجہ سے زمین سے قطب جنوبی و شمالی کو آفتاب
 کے گرد گھومتا ہے۔ وہ مجاہد قطب شمس کے زمین پر ہوتا اور نہ شمال میں آفتاب کے قطب
 کی زمین کے سمت ہوتی ہیں۔ یہ سورج کے وسط کی شمال میں اس زو کی سمت آتی ہیں
 پس ممکن ہے موصوم کا مقصود وجہ شمس سے سمت شمالی آفتاب کی مراد ہو لینے اگر اسکا
 معنی زمین بصر ہو جاوے تو زمین و اہل زمین میں جاوے اور کوئی شک نہیں ہے
 کہ سمت شمالی سورج کی عاوی کر زمین سے نہیں ہے اگر عاوی ہو تو زمین میں
 جاوے کیونکہ سمت شمالی سورج کی سمت گرم ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ سورج کی کل گری زمین پر نہیں ہوتی ہے بلکہ بہت تھوڑا حصہ
 زمین پر ہوتا ہے باقی گری سورج کی تقسیم ہو جاتی ہے اور یہاں رون اور قمار
 وغیرہ پر ممکن ہے مراد موصوم کی ہلکان و جہاں اہل الارض سے
 ہلکان تو جہاں اہل الارض سے ہو لینے اگر تمام گری سورج کی زمین پر ہو
 تو ہلکان زمین و اہل زمین میں جا دیں۔

حکیم فاضل صاحب کا قول ہے۔ آفتاب کی وہ گری جو سال بھر میں زمین پر بند رہے
 ہے اگر ایک دفعہ میں آجاوے تو زمین بھل جاوے۔ اب اندازہ کرو کل حرارت کا اگر ایک
 مرتبہ وہ زمین تک پہنچی تو کیا حالت ہو تیک یہ کہ بخار بنکر آجاوے۔

(رحمہم) امام رضا علیہ السلام سے آفتاب و اجتناب دولٹا نایاب ہیں۔ بعد اسکے فراتے ہیں
 حکم ان دونوں میں عرش کے نور سے ہے اور حرارت دونوں میں آتش جنم سے
 آتی ہے جب تمامت ہوگی تو نور ان دونوں کا عرش میں چلا جاوے گا اور سورت سورج
 ہو گا نہ چاند (تفسیر قمی مجمع البحرین)

اس بیان سے صاف معلوم ہوا کہ شمس میں حرارت ذاتی ہے اور چاند بھی غلط

نہیں ہے اور میں بھی حرارت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں ان دونوں کو
 کا جرم ٹھنڈا پر جاویگا اور یہ چاند سورج اس نظام سے ٹھیکہ رو دوسرے نظام شمسی
 کے تابع ہو گئے کسی دوسرے ثابت ستارے کے بیچارہ ٹھیکہ قابل سکونت ہو جاویں گے
 اور وقت نہ یہ چاند ہوگا نہ سورج یہ سارا نظام شمسی برہم ہو جاویگا۔ یہی قیامت ہے۔
 (۶) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ سورج کے لئے ایک ملک ہے جو ادھر رہتا ہے
 ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین جل جاتی (کافی، بخار) یہ بھی دلیل اس بات کی ہے کہ سورج
 بالذات حرارت و ناریہ رکھتا ہے۔

اب رہا بانی کے بچنے و نانا اگر یہ نفس استعارہ و مجاز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ عوام میں
 آگ کی تیزی بانی کے بچنے سے کم کی جاتی ہے خداوند کریم اوس جو ہر قدری سے حرارت
 کم کر دیتا ہے جس سے زمین نہیں جلی اور حرارت سے زمین کی حفاظت بانی کے چھوٹے
 استعارہ ہے۔

اور اگر مجاز و استعارہ نہ ہو تو ہر سارہ تک جو گرمی آفتاب کی پہونچتی ہے اوس کے
 سرد کرنے کیواسطے خدا نے وہ اجزا و بائیںہ و رطوبات جو کرہ ہوا میں ہیں مقرر کیے
 ہیں جس سے شعاع آفتاب کی سرد ہو کر ہر سارہ کی زمین تک پہونچتی ہے اور ان کے
 بچنے و نانا اوداس سے آفتاب کی گرمی میں جو حرارت شمسی کرہ ارض تک پہونچاتی
 ہے اودان اجزا و بائیںہ سے کرہ ارض تک پہونچنے دینے سے استعارہ ہے۔

۲۔ بنا بر نظام ہر مثل غفلت کو اکب کی سد یون سے ہے پس ہر جرم فلکی نور
 ماری ہے اور ہر ایک زمانہ و را نگذر نے ہر رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا ہے چنانچہ ہادی
 زمین بھی آفتاب کا جدا شدہ شعلہ ہے جو عرصہ دراز کے بعد ٹھنڈا ہوا اطلاق کرے تاکہ زمین
 کا بکرم ہے چنانچہ زمین اکھنڈ و دی گزند کے دباؤ سے بھٹ جاتی ہے اور
 شعلہ شعلہ معلوم ہوتے ہیں اور کوہ آتش فشان کے ذریعہ سے بڑھتے جڑے
 شعلہ نمودار ہوتے ہیں یہی حالت کرہ قمر کی بھی چنانچہ ڈاکرہ بولک صاحب نے اپنی
 محقق میں جامع کے کوہ آتش فشان کا نظارہ بیان کیا ہے اور جڑے بڑے شعلہ

کوہ آتش فشان کے شفق قر سے زائد روشن اور کو نظر آئے ہیں ہی حال دیگر بشارت کا ہے۔

اسلامی تعلیم کا نظارہ کرو اور صلوة پڑھو۔

(۱) امام حسن مکی علیہ السلام تفسیر آید کریمہ ۷۷ جلی لکم الا من فاسا در سوئے حسینؑ نے تھارے بیٹے زمین کو فرش قرار دیا ہے فرماتے ہیں کہ زمین کو تھاری طبیعت کے موافق بنایا ہے تھارے جسموں کے مناسب اور سکونات گرم نہیں بنایا ہے کہ ٹھوگلا دے (استحاج طبری) مطلق حرارت کی نفی نہیں فرمائی ہے بلکہ اس قدر حرارت کی نفی کی ہے جو جلا ڈالنے والی ہوتی ہے یہ اس حرارت کا ذکر ہے جو سکونت اور زمین میں پائی جاتی ہے کہ زمین کے ٹھنڈے ہونے پر ورنہ جھڑ زمین گہری کھود دے اس قدر حرارت بڑھتی جاوے گی جسے کہ قریب مرکز زمین ہر شے بال و گیہ کی حالت میں اب بھی موجود ہے۔

(۲) چاند کی نسبت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے ۷۷ حرارت چاند میں جنم کی ہے (تفسیر فی الصحیح البحرین) چاند کو بھی گرم بنایا ہے چہ میں تقدیر کی تردید فرمائی ہے (۳) امام جعفر صادق علیہ السلام نے تمام اجسام کی نسبت فرمایا ہے ۷۸ آگ تمام اجسام میں پوشیدہ ہے اور کل اجسام قائم بقسہ میں (مثال) پتھر اور لوہا جب دونوں باہم لڑکھو تو دونوں میں سے آگ نکلتی ہے جس سے چراغ جلائے ہوا دلی سے روشنی ہوتی ہے پس آگ اور حرارت ہر جسم میں موجود رہتی ہے اور روشنی اور جبک اور کی نکلتی ہے (استحاج طبری) صاف بتایا ہے کہ کل اجسام میں ناریت و برقیہ موجود ہے اور جو شے روشن و چمکدار معلوم ہوتی ہے وہی برقیہ ہے ۷۹ کوٹہ ذوق و ذوق نارون کو تقدیر میں کو اک و نجوم و خیال کرتے تھے بلکہ حوادث سے جو اور رضا کے سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ بجا را در دھوان اس رضا کا ادنیٰ خلقت کا باعث ہے۔

متاخرین نے تقدیر میں کی رائے کی غلطی ثابت کی ہے اور کوٹہ کہ دوسری قسم کا

سیارہ قرار دیا ہے جسکا بولاجیم اور کائنات کا اصل بار اسے سحاب یا دھنی ہوگی۔
 دلی کے ہے فرق دیگر سیارات سے یہ ہے کہ سیارات ٹھونس اور ٹھنڈے
 ہوتے ہیں اور ذرات کے اجرام پولے اور حرارت کی شدت کی وجہ سے مشتعل
 ہوتے ہیں ایسا اوقات گیز اور بخارات اس سے اوڑنے نظر آتے ہیں جو باہر
 زائید قطر کوٹ سے بلند ہونے ہیں نیوٹن صاحب کا خیال ہے کہ ششہام میں
 ایک دھار تارہ دیکھا لی دیا تھا جسکی گرمی اس کو ہی سے جو آگ سے سرخ ہو
 دو ہزار درجہ بڑھی ہوئی تھی جس سے بکھا جاتا ہے کہ کئی ہزار سال میں اسکا
 ٹھنڈا جیم ہوگا۔

اسلامی تعلیم میں ذنبات کی نسبت ارشاد ہے۔

الحام حسن علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا ہے جاری فرما خدا نے آسمانوں میں
 جبرائیل کو منوا اور جبرائیل کی محض اس حد میں ہے جو ابتدا کی ہے اور آسمان کے
 شہابوں کو ان جبرائیل کا ستارہ قرار دیا ہے جو روشن اور درخشندہ ہیں (مکملہ)
 صاف ذوق ذنب کا بیان ہے اسلئے کہ ذوق ذنب تل جرائع کے مستطیل ہوتا ہے
 اور ساری روشنی سر سے پہنچتی ہے جو ابتداء و سر تکھنا چاہیے بھرا گوناری اور
 نوری بتایا ہے جسطرح جبرائیل لذات تارہ نور رکھتا ہے بھر یہ بھی بتایا ہے
 کہ شہاب ثاقب اخین کو مٹو لے بنے ہیں جبرائیل کہ حکیم سلیمان علی نے بھی لکھا ہے
 کہ جب ذوق ذنب پہناتا ہے اور اوسکی ترکیب جبرائیل کی ہے تو اوسکے طرف شہاب
 ثاقب کہلاتے ہیں سترار فیل نے بھی اسکی تائید کی ہے۔ صاف اس حدیث میں
 متقدمین کی رو ہے۔

۴۵۔ مارش گیزر یعنی لائٹ کا نیوٹن دیکھتا ہے کہ ہم مقدار اتصال
 ۱۶ اوزن مادی ۸۔

یہ سہ رنگ و بلا و بلا ذائقہ لطیف شے ہے جسکو ابھی تک کسی تدبیر سے سیال
 نہیں کر سکتے ہیں مادہ کو لکھ کی کا نوین پابا جاتا ہے جسکو عوام میں فرسڈ میپ پینے

آتش مرطوب کئے ہیں ایسی جگہ میں جان پانی بند ہے بالخصوص ہے اور نہایت
 وغیرہ سہرتے ہیں وہاں یہ مرکب ہمیشہ موجود رہتا ہے اس واسطے اسکو پانی گہیز
 کئے ہیں جو کہ طے کیوت پانی بھی پیدا ہوتا ہے اس واسطے اسکو آتش مرطوب کئے
 ہیں یہ مرکب کاربن و ہیدروجن کا ہے۔ حیوانی کا وہ سرادورہ زمین کا ایسا تھا
 جس میں یہ مرکب کثرت سے پیدا ہوتا تھا کیونکہ اسوقت زمین پر پانی اور کچھ تھا
 بہت جلد جلد روئید گیان زمین پر نمودار ہوتی تھیں اور سرنگ کر زمین میں ٹھانسی تھیں
 اسوقت مارش گیز زمین پر کثرت سے پیدا ہوتا تھا عجیب ترین اس آتش مرطوب کی نسبت
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا ہو کہ یہ ایک وہ آگ ہے جو کھائی میں
 پتی ہے (ضلال، بخاری، یو، گ) اب تیرہ سو سال کے بعد تحقیق ہوئی۔

۵۵۔ ریڈیم وہ دھات ہے جو کورنبرگ نے حال میں تحقیق کیا ہے اسکی عجیب
 غریب خواص تھیں ہوئے ہیں ہرچند کہ ابھی کمال تحقیق نہیں ہوئی ہے مگر جو کچھ بھی معلوم
 ہوا ہے وہ نہایت تعجب خیز ہے فاصل ریڈیم سے روشنی اور حرارت ہر وقت نکلتی
 رہتی ہے مگر اس روشنی اور حرارت نکلنے سے کوئی کمی ریڈیم کے حجم میں نہیں ہوتی
 روشنی اور حرارت کے علاوہ ریڈیم سے دوسرے قسم کی شعاعیں بھی نکلتی ہیں جو
 روشنی کی شعاعوں سے مختلف ہوتی ہیں اور ایک تین تین ہوتی ہیں یہ شعاعیں مفید
 بھی ہیں اور ماسحتی ضرر رسان بھی ریڈیم کا کوئی رنگ نہیں ہوتا یہ بالکل شفاف ہے
 اس کے نہایت چھوٹے ذرے ہوتے ہیں انکو پیکر سفوف بنا سکتے ہیں جس
 نشے میں ریڈیم ہو اور سبب سے حرارت دینے سے ریڈیم کی شعاعیں نہیں نکلتیں لگیدہ ہیں
 فی میں نہ چڑھا ہو اور ریڈیم کی نشی جسم سے کچھ دیر کے لئے لگی رہے تو اس سے
 بڑی تکلیف ہوگی۔ ایک دندان کی حکایت ہے کہ ایک شخص ریڈیم کو ایک ٹی میں ڈال کر
 جب میں رکھ کر کہیں لیچر دینے لگے پھر دنوں کے بعد جسم کا وہ حصہ جو اوس
 جیب کے نیچے تھا سوجھنے لگا اور آہستہ آہستہ وہاں ایک تکلیف دہ زخم بن گیا
 یہی ریڈیم کی شعاعوں کی خاصیت۔ اگر ریڈیم اور کوئلہ دونوں ایک ہی برابر مقدار

مین لیکر کوئلہ جلا دیا جاوے تو یعنی حرارت کو ٹھون کی آگ سے ایک گھنٹہ مین
نکل جاوے گی اتنی حرارت ریڈیم مین سے کہیں اتنی گھنٹوں مین خارج ہوگی۔ اگر ایک
سال تک ریڈیم برابر حرارت دروشتی دیتی رہے تو اس عرصہ مین اس کے حجم کا صرف
ایک کروڑ و ان حصہ زائل ہو گا جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے ایک کلو گرام ریڈیم
تس فیٹ مرلج کر کے کو روشن کر سکتی ہے اور اگر ریڈیم کے پاس سلفائیڈ آئن ہوگا
رکھ دیا جاوے تو روشنی بہت تیز ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی دیر تک اس روشنی مین
بیٹھا رہے تو اس سے اندر سے ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اگر ریڈیم کی نلی کا قطر
ہیٹ کراکھ بند کر کے اس کے پردے پر رکھے تو اسکی روشنی آنکھ کے اندر دیکھائی
دے گی جس سے معلوم ہوا کہ وہ آنکھ کو بذات خود روشن کر دیتی ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ دنیا مین اعلیٰ ریڈیم ڈیوڈ جٹا نک (فریڈریک اونس)
موجود ہے اونس کا ایک ٹنائی فرانس مین اتنا ہی جبر مین اور امریکہ مین اتنا ہی سے
بھی کم۔ ایک اونس کے قریب دنیا کے باقی حصوں مین۔ ایک کلو گرام ریڈیم کی
قیمت فی الحال ساٹھ روپیہ مین سونے سے تین ہزار گنی قیمت۔

ریڈیم کی حرارت کا اندازہ اسطرح سے ہو سکتا ہے کہ دو گلاس لو ایک مین تھرمیٹر
رکھ دو دوسرے مین ریڈیم کی نلی رکھ دو دوسرا تھرمیٹر رکھو کچھ عرصہ کے بعد بارہ
اوس تھرمیٹر کا جو ریڈیم دھات کی نلی کے پاس ہے چڑھ جاوے گا اور خالی گلاس
تھرمیٹر اپنی اصلی حالت پر رہے گا۔

ریڈیم مین علاوہ حرارت دروشتی وغیرہ کے ایک اور چیز بھی ہے جسے ریڈیم کے
بخارات کہنا مناسب ہے جس طرح بانی سے بخارات نکلتے ہیں یہ بخارات جو ریڈیم
سے نکلتے ہیں اور گرد کی چیز و نہر جم جاتے ہیں جو اوس مین یہ بخارات ایک خاص
وقت تک ریڈیم کے خواص پیدا کر دیتے ہیں۔ ایک نہایت مفید خاصیت ہے
کیونکہ ہر ایک شخص کے لئے ریڈیم ممکن نہیں ہے وہ محروم اشخاص اوس چیز مین
ہی سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ریڈیم کے بخارات سے اخذ ہو گئے

ہوں۔ ریڈیم کا ایک بہت بڑا خالہ یہ ہے کہ اس سے کمرے کھوٹے جواہرات کی شناخت ہو سکتی ہے اگر ایک مارک کرہ من ہیرے یا جواہرات کے پاس ریڈیم لائی جاوے اور وہ جواہرات جگمگا دھنیں اور بڑی تیزی سے چمکنے لگیں تو وہ سچے ہیں اور اگر اوپر کوئی اثر نہ ہو تو چھوٹے خیال کیے جاویں۔

بعض ایسی بیماریوں کے لیے جو لاعلاج سمجھیں جاتی ہیں ریڈیم بہت مفید ثابت ہوئی۔ سنہنٹل یوس اور سرطان وغیرہ کے اسکی بددست انداز بھی دیکھ سکتے ہیں جانا پڑے ایک انڈے آدی براہ کجا تجربہ کیا ریڈیم کی نئی اداسکی آٹھ پر رکھی گئی اداسکو کئی چیزیں نظر آئیں۔ آدے سر کے درو کو بھی فوراً اکھوٹی ہے۔

ایک اور عجیب خاصیت یہ ہے کہ مینڈک کے بچوں پر شعاعیں ڈالی گئیں تو وہ آٹھ روز میں بڑے بڑے مینڈک ہو گئے اور جب بڑے مینڈک کو پیر یہ عمل کیا گیا تو وہ حد سے زیادہ بڑے گئے۔

انسان کی دماغ کی کو تمام کرنے کے لیے ریڈیم بہت ہی خطرناک اور دردناک چیز ہے کہا جاتا ہے کہ ایک کلو گرام ریڈیم ملک فرانس کے نام آبادی کی زندگی ختم کر دیتا کافی ہے انسان اسے اترے جو ہوں کی طرح مرے ہیں کیڑوں کے لیے بھی ایسی خدناک شے ہے۔

بعض مختلف پرندے انڈے ریڈیم کے پاس رکھے گئے اور ان سے مختلف رنگ کے بچے پیدا ہوئے جو بالکل اون پرندوں سے مختلف تھے جیسے وہ انڈے تھے۔ بعض جگہوں پر ایسے ختمے ہیں جیسے پانی میں ریڈیم کے آثار پائے گئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں ریڈیم خاص مقدار میں موجود ہے۔ اس دھات کی تحقیق سے اسلامی تحقیقات پر روشنی پڑتی ہے جسکو کچھ اجمال سے ہم مفہم ذکر کرتے ہیں۔

۱۲ ریڈیم سے حرارت و نور نکلتا رہتا ہے مگر اس کے حجم میں کیسی کمی ہوئی۔ اسے اس خرق عادت سے معلوم ہوتا ہے پہلے سمجھا جاتا تھا کہ کوئی جسم بدون

اسے حج مکہ کے کوئی فوت اور کوئی افزائش نہ ہوتا ہے۔ بھشت و درخ کے حالات کو جو کچھ اخبار و احادیث و آیات قرآنی میں لکھا ہے اور کما فادیر ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ ایک حال میں رہتے ہیں۔ چرخ کرنے سے کم نہیں ہوتے۔ اس صفت کو بھشت و درخ کے نہایت قہقہہ زنی ہوتی تھی اب ریڈیم کے وجود سے بھشت کی ہنسی کی قلمی کھول دی۔

(۲۶) ریڈیم کی کئی قسم کی شعاعیں ہوتی ہیں جو روشنی کی شعاعوں سے مختلف ہوتی ہیں۔

(الف) بہت تیز ہوتا ہے جب کبھی کہنا جاتا ہے کہ جناب سیدہ صلاۃ اللہ علیہا علیہا عراب عبادت میں جب نماز کی واسطے کھڑی ہوتی تھیں تو مختلف اوقات میں مختلف انوار سفید و سرخ و زرد و ساطع ہوتے تھے۔ اب ریڈیم کی شعاعیں ثابت کرتی ہیں کہ علاوہ نور کے ایسی نورانی شعاعیں ایک ہی جسم میں مختلف ہوتی ہیں۔

(ب) حضرت آدم کی خلقت میں بنایا جاتا ہے کہ بخلہ اجزائے کیمیائی کے اور بنی نور بھی تھا جو نور نور خدا تھا اور یہی نور موجب ایمان کا ہوتا ہے (تفسیر فرات) ہمارا لاوازم

(ج) حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ملائکہ کی خلقت آب شیرین کے نور سے ہوئی ہے اور مگر رحمت خدا (ہمارا تفسیر فرات) بعض مشنوں میں ریڈیم کے آثار کا پایا جاتا اور اس سے استدلال اس امر پر کہ زمین میں ریڈیم دھات ہی ہوئی ہے ممکن ہے وہ بانی دریا کا حسین ریڈیم کھلا ہوا اجودا سی سے خلقت ملائکہ ہوئی ہو محال عقلی ہے (۲۷) آگ روشن ہو جاتا بھی عقل میں نہ آتا تھا ایک کلورڈ لرام ریڈیم میں مریخ کرے کو روشن کرتا ہے۔

(الف) امام حسین علیہ السلام نے اپنی بیٹی سے شب تار میں روشنی کا ٹکٹا اور راہ کار روشن ہو جاتا جیسا کہ احادیث میں ہے کیا بید ہے۔

(ب) خدا فرماتا ہے ۱۱ اے نور المستملات والہ من مثل نور ۱۲

بھشت کی روشنی

بھشت کی روشنی

بھشت کی روشنی

بھشت کی روشنی

کشتوۃ فیہا مصباح المصباح فی الزجاجة کا تھا کو کج دی
 یوقد من شجرة مباركة من بیتونہ لا شرقیة ولا غربیة نہ کاند
 من بیتھا یصخرہ ولولم تمسسناں فخر علی نوح (سورہ نوح) خدا
 آسمان و زمین کا نور ہے مثال اوس کے نور کی چراغدان کی ہے جس پر چراغ ہو
 اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہر شیشہ بھی جگہ اس ستارے کے مانند ہو وہ چراغ
 و رخت بابرکت از یون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی جلا یا گیا ہو قریب ہے کہ
 روغن ادسکا از خود جل اوسٹھے اگر یہ آگ اوس کے متصل نہ ہوئی ہو یہ نور بالاسے
 دور ہے۔ جاہل حیران تھے کہ بے آگ و شیشی کیسی۔ خدا بتاتا ہے کہ اوس نے
 زمین و آسمان کو روشن کر رکھا ہے جس میں کاربن کا نام نہیں ریڈیم وعات کو دیکھو
 اور اوس کے ایک کلوگرام سے تیس فٹ مربع کمرہ کو روشن ہونے لکھو غلکا
 نور اس سے بڑھا ہوا ہے جو تمام عالم کو متور کیے ہوئے ہے۔ روشنی آگ ہی پر
 منحصر نہیں ہے یہ نور الہی جو نور مخلوق ہے اور عالم کے منور کرنے کی واسطے
 خلق ہوا ہے اوس میں جو ہم ظلماتی کا رہن چھو بھی نہیں گیا۔

(۴) ریڈیم وعات جس نایاب ہوا اوسکا حجم انسانی سے درتک فضل ہوتا ہے
 ڈالتا ہے۔ اس خاصہ کو مشاہدہ کرنے کے بعد کیا تعجب ہو سکتا ہے اوس
 واقعہ پر جو حضرت ابو نبی پر گزرا۔ اسلامی اخبار میں دیکھو شیطان کا حضرت
 ابوب کے منہ میں چھوکن اور اس سے تمام جسم آبلہ ہو جانا اور کمرے پر دانا جلی
 تصریح خود بیت بن بھی ہے کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے۔

(۵) ریڈیم کے پچاس رات جن چیز پر ہم جانے میں اوس میں بھی خاصیت ریڈیم کی پیدا
 ہو جاتی ہے اور ریڈیم کی ملی آنکھ پر نایابا کے رکھنے سے بہت سے اشیا سو جھلی
 پرستہ میں ریڈیم کا نور آنکھ میں آجاتا تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے۔

اب دیکھو خیاب امیر علیہ السلام نے ایسا کیا کلا اس طرح علاج کیا کہ دلی بانی
 سے نر کے آنکھوں کے معلقہ پر رکھا اور ایک آنکھ ناک میں گرم کر کے مریض کو

سدرج کچھ کھڑا کر کے اوس آئینہ میں نظر کرایا خود اپنا کی آگئی درمیتہ العاجیم
یہ علاج بھی بہت اعلیٰ نہ رہا اولاً بینائی اوسکی ایک شخص کے تجویز آگے رہا رہنے سے
گئی تھی مکن ہے ضرب سے کسی پردہ میں خون بھگیا ہو اور اس عل سے آئینہ کا فوس
ڈالکر وہ خون حشرات ہو بچھا کر رتی کیا گیا ہو۔ یا اوس شیشہ میں ریڈیم و حیات کے
کچھ خواص آنا رہوں۔

۴) مینڈک کے بچوں پر ریڈیم و حیات کی شعاعیں ڈالکر ایک ہفتہ میں بڑا کڑا
خیر سے ثابت ہوا ہے جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا موشکی نسبت لکھا ہے
کہ ایک ہفتہ میں عادتا بچہ جس قدر رتہ کرتے ہیں اس قدر وہ معطر ایک روز میں منور
زمانی تھیں خلاف فطرت انسانی ایسا منور ہونا کچھ بھی متبعہ نہیں ہے کیا اوس معطر کے
اجزاء کی کیمیائی کے خواص و آثار سے انکار کر دینا اور ریڈیم کی اس خاصیت کا فو
کرنا انصاف کا خون نہیں ہے ۴ ریڈیم کی شعاعیں بڑے سے حیوانات میں نو طواف
فطرت ہو اور جناب سیدہ میں نو طواف فطرت قابل قبول نہ ہو۔

پانچواں باب زمین کا بیان

۵) سابق کے لوگ زمین کو عنصر بسیط سمجھتے تھے حالانکہ تحقیق سے زمین
بہت سے عناصر پر مشتمل ہے جس میں اور خود زمین عناصر سے مرکب ہے بہت سے
انفرادات و حیات اور غیر و حیات کی شکل میں جزو زمین ہیں۔ میری نظر میں متقدمین کو
یہ شبہ کہ آب و خاک و باد و آتش عنصرین اسوجہ سے ہوا ہے کہ اوس اجسام کی تین شکلیں
عسوس نہیں جادے ایشال، گیسز اور ان تین شکلوں کے چار مرکبات کثرت سے (وگور، کھٹی
پرست، جھگو و عنصر جگہ اور مرکبات عالم کا جز قرار دیا اور جو اولاد بخون نے
سلطنت پر قائم کیے ہیں وہ سب مٹی اور قیاس میں ہم ادوں اولاد کا نہ دگر لکھا جاتے
ہیں نہ حر و نہ کسی فلسفہ کی مقصود ہے اس کتاب کی تحریر کا صرف فٹاریہ ہے
کہ فلسفہ جدید کے قدر ہمارے فلسفہ سے مطابق ہے۔

اسلامی تعلیم میں زمین کو عنصر بسیط نہیں بتایا ہے مباحر حال کی کیمسٹری میں ثابت ہوا

محصور نے فرمایا ہے کہ خدا نے ہوا کو پیدا کیا اور اس سے ظلت و نور اور ہوائی اور
 عرش و ہوا کے متعدد خلق ہوئی اور ہی ہوا سے (اکسین) آگ پیدا ہوئی تمام مخلوقات
 انہیں چھ چیزوں سے بنے (تفسیر فی، بخاری) ہوا سے تمام مخلوقات کی پیدائش
 بنائی گئی ہے ممکن ہے اس ہوا سے اکسین مراد ہو جو ارضی مرکبات میں اس قدر ہے
 جو یا کل زمین کا نصف وزن یا اور کوئی تیز مراد ہو زمین کو عنصر زمین بتایا ہے اور گنے
 پانی و ظلت و نور کو عنصر بتایا ہے بلکہ حدیث میں مخلوقات کی بناوٹ کے غالب اجزاء
 کا ذکر ہے اور زمین بھی زمین مذکور زمین جس سے معلوم ہوا کہ یہ بسیط نہیں ہے بلکہ
 بسیط ہے نہ پانی نہ ہوا نہ ظلت و نور نہ عرش اب مراد ظلت و عرش و نور ہو جس
 کی سے غالباً نما ہے اور استعارہ ہے خاص اجزاء سے جگو ہم نہیں سمجھتے مگر
 سے تفصیل دیکھی گئی لیکن اگر عرش سے مراد وہی عرش ہے جسکو کبریٰ کہا اور بتایا
 جاتا ہے اور جس سے عالم کو بیٹھا ہے اور مراد ظلت سے عدم نور ہے تو یہ غلط
 ہے عرش کے کونے اور اس سے خلقت عالم کی اسکا کوئی بھی متعلق نہیں ہے
 بسط سے ظلت ہی بنی ہے وہ جہاں کی نہیں ہو سکتی لہذا اس مقام پر مجاہد و تہا
 ہے خاص ایشیائے مختصر اسلامی تعلیم میں زمین کو مرکب بتایا ہے اور بسط
 جیسے متاخرین قائل ہیں۔ گیسٹری میں نصف وزن زمین کا اکسین کو بتایا ہے
 اسلامی تعلیم میں اگر زمین کی خلقت ہوا سے کی جاتی تو کس قدر حیرت ہوئی جدید فلسفہ
 کبر سے زمین کی خلقت بتاتا ہے اور کچھ حیرت نہیں ہوئی اسلامی تعلیم میں عام موجود
 کو گیز سے بتایا ہے چھ زمین بھی داخل ہے ابو صدق دل سے اس تعلیم کا کلمہ پڑھو
 اور ماضی و مستقبل کا ترک کرو۔

۵۔ مسیح شیم۔ علامت س م مقد الانصال ۲۸۔

یہ عام مفروضہ ہے جس سے زمین بنی ہے اسکو لیکان بھی کہتے ہیں بہشتا کہیں کے
 اس سے زیادہ اور کوئی مفروضہ دنیا میں نہیں ہے جو تھا اصل زمین و ارضیات کا ہے
 خاص نہیں مگر لیکن جیسا کہ اکسین کے ہوا ملا ہوا ہے کہ اور در رنگ بوری رنگ چھ

سنگ قطع، بالوں اور اکثر پہاڑوں کے پتھر قریب قریب خالص سلی سنگ ڈوا کی اوکائی کی شکل میں پایا جاتا ہے وزن تناسبہ اسکا ۲۱۴۹ ہے اور اس کے بھلانے کے لیے اس قدر تیز حرارت درکار ہے جیسے لوہے کے بھلانے کے لیے ضرورت ہے۔

سلی سنگ ڈوا کی اوکائی علامت ۶۰ لم مقدار اتصال ۶۰ سلی شیم کا بھی ایک اوکائی ہے جسکو عوام میں سلیکا کہتے ہیں جبکہ گوشت ستون کی شکل میں قدرتی بکثرت ملتا ہے جسکو کو اڑٹز سینے سنگ بلوری کہتے ہیں پتھر بھر اور ڈوڈر پتھر اور پھر ارج در حقیقہ دزد مرد و سنگ شیم قریب قریب خالص سلیکا میں شیشہ یعنی کاج بھی سلیکا کا مرکب ہے ہزار ہا قسم کے کافی مرکبات ایسے ہیں جو ایلیمینیم اور ٹائیم اور کیلیم اور آئرن سلیکیٹ سے مختلف مقدار میں نکلرہتے ہیں سپید رنگ کا شفاف کو اڑٹز (یعنی سنگ بلوری) جو خالص سلیکا ہے اسکا وزن تناسبہ ۲۱۶ ہے یہی تیزاب میں حل نہیں ہوتا الا ہیڈر دفلورک ایسڈ میں سلی شیم ٹیڑا فلورائیڈ اور پانی

بچے ہیں ۱۰۰ حصہ فلز = ۱۰۰ حصہ فلز ۱۰۰ حصہ فلز ۱۰۰ حصہ فلز
سلیکا کسی آگ سے نہیں بھلتا الا کسی ہیڈر جن کے شعلہ میں۔ سلیکا سینیٹ
اور زیت کے بھٹکے میں بھی ہوتا ہے چینی، بھٹری، شیشہ، مائٹ، مایہ سب
سلیکان میں۔

اسلامی عظیم میں زمین کی خلقت میں بتایا گیا ہے ۲۲ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں
زمین بالو سے بنی ہے دکائی (یہ وہی سلیکان یا سلی شیم ہے۔

۸۵۔ کیلیم۔ علامت ک مقدار اتصال ۴۰

یہ دھات خالص حالت میں کبھی نہیں ملتی لیکن مختلف مرکبوں کی صورتیں نہایت کثرت سے پایا جاتا ہے خصوصاً کاربونیٹ نمک کی شکل میں کیلیم خوبصورت سفید رنگ کا
چکدار دھات ہے جس میں خفیف جہلک زرد رنگ کی بانی جاتی ہے وزن تناسبہ
اسکا ۴۰ ہے سوئے کے اندر سخت ہے اس کے ہار یک تار بنا سکتے ہیں یہ کترا

اور سوہن سے رہتا بھی جاتا ہے چوتھو دیگر پتلے کا خذ کے مانند جن بنائے ہیں
 مرطوب ہوا کے مقابل میں جلد میل ہوتا ہے اور خشک میں بدیر بانی کے اجزاء اور
 جلد متفرق کر دیتا ہے بلاتیم کے ورق پر روح انفرس کے چراغ پر رکھنے سے خوبصورت
 سفید رنگ کی روشنی کے ساتھ جلتی ہے عظم القیاس انجن اور رکھریں اور انجرات
 آبیڑیں اور بروین بھی جلتی کیساتھ جلتی ہے کیلک اولک ایڈ، یا لایم۔ گنا، ہندی
 میں جو نائے ہیں۔ سنگ مرمر کو خوب حرارت پہونچانے سے خاص چیز حاصل ہوتی ہے
 کیلک کاربونیٹ کک یا یہ نمک دنیا میں مینار ملتا ہے مثلاً کھرباشی اور لایم اسٹون
 لینے لنگر اور مال بل لینے سنگ مرمر۔ کیلک کاربونیٹ ہیں۔

علاوہ ازیں کوڑی گھونگی، سیسی کاربونیٹ آف لایم ہیں۔ انسان و حیوان کی ہڈیوں
 پر نمک موجود ہے۔ کیلک کاربونیٹ بانی میں جل نہیں ہوتا لیکن اگر اس بانی میں
 کاربونک ایسڈ موجود ہو تو بہت جلد حل ہو جاتا ہے۔

اسلامی تعلیم میں بتایا گیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام مفضل سے فرماتے ہیں
 زمین سبکی اور چونٹھتا ہے (بحار خصال)

خاص طور پر مصوم نے ان دو چیزوں کا ذکر فرما کر کیمیائی حالت زمین کی بتائی ہے
 اور کیلیم کے وجود کی طرف اشارہ ہے جاہل عربوں سے کیلیم کا ذکر فرما کر کیا فائدہ
 تھا وہ لوگ کچ اور چونے کو معدنی نہ سمجھتے تھے معدنیات میں ذکر فرما کر صاف بتا دیا
 کہ کیلک کاربونیٹ زمین کی ساخت میں موجود ہے شریعت میں حج اور چونے پر
 تیمم اور سجدہ کی مانفت ہے خاص اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ دونوں چیزیں معدنی
 ہیں اور معدنیات پر سجدہ اور تیمم کی مانفت ہے۔

۵۹۔ ایلیومینیم۔ علامت ال مقدار اتصال ۴ و ۲۰

یہ دھات بشکل سیلیکٹ بصورت مختلف کچنی میٹون کے اور ادا کایڈ کی صورت میں
 بھی در ٹا ملتا ہے ایلیومینک، سوڈک کلورائیڈ جو دہرائنگ ہے اسکو سوڈیم
 دھات کے ہمراہ ملا کر حرارت دینے سے اس دھات کو علیحدہ کر دیتے ہیں

یہ دھات جانوری کے مانند ہنایت چکدار خوبصورت دھات ہے جس سے اب مختلف قسم کے زیور بناتے ہیں وزن متناسبہ اسکا ۲۶ ہے دھاتون کے ہر ایک بہت کا آمد و عمدہ مرکب بنتے ہیں مثلاً تانبہ کیساتھ ایک ایسا مرکب بنتا ہے جو سونے کے مشابہ ہے ایلیوینک اور کسانڈاسکو ایلیوینیم سکولی اور کسانڈاسکو بھی کہتے ہیں۔
 ال ۲ ظاہری صرف ایک اور کسانڈاسکو ایلیوینیم کا قلعی صورتیں یہ مرکب ہے اسطور پر قدرتی ملتا ہے بیسے یا قوت، نیلم، اور کھرہ بڑ بچھرا، چٹکری، کے پائین ابونیا کا سولیشن داخل کرنے سے یہ مرکب حاصل ہوتا ہے سفید رنگ کا ہڈا ریت ہے ایلیوینک پٹاسک سلفیٹ وہ مشہور و معروف دوا خراگ ہے جسکو ایلم (چٹکری) کہتے ہیں بدلتی جسکو پوروسین کہتے ہیں کئی طرح کی ہوتی ہے اور کئی قسم کی مٹیوں میں پائی جوتی ہے بناتے ہیں لیکن اون سبکی مہارت یہ ہے کہ وہ ایلیوینک سلیکیٹ میں انکو جانی مٹی کہتے ہیں۔

انسانی خلقت کے بیان میں کئی مٹی کا ذکر اسلامی فلسفہ میں کیا گیا ہے جسے ظرف بناتے ہیں مثلاً افراتما ہے۔ خلق الانسان من صلصال کا لفظ افراتما سے انسان اور مٹی سے بنا ہے جو صلصال تھی مانند خمار کے۔ خمار اور مٹی کو کہتے ہیں جو آگ سے بکالی جاوے جسکی ٹھیکری ہوتی ہے (جمع البحرین) اور صلصال وہ سوکھی مٹی ہوتی ہے جو آگ میں نہ بکالی جاوے اور کے بجائے سے آواز بکے برتن کی سی آوے (جمع البحرین) یہ وہی چکنی مٹی ہے اور ایلیوینیم ہے جسکو اس مقام پر صلصال کہا ہے وہی چکنی مٹی جو ظرف بنانے کے استعمال میں آئی ہیں بدون آگ میں بکائے ویسی آواز دیتی ہیں جو ادریون کے بکانے کے برابر آواز پیدا ہوتی ہے یہ صلصال وہی ایلیوینیم ہے جو چکنی مٹیوں کی شکل میں پایا جاتا ہے۔

۶۰۔ سوڈیم علامت س۔ و۔ مقدار اتصال ۲۳

جانوری کے مانند سفید رنگ کا ملایم اور چکدار دھات ہے، ۲۰۰ درجہ میں گھلتا ہے

اور حرارہ کی حرارت سے کم میں شکل ہجرات تبدیل ہو جاتا ہے ہجرات سیرنگ
ہوئے میں وزن متنا سبہ اسکا ۱۹۷۲ ہے اس واسطے پانی میں ڈالنے سے حیرت
اور اس کے اجزاء جلد تفرق کر دیتا ہے مگر اس قدر حرارت پیدا نہیں ہوتی کہ شعلہ
پیدا ہو لیکن اگر پانی در اگر م ہو یا ایک گڑا جاذب کا غذا کا پانی پر بھکھرا دسیر سو گیم
کا عطر اور کھین تاکہ ایک جگہ دھات قائم ہو جاوے تو اس قدر حرارت پیدا ہوگی کہ شعلہ
پیدا ہو جاتا ہے اور شعلہ کی رنگت خوب زرد ہوگی پانی سے آگ لگنا دیکھی یا ایک
ایسی بات تھی جو قیاس میں نہیں آسکتی تھی اب تجربہ اسکی دلیل ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسکو آگ کے اقسام میں مفضل سے فرمایا ہے
۱۔ ایک وہ آگ ہے جو جیتی ہے کھائی نہیں بے فساد، بھاری

سوڈک کھو ماہر یہ عام کھانے کا نمک ہے جو تمام دنیا میں کثرت سے پایا جاتا ہے
سندر کے پانی میں فی صدی تین حصہ موجود ہے اس واسطے اسکو سی سالٹ کہتے
بحری نمک کہتے ہیں اکثر اقلیم میں اس کے بڑے بڑے چٹانے ہیں عظیم الشان بہار
اور کانیں بھی اسکی زمین میں موجود ہیں سوڈک کاربونیٹ جسکو ہندی میں سچی کہتے
ہیں پہلے اس نمک کو استخار کھری کی خاک سے حاصل کرتے تھے اب اسکو کھانے
کے نمک سے بناتے ہیں سوڈک نیٹریٹ یہ نمک بھی بعض ولایتوں میں قدرتی شاپ
سوڈک پوریٹ۔ یعنی سہاگہ یہ نمک فارس اور طبت کے چٹو میں قدرتی نکلا ہوا
ان نمکوں کا بیان اسلامی تعلیم میں پانیوں کے بیان میں ہے خدا فرماتا ہے ۱۔ خدا
عذاب و فساد و ہلاکت اجاچ (سورہ فاطر) یہ آب شیرین ہے اور
(خوش ذائقہ ہے) اور یہ آب الین و شور ہے۔ تمام نمکوں کے اقسام کو یہ استاد
شامل ہے جو مخلوط ہیں پانی میں اور پانی سے زمین میں جزا رضی ہو گئے ہیں۔

۱۔ آئن۔ علامت اور مقدار اتصال ۵۶

ہندی میں لوہا فارسی میں آہن لائن میں فرم کہتے ہیں ہر مقدار اس دھات کا مقدار
ہے اور مقدار کثرت سے یہ دھات زمین میں اور اجزائے ارضی میں موجود ہے اکثر

چیزیں بدو ان کی شرکت کے نہیں ہیں لیکن خالص صورتیں بہت کم ملتا ہے۔ سنگ آسمانی بعض اوقات جو آسمان سے برستا ہے اس میں خالص لوہا ہوتا ہے۔

اب تک لوگ مانتے تھے کہ قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ لوہا آسمان سے خدا نے بھیجا جیسا کہ ارشاد ہے: **وَإِنَّا لَنُصَوِّرُكَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُؤُنَ سَوْرَةً مِّمَّا يَكْفُرُونَ** اب کیا منکر کر نہیں گئے آسمان سے لوہا برسا کیسا کایک روز مرثیہ کا مشاہدہ ہے جسکو تیرہ سو سال پیشتر آج سے قرآن مجید میں بتا دیا ہے۔

تجارت میں تین قسم کا لوہا پایا جاتا ہے۔ یہ تینوں کیما کی صفات میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ اول بنایا ہوا۔ دوم ڈھلا ہوا۔ سوم فولاد۔ پہلی قسم کا قریب قریب خالص لوہا ہے۔ دوسری قسم میں کاربن اور سی کان مختلف مقدار میں شامل ہیں۔ تیسری قسم کے لوہے میں دوسری قسم کی نسبت کاربن کم ہے زمانہ سابق میں وہی قسم کا لوہا تھا بنایا ہوا اور فولاد ڈالنا جاتا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے مفضل سے معادن کے بیان میں لوہے اور فولاد کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت کیما کی اختلاف کو ان دونوں کے جانتے تھے اور ساتھی تیسری قسم کو یہی کہی جوشنگ آسمان کیساتھ برستا ہے اوسکا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے جس سے سابق یونانی ملک بھی ناواقف تھے۔ وزن مناسبہ اسکا ۱۷۷ ہے خالص لوہے کی ظہین کعب شکل کی ہوتی ہیں۔

لوہے کے بعض مرکبیں مقناطیس صفت پائی جاتی ہے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے مگر جب اسکو حرارت دیکر سرخ کریں تو مقناطیس اسکو نہیں کھینچ سکتا لیکن ٹھنڈا ہونے کے بعد یہ مقناطیس سیاہ لوہے کا اکساؤ ہے جو پھر دن کے پہلے طبقہ میں ملتا ہے اور اکثر اسکے پہلو بنجاتے ہیں لوہا حیوانات ذی الفقرات کی بناوٹ میں بہت موافق ہے اور جز خون ہے، اکساؤ اسکا بناناات و حیوانات کے لیے نافع ہے۔ لہذا لوہا بھی جز ارضی ہے۔

اسلام میں بھی مذہب کے اجزاء میں سے لوہے اور فولاد کو قرار دیا ہے اس لیے کہ

زمین سے حاصل ہو وہ جزئین ہے سد فی لوس ہے کا ذکر امام جعفر صادق ع نے
مفضل سے فرمایا ہے۔

۲۲۔ کاربن علامت ک مقدار انصال ۱۲

یہ پہلا ثقیل مفرد ہے بیشال یا لطیف شکل میں نہیں ملتا ہے لیکن اس عجیب مفرد کی
تین مختلف نقلی شکلیں ہیں بظاہر تینوں صورتیں ایک دوسرے سے نہایت جدا
ہیں مگر اہمیت میں سب یکساں ہیں سر مو تفاوت نہیں ہے مثلاً انسان باعتبار اہمیت
بنادٹ سب ایک ہیں وہی دو آنکر اور ایک ناک و دکان ایک سیدہ خدا کے لیے
عطا کیے ہیں ہضم اور گردش خون کے آلات جو خالق نے ہر دوستان کے رہنے
والوں کے جسم کے اندر بنائے ہیں وہی افریقہ و روس و فرنگ و دیگر اقوام کے
مگر یہ ایک آدمی دوسرے سے بظاہر شکل میں کچھ مختلف ہے یہی صورت اس
مفرد کی بھی ہے جو جز اعظم زمین کا ہے۔

اول وہ صورت ہے جسکو ہم ہیرا یا الماس کہتے ہیں دوم گرافاٹ یا بیگیو، سوم
چارکول بیس کوئلہ نقل رنگ و وزن متناسبہ کے اعتبار سے ان تینوں میں بہت بلکہ
بالکل اختلاف ہے لیکن انہیں سے کسیکو آہن یا ہوا کے مقابلہ میں جہن آہن
موجود ہے جلد میں تو وہی چیز اور ایک ہی وزن کی حامل ہوتی ہے جسکو کاربنو
ایسڈ یا کاربن ڈائی آکسائیڈ کہتے ہیں اس مرکب کے ہم حصوں میں (۲۲) آہن
اور (۱۲) کاربن ہی جا سکتا جس سے ان تینوں شکلوں کے انشاء کو حاصل کریں گے
نہایت بڑا مفرد ہے جو انسان و حیوان و نباتات کی بنادٹ میں جز اعظم ہے اگر وہی
زمین پر یہ عنصر نہ ہوتا تو مخلوق خواہ حیوانات سے ہو یا نباتات سے۔ بصورت
حال ہرگز موجود نہ ہوتی علاوہ ان تین صورتوں کے یہ مفرد آہن و ہڈی و جن کے
ساتھ نباتات و حیوانات و انسان کی بنادٹ میں جز اعظم ہے اور آہن و کیلیم و مائت
کے ساتھ کنگراؤں کوہ راجی اور سنگ مرمر اور سیسہ کی صورتیں ملا انتہا موجود
ہے یہ عنصر ہم کو کھانسی و آگرگی و آرزیر صاحب نے ظاہر کیا کہ یہ مشہور و معروف جلا

اور اہرارت کا بادشاہ خالص کاربن ہے اور ایک ناچیز شے یعنی کوئلہ کا سگاہائی ہے دنیا میں سب سے بڑا ہیرا اور عمدہ کوہ نور ہے جس کا پھلہ وزن پون باؤ کے قریب تھا اور تراشنے کے بعد اب ایک توڑوس ماشہ تین رتی کے قریب ہے الماس گویا قلعی کاربن ہے ہمیشہ ہشت گوشہ قلم کی صورت میں قدرتی مٹا ہے وزن مٹا سب سے ۳۲۳ سے لیکر ۳۲۴ تک ہے۔ الماس کے برابر کوئی شے سخت نہیں ہے کسی چیز کے مقابلہ میں حرارت دین تو اس کے ہمراہ ملکر کاربونک ڈائی آکسائیڈ میں شامل ہو جاتا ہے لیکن اگر آکسیجن یا ہوا سے بجا کر سخت حرارت دین تو کوئلہ کے مانند ہو جاوے گا۔ اگر فائنٹ جیو گوشہ قلموں کی شکل میں ہوتا ہے اور سیاہ رنگ کا مثل دھات کے کس تشبیہ سے اس کو سیاہ سیسہ بھی کہتے ہیں اور کاغذ پر لکھنے سے سیاہ داغ پڑتا ہے۔ اس واسطے خالص کر کے پبل بناتے ہیں۔

کوئلہ قسری شکل کاربن کی ہے یہ گویا قلعی کاربن ہے لکڑی یا حیوانات کی ہڈیوں کو جلانے سے حاصل ہوتا ہے یہ بالکل خالص کاربن نہیں ہے اس میں بعض سیسہ کی نمک بھی ملے رہتے ہیں۔ کوئلہ کی شکل کا نہایت خالص کاربن وہ ہے جس کو کاجل کہتے ہیں۔

وزن مٹا سب سے اس قسم کے کاربن کا ۷۱۰ لیکر ۷۱۱ تک ہے کوئلہ اگرچہ نظا ہرانی سے ہلکا معلوم ہوتا ہے لیکن فی الواقع وہ بھاری ہے سفیدی ہونے کی وجہ سے بانی برتیزا ہر لیکن اگر اس کو سفوت کر کے بانی چین ڈالیں تو وہ بانی کے نیچے بیٹھ جا دیکھا سفیدی ہونے کے باعث اس میں جذب کرنے کی بھی صفت بانی جاتی ہے تو بے مرتبہ اپنی طاقت سے زیادہ ایوینا کو اور نور مرتبہ کہیں کو جذب کرتا ہے شکر کو صاف اور اس کی رنگت کو جذب کرنے کے لیے بھی متعل ہے داغ عفونت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عفونت دار جو این جو یہ جذب کر لیتا ہے وہ آکسیجن کے ساتھ جو کوئلہ اپنے اندر جذب کر کے رکھتا ہے ملکر ایو مرکب ہو جاتے ہیں کہ انکی ماہیت بدل جانے کے سبب سے او میں سے کیفیت غلط کی باطل جانی رہتی ہے اگر کوئلہ بانی یا سیٹھ تلے اوپر چکر مٹی سے پوشیدہ کر دیں اور اندر ہی اندر جلادیں اس طرح سے اس میں ہوا نہ جاوے تو بانی اور کل ہوا

اس سے وہ مرکب ہے اور ڈھانچا اور ایک سیاہ فٹے اور پختن لکڑیوں اور
 میٹھوں کی صورت کی رہ جاوے گی البتہ جہاں زنا پہلے سے کم ہوا وہی یہ وہی کوئلہ۔
 در اگر کم کوئلہ ہو یا کچھ کم زمین جلا دین تو اس سے کاربونک ایسڈ پیدا ہوگا۔
 اس عرصہ دراز گذرا ہے ہماری زمین پر پہلے حرارت بہت تھی اور روئیدگی لانا انتہا
 فی حدیث اگر انشاء اللہ چنانچہ زمین کی سطح پر اس عرصہ گزرنے پر زمین ٹھنڈی ہوئی
 تھی اور سخت دروئیدگی طبقات زمین میں دہستی گئی اور انقطاع ہو اسے گردی چھ
 سے اندر ہی اندر زمین کے جل گئی اور ہوا کے تمام مائے اوہ نے واسطہ اور
 گئے اور بخارات ہو گئے اور جو مادہ اوہ نے کے قابل نہ تھا وہ رہ گیا ایسے کوئلہ
 بفر کا اور دیگر مواد نباتیہ اور ارضیہ جو اوس میں مخلوط ہوئے تھے اگر ہم تختہ سے
 مدنی کوئلہ کو نظر کریں تو اوس میں ہیکو بے کی شکلیں بھی ہوں گی معلوم ہوں گی اور اگر میکرو
 سے صاف و شفاف کھردر اسد کی تھکر کا نظر کریں تو بیشک اوس میں نباتی کوئین معلوم ہوں گی
 ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مدنی کوئلہ بھی نباتی کوئلہ کے مانند ہے۔ اگر کوئلہ جلا دین
 اس سے کاربونک ایسڈ بنتا ہے اور کوئلہ جل کر جو دھواں بنتا ہے اسکو جمع کر کے
 یخین تو دہ کا بن ہوتا ہے۔

اس جز اعظم کو زمین کے بھی اسلامی تعلیم نے نظر انداز نہیں کیا ہے۔

مدین عمران علی ام حیر صادق علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں۔

سے مولا کیا۔ شے خانہ کعبہ کی جگہ پر جی جوق عرش خدا بانی پر تھا حبیب کہ خدا فرما
 ہے ۛ وکان محمداً علی الملو ۛ

مام علیہ السلام۔ مامہ درخندہ تھا (یعنی دور کا فی بجا)

مماۃ ۛ فی فتح یم کبشہ بوسہ (صحیح جو ہری)

سات بتایا گیا ہے کہ ابتدائی حالت زمین کی اور اسوقت کا زمین کا ہیرے
 تھا جسطرح ہیرے کو ہوا اور کچھن سے بجا کر سخت حرارت دینے سے ہیرہ کوئلہ
 شکل میں تبدیل ہوتا ہے اسی طرح سے قدرتی الماسی شکل زمین کی کوئلہ کی شکل میں تبدیل

بہارِ اسلامی

ہوئی اور یہی اشیاء اوس میں مقناوٹا رہے۔
 بہشت میں یا قوت والاس وغیرہ کے مکانات اور زمینیں بنائی گئی ہیں۔
 اور مکا بھی جب زمین پر مطلب ہو کہ وہاں زمین کا کاربن والاس کی شکل میں ہے اور
 گولہ کی شکل اختیار نہیں کی ہے۔

پھر زمین کی بھی ٹکوئی حالت بتائی ہے کہ اس کی خلقت میں کاربن ہے۔
 بہشت میں ہے کہ خدا نے عظیم (ہوئے تند) کو بانی پرسلط کیا اور سنبانی کو
 اتھا جس سے کثرت سے سوہین بلند ہوئیں اور پھین اور پٹھا اور پھین سے دھوان
 اور ٹھکر ہو این ہو سنا جب وہ وقت آیا جبکہ خدا نے ارادہ کیا تھا اور سو ف پھین
 کو حکم ہوا جم جانے کا وہ جامد ہو گیا پھر موج کو حکم ہوا جم جانے کا وہ بھی جم گئی پھین سے
 زمین بنی اور موج سے پہاڑ (تفسیر فی الجارح)
 ہوا کا بانی کو تھنا اور اوس سے پھین اور پٹھا اور دھوان اور پٹھا صاف بتاتا ہے
 کہ ہوا کا کبھی بانی کے مخلوط کاربن سے ٹکراؤ کا اثر بنتا ہے اور اسی کاربونک
 ایڈ سے خلقت زمین کی ہوئی ہے۔

(مثال) بانی گلاس میں بہر دایک نلی کا سرابانی میں ڈبو دو دوسرے سوراخ کو
 منہ سے بھونکو ہوا سینہ سے ٹھکر بانی کو متحرک کر لگی اور بلکہ اوٹھینے پھانک کے بانی میں
 سفید وودھ کے ہوجاویگا۔ وجہ یہ ہے کہ تنفس کے ذریعہ سے ہوا میں کاربونک
 شامل ہوتا ہے ہوا کے کبھی اور کاربن کے اتحاد سے پس تنفس سے اوکسائیڈ بنتا ہے
 (اعتراض) بانی میں کاربن کہا لے آیا۔

(جواب) یہ سوال ایسا ہے جسے جواب میں ہم پوچھتے ہیں کہ بانی خود ہیڈ زمین
 کا اوکسائیڈ ہے ہیڈ زمین کہا لے آیا جبکہ یہ اوکسائیڈ ہے جس طرح خدا نے ہیڈ
 کا اوکسائیڈ بنایا اور سطر سے کاربن بھی خلق کیا جو ہوا یا بانی میں مخلوط تھا ہوا میں بھی
 کاربن کبھی کے ہوا کی شکل کاربونک ڈائی اوکسائیڈ موجود ہے۔

۶۳۔ نیز زمین جسکا ذکر اوپر گذرا زمین میں مشربک ہے یہ بہت اودون کیساتھ

مرکب ہوتا ہے میٹ پر نترک ایسے کے سببے بارود کا ٹک اور نو سادر جو مرکب ہے
نیز دجن دھیز دجن سے اور یہ گوشت بن ہر جہان کے پایا جاتا ہے تمام مادوں
اسکو بہت کم ملنے کی گشتش ہے البتہ آئین سے مرکب ہر کر نیرک ایسے بنتا ہے اور
دھیز دجن سے ملکر ایوینیا گیز (نو سادر) بناتا ہے نیز دجن جو اکا جز اعظم ہے پانچ
حصہ ہوا میں چار حصہ نیز دجن ہے حاجت مذکورہ آرٹیکل میں بتائی ہے کہ زمین میں
نیز دجن بھی شریک ہے ایسے کہ ہوائی شریک بانی کیسا تھ ہوئی ہے اور بانی میں شریک
ہے جس سے زمین خلق ہوئی ہے۔

۴۴۔ بیڈر دجن بھی جز زمین کا ہے اسکا مفصل بیان ہوا اور بانی کے باب میں
ہوا ہے بانی در حقیقت بیڈرک اوکا اٹھ ہے اور اس سے خلقت زمین بتائی ہے
ہر سے احادیث اس بار میں ہیں جو مرکبات آب میں مذکور ہوئے ہیں اور حدیث
مندرجہ آرٹیکل میں بتائی ہے۔

۶۵۔ سلفر علامت س مقدار اتصال ۳۲ وزن ۱۷۱ ۳۲

سلفر یعنی گندک دنیا میں دو نون طرح سے یعنی خالص اور بصورت مرکبات ملتی ہے لیکن
مکونین جہان آتش خیر نہاڑ ہیں : مان ہشت گوش قطعی صورتیں قدرتی بانی حاتی ہے اور
کثرت سے دعا تو ان کے ہمراہ ملی ہوئی ہے چنانچہ ان مرکبوں کو سلفاؤں کہتے ہیں مثلاً
۱۔ سلفاؤں۔ زنگ سلفاؤں۔ آئرن سلفاؤں کا بر سلفاؤں اور انہیں مرکبوں سے سلفر
صلحہ کرتے ہیں علاوہ اسکے گندک بصورت سیکنیشیم، کیلیم، سوڈیم سلفٹ کے قدرتی
موجود ہے بیڈر دجن کے ہمراہ بشکل بیڈرک سلفاؤں یا سلفیور ٹیڈ بیڈر دجن میں
جسموں میں بانی میں پائے ہیں اور انڈاسٹری سے جو گیز اڈھتا ہے وہ میں موجود
ہے اور چانور سرنے سے یہ گیز ملتا ہے جو ہوائے کر دی سے وزنی ہوتا ہے اسکا
سو گھنا زہر ہے اگر ۱۲۰۰ اجز ہوائے کر دی سے لجا دے تو چڑیا سو گھہ کو مر جا دے اور
۱۰۰ اجز ہوائے ملنے والی گیز کو کتا سو گھہ کو مر جاتا ہے کلورین اسکی ضد ہے گندک بہت
غیر بصورت زرد رنگ کا مفرد ہے اور ۲۳۲ درجہ کے قریب با بعض کے نزدیک ۲۳۹

درجہ میں کچھ لگتی ہے اور بانی کے مانند مشتری رنگ کے پٹال میں تبدیل ہو جاتی ہے اس سے زائد حرارت و بجاء سے توگا زمی ہونے لگتی ہے اور رنگت میں گہرا اور باہر ۴۰-۳۰ اور ۸۰-۳۰ درجوں کے سفید رنگ زمی اور سرد ہو جاتی ہے کہ برتن کو آوندھا کرنے سے نہیں کرتی ماہین ۸۰-۴۰ اور ۵۰-۷۰ درجوں کے پھر وہ بتلی ہو جاتی ہے گردہ مثل سابق ۵۰-۷۰ درجہ میں کھونے لگتی ہے اور سرخ رنگ کے انجرائین تبدیل ہونے لگتی ہے وزن متناسبہ انجرات کا ۲۶۶۲۶ اور ہیڈروجن کی نسبت سے ۲۶ ہے گندک بانی میں یا شرب میں حل نہیں ہوتی مگر ٹرین میں اور روغنوں میں حل ہوتی ہے۔ سب سے بہتر محلول اسکا کاربن ڈائی سلفائیڈ ہے۔ گندک جلنے والی شے ہے ہوا یا آکسیجن میں جلانے سے ہلکے نیلے رنگ کے شعلے سے جلتی ہے نیچے آکسیجن کو لیکر سلفور ڈائی آکسائیڈ میں تبدیل ہو جاتی ہے جبکہ سلفیورک ایسڈ کہتے ہیں۔ سلفیورک ایسڈ بانی کے ہمراہ ملنے کیوقت بڑی حرارت پیدا ہوتی ہے اس واسطے بڑی ہوشیاری سے اور احتیاط سے تدریج ملانا چاہئے شکر اور پلاسک کلوریٹ کو ملا کر اسپر ایک قطرہ سلفیورک ایسڈ ڈالتے سے بڑی آگ پیدا ہوتی ہے ایک مضبوط شیشہ کے گلاس میں قدرے شکر اور چند قطرہ گرم بانی کے ملا کر سلفیورک ایسڈ ملا دین تو شکر چھو لکر کوئلہ میں تبدیل ہو جاوے گی۔ جنوبی امریکا اور آتش فشان پہاڑوں کے حریب سے جزائر سقالیہ سے کثرت سے نکالی جاتی ہے خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے ۲۲ اِنَّا مَنزِلُوْنُ عَلٰی هٰذِهِ الْقُرْاٰنِ رَحْمٰنَ السَّمَآءِ ۲۳ بِمَا كَفَرُوْا بِعِصْمٰتِکُمْ (سورہ عنکبوت) ہم اس فریہ پر آسمان سے عذاب نازل کرینگے اودن لوگوں پر جو فاسق ہو گئے ہیں۔

حضرت نوح کی بیٹیوں سدوم و عمورہ کا ذکر ہے آسمان سے آگ برسی تمام بیتان جلکر خاک ہو گئیں اس ہوائے گرمی میں ہر قسم کے مادے موجود ہیں گندک بھی غلوٹ ہے ممکن ہے آکسیجن سے گندک جلکر برسی ہو یا ہیڈروک سلفائیڈ یا سلفیورک ٹریڈ سلفیورک یا اور کوئی ایسا ہی مرکب برسا ہو۔

اسلام اور دنیا کی تعلیم سے مفردات زمین میں شامل ہیں لیکن بہت کم
 سے معلوم ہوگا زمین کو مریخ فرس کر دیا اور کے حساب سے
 اس کے واسطے اس طرح ہے۔

اکسین

آکسینیم، یگنیشیم، کیلیم	سیکا
کاربن، سوڈیم، پوٹاشیم، آئرن	
نیزوجن، ایڈوجن، باقی مفردات سلفر، کلورین	

فصل مرکبات ارضی کے بیان میں

۱۔ انسانی خلقت کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے۔

۱۔ خلق انسان من صلصال کالغفار (سورہ رحمن) یعنی انسان کو خلق کیا
 اور مٹی سے جو خشک مٹی تھی اور اس طرح سے آواز دیتی تھی جیسے آگ کی پکی ہوئی مٹی آواز
 دیتی ہے۔

۲۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون (سورہ حجر) ہم زمین
 خلق کر کے دے انسان کو خشک مٹی سے جو گندھی مٹی گرم پانی سے۔

۳۔ انما خلقناہ من طین لادب (سورہ صافات) یعنی خلق کیا انسان کو
 اس مٹی سے جو مخلوط و مزدوج تھی۔

۴۔ تب انزل علیہ السلام فراتے ہیں خدا نے عز و جل نے دے اپنے ہاتھ میں طوب

شیرین کا لیا اور اوسکو مٹی سے غلط کیا وہ جم گیا۔ پھر دوسرا جلا آب
 لیا اوس میں مٹی ملائی اور وہ بھی جم گیا۔ پھر اون دونوں کو ملایا اور مٹی
 پھر چاروں ملا کر کو حکم دیا بنے نال و جنوب، و صبا، و دبور کو تاکہ
 طین اور اوس مٹی کی ابتدا کریں اور اوسکو بنا دین اور اوس مٹی سے
 کریں اور اوس میں چاروں طبعیتیں ہو اور خون و صفراء و لبن کی صلا
 بس ملا کر اوس مٹی برائے اور چاروں طبعیتیں اوس مٹی میں پیدا کریں
 لی گئی لبن صبا کی طرف سے داخل ہوا صفراء دبور کی سمت سے اور خون جنوب
 پھر اوس پر نسیم جو مٹی اوس بدن کی تکمیل کی عورتوں سے محبت اور طول
 (دیح) کی سمت سے ہوا اور اکل و شرب اور علم و معرفت و ہنر کی وجہ سے
 غضب اور بیوقوفی و شیطنیت اور تخر و سرکشی اور ہر کام میں غفلت و غفرت اور ہر
 اور عداوت و لذت و محارم الہی و باجندی شہوات کی خواہش و خون کی وجہ سے
 ہو لی (لخص حدیث از مجمع البحرین)

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب خدا نے زمین کو
 خلق فرمایا جا با تو جمعہ کے روز اول ساعت میں جبرائیل کو حکم دیا بحکم خدا جبرائیل
 آسمان سے دنیا کے آسمان تک سے اپنی ہاتھ میں مٹی لی پھر ساتویں زمین سے
 سب ساتویں زمین تک جو سب سے نیچی ہے ہر زمین سے مٹی لی۔ پھر چاروں
 کو کچھ سکھایا پہلی مٹی واسپنے مٹی میں لی اور دوسری بائیں میں اوس مٹی کے
 اور زمین و آسمان کی میان ذرہ ذرہ اور ریزہ ریزہ ہو گئیں مادن و دوزخ و
 ملا دیا اسٹے لخص حدیث (کافی)

(۶) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا خدا نے وہ مٹی جس سے حضرت آدم
 کو خلق کیا حامل کی اور خالص آب شیرین بن اوسکو گوندہ کر جالیس روز بڑا
 پھر آب شور و تلخ بن گوندہ کر چھوڑ دیا جالیس روز جب اوس مٹی میں حمیرہ گیا اس کے
 لیا اور مطح و منقاد اپنا بنا یا اب وہ مٹی واسپنے اور بائیں (مٹی) سے

مگر اس نے اسے اور بھی بہتر زمین سے لی اور اس کو آب شیرین و آب نمکین
 کا جو روح پیدا کرنے کے لئے اور کھوکھلا کر کیا غنیمت جلائی سے پس آدم کو
 زمین پر لایا اور اس سے اس کا نام آدم ہوا۔ پس آدم نے زمین پر پانی اور مٹی
 سے اور ہوا سے اور نور سے اور نور سے ایمان آتا ہے
 زمین پر پانی سے خشکی سے خشافت و ضعف و کمزوری ہوتی ہے جب اس پر
 ہوا اور آواز غیب فرماتا ہے

اور اس کے دل کا واضح طور پر پتہ لگتا ہے۔

اس نے خلقت الہیاتی ہوئی جو بصورت چمکی مٹی کے تھا۔

اس نے خلقت جان گرم جان کی بھی شرکت ہے جس سے کہ کئے میں کہ سفر کیا
 اور اس کے لئے کہ تھا۔

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو
 رو اس کے لئے کہ تھا۔

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

اس نے خلقت کو جو چمکی سے ہوئی جس سے صاف اور ان کی کیا بی اجزا کو

جسکو عرب دہور کہتے ہیں۔ اور خون کے براد اکیسائی دوس ہوا ہے۔
 ہوئے جو عرب میں ہوا ہے جنوب کھلاتی ہے۔ چنانچہ اپنے لیے یہ علاقہ
 بصورت گیز ہے جسکا جزا اکیسائی شمال سے ملے۔

(۴) ان چار ہواؤں کے علاوہ ایک باخون ہوا ہے جسکو ہم کہتے ہیں
 انسانی جسم کی تکمیل کی بنیے اس جزا اکیسائی نے تکمیل حاصل کی۔

(۵) آسمان و زمین کی شہسوے لیا جانا اسطو کہ اس کے اجزاء ہر ایک
 جو مختلف اجزاء ہیں وہ بھی انسانی خلقت میں ملے۔

(۶) آسمان اور زمین کی مٹیوں کو زمین پر لایا گیا ہے۔ اس سے
 انسان سے ہے تمام عناصر ارضی و مادی کو بنانے والا ہے۔

وہاں عناصر رہے جو کھد کی گشتی سے جلا کر لائے گئے ہیں۔
 (۷) مٹیوں کو آب خالص و شور میں چاہیں۔

کی بھی شرکت کا پتہ ہے جو انیہار کے سر کرنے سے۔
 نیچر و آریہ شہنشاہین کو آدم علیہ السلام سرسری ہوئی۔

کی ہے اور رنگ یکسر ہی ہے تا د ا حقیقت اکوہ۔
 وہی فرادین بلا شخص جس سے کل انسانی قائم ہو۔

کے قدیم ہونے کا کوئی خالی نہیں زمین کے جو۔
 ہے۔ پانی کے انیلہائی سے جیسے آگ کے آگ۔

سے ارضی انیہار زمین و مٹی سے بننے کے تو کس۔
 دوسرے اور تیسرے دور میں زمین پر بکثرت۔

کی خلقت ہوئی جو غے دور میں زمین سے آگ ہوا۔
 خلق ہوا یکسر ہی میں کیفیت تغیر (یعنی زمین میں) کو۔

سر کرنے بنے اجزاء متفرق ہونے کی حالت میں ہوئے۔
 سیدی بھنڈا و گندھا ہوا آگ وغیرہ کیفیت کیسی کیسی ہوئی۔

سب سے پہلی چیز حیوانی ہے۔ اس کی نشوونما بھی غذا سے ہوتی اور وہ غذا بھی گھاس
پاٹ ہے جب انسان کی نشوونما گھاس سے ہوئی اور گھاس کی کئی سے توانسان کی
نشوونما کا بڑا حصہ یہی مٹی ہوئی اور اصل نطفہ کی بھی مٹی سے ہوئی تو یہ کہنا بھی صحیح ہے
اور یہ سچ مٹی سے پیدا ہوتا ہے حضرت آدم پر کیا منحصر ہے کوئی آدمی اور نیچر یا انسان
میں ہے جو مٹی سے نہ بنا ہو مٹی کس بات پر ہے یہی تو خدا عز و جل کا ہے وہ نطفہ نکلتا
کہ انسان میں سلاخ میں طبعین ثم جعلنا من نطفۃ فی فراوان مکن ثم خلقنا الانسان من
نحلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا النصفۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنا
خلقاً اخر فبارک اللہ جنہ من الخالقین ثم انکم بعد ذلک لستون ثم انکم بعد
القیمة تبعثون (سورہ یونس) سبحان انسان کو خدا عز و جل سے غلظت کا بھرا ہوا
مٹی کو نطفہ بنایا جو رحم میں ساکن ہوا پھر اس نطفہ سے علقہ بنایا اور علقہ سے نطفہ بنایا
اور مضغہ سے چڑیاں بنائیں اور ہڈیوں کو گوشت بنھایا بعد اسکے اس کی دھڑکنے لگی
انسان کی) بادی مبارکہ ہے خدا جو سب سے بہتر بنایا والا ہے۔ پھر یہ سچ ہے کہ
تم مرہ گئے پھر قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔

ہر انسان کی یہی حالت ہے حضرت آدم کا کیا ذکر اگر فلسفہ کی روش سے ان حالات سے واقف ہوئے تو کیا یہ شبہ نہ ہوتا کہ لطف سے عبادت و محبت اور غفلت سے بڑی بڑی سے انسان بناو تو اس سے یہی حالت پانچ سے بیشتر کی ہے بشریہ کہنا جاتا ہے کہ بڑی سے انسان بنا - گوشت سے انسان بنا - فطرت سے انسان بنا اور سطر سے انسان بنی سے بنا ہے اور ہر کرمی ہو جائیگا اور قیامت کے روز انہی سے پھر وہ بارہ بنایا جاوے گا۔

بہت صاف الفاظ میں حقیقت اس پیش کی عادیث میں بتائی گئی ہے۔

(۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بدن میں جو جراثیم پیدا ہوتے ہیں وہ

بنا تھا اور وہ جزا انسانی جو جلا جاتا ہے بہت کم ہیں دو ہندون اور اگر

کھانے میں انسانی اعضا سے یا جو اجزاء انسانی مل جاتے ہیں وہ

جے۔ اور تو نے روبرو ایک ایک ذرہ بھی خلاستار میں پوشیدہ
 نہیں ہے۔ تو تو اشیاء کے اور ہر شے کے وزن کو، اور وہ زمین
 کے اندر ان کے سوسے کے طور پر ہی میں مخلوط رہتی ہے جب قدرت
 کے حکم سے وہ زمین سے بٹا کر زمین سے وہ پانی نکلتے جنہیں حیات کے
 واسطے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مٹی میں جمع ہو جاوے گی اور پانی اس طرح
 زمین پانی بہرے سنگھولہ اور سوخت انسانی مٹی اس طرح سے غرق
 ہو جاتا ہے اور وہ دودھ کرکھن نکل آتا ہے اور سوخت تمام
 بجے (احتجاج طبری)

درجہ اول

سہ چھین نہ کوئی اخلاق ہے نہ مایل کی ضرورت ہے نہ
 کے بعد ہم انسانی جن چیزوں میں تکمیل ہوتا ہے۔ ان میں چیزوں
 را گیا ہے۔ یونانیوں کی سرچھی اور وہ کہتے ہیں کہ
 تے ہیں اسلامی تعلیم اسکے خلاف ہے بتایا گیا ہے کہ کر کے
 ہوتے خود انسان کو کوئی کہا جاوے یا وہ بلکہ خاک
 اور مٹی میں مھو نظر رہتے ہیں۔ بھر دو مشاؤون میں سمجھایا گیا ہے
 چنانچہ ہے نیاری ہو دھا کر سونا مٹی سے نکالتے ہیں وہی
 زمین سے پانی نکلتا اور اس مادہ کو دھوا کر علیحدہ کر دیتا
 ہے۔

تو ہے کہ اس طرح سے نکل آتا ہے اور اسے انسانی مادہ
 بناتی ہے۔ اس کے بعد فائدہ ہوگی انتشار اجزاء سے تم کتاب میں
 دیکھو کہ اس کے بارہ انسان کو پیدا کرے گا۔

میں فرماتے ہیں۔

میں فرماتے ہیں۔

میں فرماتے ہیں۔

انسانی طبیعت باقی رہ جاتی ہے جس سے وہ خلق ہوا تھا، اصل میں ہوتی قربین باقی رہتی ہے یہاں تک کہ اس سے انسان بنایا جاتا ہے (جمع البحرین) مرنے کے بعد کل اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں نہ ہوا رہتی ہے نہ نور نہ تاریکی باقی نہیں چھوڑ دھاتی وغیرہ دھاتی وغیرہ دھاتی رہ جاتے ہیں وہی انسان کی اہل ہیں۔

(مشہد) مردے کی ہڈی بہت سے دھاتی وغیرہ دھاتی اجزاء ہوتے ہیں (امام علیہ السلام) محض طبیعت کو فرمایا ہے۔

(جواب) امام علیہ السلام نے طبیعت کو بسیط و مفرد نہیں فرمایا ہے بلکہ وہ مرکب و مرکبہ ہے۔ کہتے ہیں یہ اعتراض ان کے قول کی بنا پر ہوتا ہے، امام علیہ السلام طبیعت کے اقسام فرماتے ہیں اندھا بینت، اور اس کے مفردات اہل انسانی ہیں اس کا وجود ہو گا اور نہیں ہو گا غلط ہو گا۔

۱۔ مسئلہ بن سہروردی عجیب و غریب ہے اس کے روئے اٹا جاتا ہے کہ کہنے سے زمین اڑے اور آسمان چرے میں جہان موقع ملتا ہے اور تمام حالات اور کئے اور کئے کے موافق ہوتے ہیں وہ ٹھوٹے عرصہ کے بعد وجود کبھی ملتے ہیں۔ اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ زمین و آسمان و حیوانات کا امکان کچھتے ہیں قرآن کے آیت نام نے اس مسئلہ کی کتاب میں اس قسم کا خیال ظاہر کیا تھا کہ چاند سے زندگی بخش غمزدین برآ کر گئے تھے چاند بناتا تھا و حیوانی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ جرمی کے ڈاکٹر۔ ایچ۔ ایس۔ ایس۔ نے یہ بیان کر دیا کہ اس کتاب سے ہمیں آبا و سوارو نکھا کر تھا یہ خیال اخذ کیا اور اسے دوروں کے مسئلہ کیساتھ شامل کر دیا کہ کسی آبا و دنیا سے چاند اڑھ کر اس دنیا میں آئے تھے جس سے پودوں اور جانوروں کی ابتدا ہوئی۔ ایسے کچھتے ہیں۔

(پیشہ کوڑے) بالے گئے ہیں جکے اکناف بن خور وین قاصر ہے۔ جیسے زرد بخار ویشی کی منہ اور بادوں کی بیماری کے جرم ہو تے ہیں بعض کا فہم۔ وہیں سے ملتا ہے ہوتا ہے ہوا میں اڑنے رہتے ہیں سورج کی شعاعوں کے ذریعہ سے وہ زمین و آسمان و درمیان پہنچ سکتے ہیں اور چاند اڑھ کر آنے کے بعد۔

ایسا منہاجرم اور ذکر اور پر جا دے تو وہ مریخ کا دائرہ گردش الکیس و زمین پر
 آئے۔ زمین پر زمین پر جو دو ماہ میں طے کرے گا اور ہمارے نظام میں سے تیس
 تین ہزار سال میں ہونے کا حساب روشنی کی رفتار کی شرح
 کے مطابق لگایا جاتا ہے کیڑے کا وزن مخصوص پانی کے برابر تسلیم کیا گیا ہے
 یہ نظام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جاندار کونسا جرم کتنی مدت تک قائم رہ سکتا
 ہے۔ خلا میں کین سخت حرارت ہے اور کین سخت سردی جس سے زندگی کا عمل ناممکن
 ہو جاتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ مریخ کے کسی پرانے مصالحوہ دار لاش میں سے گیہوں کے چند دانہ
 نکلتے تھے جو کئی ہزار سال تک چڑے رہنے کے بعد بھی اُنکے کے قابل رہے
 اور کسی عالم ماڈرن کتا ہے کہ رومی قبر میں اٹھارہ سو سال کے بعد جرم پائے گئے
 تھے جو نشوونما کی موت سے سمرانہ تھے۔ مارشل دارڈ اور روس کے تجربات سے
 یہ ثابت کیا گیا کہ تمام نبات ہو گئی ہے یعنی اُنکے پیدا کردہ جو انیم بہت مدت تک زندہ
 رہ سکتے ہیں۔ ایک شرط اسکے ساتھ یہ پائی گئی کہ جو انہ تھے خدا میں نہوا
 کہ ان۔ اس قسم کے خیالات میں عالمین کے جاندار کی پیدائش و نشوونما کے متعلق گہری
 کاادہ کیا ہے پیدا ہوتا ہے سائنس نے ہنوز اسکا کوئی قطعی بحث جواب نہیں دیا ہے
 بعض ارتقاء کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہر دو بلایا زم زندگی کا تخم اور اگر تکامل وغیرہ
 سے رفتہ رفتہ نباتات و حیوانات وغیرہ پیدا ہوتے ہیں مگر یہ ایک راز سرسبز ہے
 جو افشا نہیں ہوا ہے۔

قرآن مجید میں انسانی خلقت کی نسبت ارشاد ہے **وَعَدَدَ خَلْقَنَا الْاِنْسَانَ فِي**
اَحْسَنِ تَقْدِيرٍ (سورۃ النین) **مَعْقِبَةٍ**۔ جسے مطلق کیا
 انسان کو اچھے طریق سے پھر بننے لیا دیا اور اسکو نیچے سب سمجھوں کہ۔ انسان کا
 ساطین و عظیم و نامتناہی ہے کہ اتنی سے انسان زمین پر آیا ہے مادہ انسانی اتنی
 پر خراج و رحمت ہی حدیثوں سے ہوتی ہے زمین سب سے بڑا کردہ ہے اس پر

آسمان سے انسانی مادہ نازل ہوا بھر فرماتا ہے۔

فان سلطنا الیہاد وحنافتمثل لہما بشرا سویتا (سورہ مریم) جیسے بھیجا مریم کو
طرف اپنی روح کو وہ روح مریم کے لیے انسان ستوی خلقت بن گئی۔ یہ آیت بھی
انسانی مادہ کو خدا کی طرف سے آجاتی ہے۔

شب سراج رسول خدا کا آسمان پر رطب کھانا اور اس سے نطفہ کا جناب بیٹہ
اللہ جیسا کا قائم ہونا اخبار میں موجود ہے۔

یہ سب شہادتیں ہیں اس بات کی کہ انسان کا شکل ذرات آسمان پر ہونا درج
آتا ثابت ہے۔

اسی طرح ارواح کا افلاک پر جانا یہ بھی احادیث و اخبار میں کثرت سے ہے
ثبوت اس مسئلہ سے سائنس کے یہی ہو گیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے ۷۷ وقالوا اذ کنا عظاما ورفانا انا لمبعوثون خلقا جدید
فلو کوننا حجارۃ او جدیدا او خلقا متا یکبر نے صد و رک (سورہ زمر) اسرار

کا فرکیسے جب ہم مر گئے (ہی اور خاک کے ذرہ ہو جائیے گے ہر ایک نئی خلقت کیونکر
نجات دے سکے گا) تم تجھو یا لو یا اور کوئی بڑی خلقت ہو جائیے گے جو تمہارے

دلیں ہو (تب بھی تم دوبارہ پیدا ہو گے) بہت صراحت ہے اس میں کہ مرکز الوجود
وہ صورتیں اختیار کرتا ہے جسکو وہ اپنے زعم میں مقلوب الہا بیت سمجھتا ہے اور

انسانی نئی شکل ہو جائیے یا انسانی آئین خالص کو ہے کی صورتیں نمودار ہو
یا انسانی تصور اس سے کوئی بڑی خلقت تجزیر کے مثلاً سوچنا ہو جائیے

کہ مادہ ایک ہے اجتماع ذرات سے ایک نیا مادہ بنے تب دوبارہ اسی سے
مادہ انسانی رفتہ رفتہ ملحد ہو کر پھر پہلا انسان بنا دیا جائیگا جس طرح ہمارے ہی

سے زمین و آسمان بنے اور وہی اجزاء کو جو ہمارے ہیں وہی زمین و آسمان
کے ہیں اور جو زمین و آسمان کے ذرہ ہیں وہ ہمارے ہیں۔

اس مقام سے حدیث نور کا ثبوت بھی یہی ہو گیا۔ لہذا جو نے فرمایا ہے ہمارے نور سے

پھوٹ خشک ہو کر منتشر ہو کر خاک میں ملے یہی حالت بعینہ ہونی چاہیے۔ اگر کسی کے
 مواد انسانی ایک مقام چھن ہو کر آج انسان بنا کر اس کے اجزا اڑا دیں تو اسے
 دیگر عناصر میں بھر دے عناصر جمع ہو کر نیا انسان بنے گا جنم کے طریقہ سے نہیں بلکہ
 رفتہ رفتہ وہ اجزا اٹھیں گے بدلتے بدلتے بقدرت خدا انسانی شکل اختیار کر سکیں گے۔ یہی
 انسانی خلقت اور اس کے مواد جسمانی کی کیفیت ہے کہ کبھی صدق دل سے تیرہ سو سال
 بعد ایسا نہ لائی ہے۔ اس اسلامی تعلیم کو مختصر طور پر اور گینک کبھی نہیں پڑھو اور صدق
 دل سے ایسا نہ لاؤ۔

۶۸۔ ایلیوسن کیمیا گری شعلہ حیوانات میں ایلیوسن کا اول درجہ بہت خون جو کین
 بخود روح ہے اسکی بناوٹ اور عضلات دماغ و اعصاب و خورد و کلامی غدود و کئی سا
 میں ایلیوسن جز اعظم ہے حیوانات کے انڈو مین جو نشے ہے رہ ایلیوسن ہے
 اب بغور دیکھا جاوے تو یہی ایک بڑی چیز ہے اس سے بھر کر ایک عضو کی تیار
 ہو جاتی ہے خون انسان کا ہو یا حیوان کا جب باہر نکالا جاتا ہے تو جلد دوسرے
 ہو جاتا ہے ایک ثقیل شے جسکو نو ٹھڑا کہتے ہیں دوسرے آبی چہر جسکو آب خون کہتے
 ہیں سیرم کہتے ہیں۔ سیرم میں علاوہ پانی اور نمکیات کے ایلیوسن حل ہے۔

ایلیوسن نباتات میں بکثرت موجود ہے مثلاً لکڑی، ارڈی، گوبھی وغیرہ مقدار افعال
 کے روئے اسکی ماہیت کا حقہ معلوم نہیں ہے مگر باعتبار دوزن فیصدی اس میں چیز
 قریب قریب اسی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ
 ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ ۱۰۰۰ حصہ
 میں زیادہ شراب اور ماہر میں حل نہیں ہوتا۔

ایلیوسن حرارت کے باعث سے بھی ثقیل ہو جاتا ہے اور جب اکثر تہ ثقیل ہو جاتا ہے
 تو پھر پٹال میں ہو سکتا اسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی طریقہ چارے اس میں نہیں ہے جس سے
 ہم ثقیل ایلیوسن کو پھر سبب کر سکیں جن ملک کی خلقت بھی ممکن ہے۔ ایلیوسن سے ہو
 جیسے جاری خلقت میں ایلیوسن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ علاوہ ایلیوسن کے کئی

السنہ قبل از قیل سے سیال ہو سکتا ہے۔
 کے درجہ میں سے بھی ہوتا ہے کہ وہ جسم کثیف سے
 بناتے ہیں۔
 جسمانی طور پر جسمانی اور جنسی کے ہیں ایلیوس سے
 کے سیال درمیان رطوبت سے پردہ اجڑا
 عورت کے کاناں بنتا ہے جسم لطیف سے
 بناتے ہیں اور قیل سے پھر لطیف ہوتا ہے
 سے ترکیب کے قلیل ہوں اور پھر اسکے علی قیل
 میں کر سکتے تو کوئی بھی اسپر قادر نہیں ہے
 کوئی شنبہ بھی نہیں ہو سکتا۔

ان کی جاتی ہے۔ کہ وہ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰
 کے اعضا میں نہیں ہے کہ وہ اسکا براخزن ہے
 ان کے غلا رو کی دال میں کثرت ہے ایلیوس کے غلا
 ان سے منجھ ہو جاتا ہے۔ دودھ میں کوئی تراب
 پیچیدہ ہو جاتا ہے جسے وہی یا پیر کہتے ہیں اور شنبہ
 جو مکمل ہوتی ہے جسکو وہی کا توڑ یا اگر بڑی میں (وہی)
 بنے سے جو بالائی جاتی ہے وہ گیزی این ہے۔
 ایلیوس اور گیزی این میں فرق یہ ہے کہ ایلیوس کے
 گیزی این بند ہوتا ہے اور پر کے سطح پر بالائی جاتی
 رہی تہ گیزی این کی شکل بالائی جسم کو نمودار ہوتی ہے
 کے دودھ کے گیزی این زیادہ غلا ہوتا ہے
 ہے جناب امیر علیہ السلام کا فیصلہ موجود ہے جس میں
 کے دودھ سے وزلی ہوتا ہے (مدینۃ العاجز)

نصف

مے۔ جنس حیوانات کی جھلیاں اور پوست و رباط و غیرہ
 باعث سے پانی میں تمام و کمال حل ہو جاتے ہیں البتہ کم و بیش
 جو ٹھنڈا کیا جاوے تو وہ منجمد ہو جاتا ہے مگر بہت ملائم ہو
 مگر غرض اسے اسکو جلشن کہتے ہیں یہ شے حیوانات کی بنا و بن
 اگر حسب اعضاء مذکورہ پانی اور حرارت کے مقابلہ میں انہیں
 بناوٹ کا حیوانی حصہ گویا جلشن ہے نہ ہڈی ڈاڑھ لیونڈر ہڈی
 رکھیں تو اسکا اثر بھی حصہ ہیے تک حل ہو جادینگے اور شے
 اور چاؤ کی اسکو بائین جوش دین تو حل ہو کر جلشن ہے گا
 سینک اور کمر وغیرہ کو پانی میں بکاتے سے حل ہو جاتا
 جھکانا ایک ایسی شے ہے کہ اسکو پانی میں حرارت دینے سے
 میں مثل ایسیوں کے ہے۔

خداوند کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے ۱۱ اقرا باسم ربک
 خلق (سورہ اقرآن) پڑھو اپنے خدا کے نام سے۔
 سے خلق وہی جانیں اور غائبہ ہیں۔ ہم جو ہڈی اور رگوں
 ۱۱۔ واضح ہو کر پانچ کیمیا کی ساخت میں درج ہے۔
 سبب جنس (جنس حیوانی) اور دوسرے کو جو ہے۔
 جنس معدنی کہتے ہیں خالصتہ مفضلہ ذیل سے
 کہتے مرکبات کس کس مقدار میں باکے جاتے ہیں۔

جلشن ۱۔ ۲۔
 بدو سلسلہ ۱۳۔

جنس سبب جنس

کیا انشتم فاسفیٹ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔
 کیا انشتم کاربونیٹ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔
 کیا انشتم فلورائیڈ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔
 کیا انشتم فاسفیٹ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔
 سوڈا ۱۔ سوڈیم کلورائیڈ ۲۔

ارنجی سبب جنس

حلقہ مختلف معینوں سے اور مختلف مقامات کی میٹروں سے ہے۔
 (۱) وہب بن منبہ سے روایت ہے ملاحظہ فرمائیے حضرت ادم علیہ السلام کو فرشتوں کی طرف سے ساتوں زمینوں سے سرسہلی زمین سے اور گردن و دوسری زمین سے دوسری زمین سے اور تیسری زمین سے دوسری زمین سے اور چوتھی زمین سے پست اور پست با پنجون زمین سے ساتویں زمین سے اور دہون پنڈلیان اور دونوں قدم ساتویں زمین سے اور دہون پنڈلیان (الحق بن محمد الدین رازی)

مکن ہے مراد ساتوں زمینوں سے ساتھ ارضی اقالیم یون با مراد ارضی سیارہ ہوں جبکہ ہم مفصل کتاب البیۃ فی فلسفۃ الاسلام میں لکھتے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی کیمیائی اجزاء اجرام فلکی سے بھی بنے ہوئے ہیں اور یہ مطلب اس حدیث کا نہیں ہے کہ ہر عضو مخصوص ہے مقامات مذکورہ حدیث سے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر زمین سے ہر زمین کے ساتھ ایک جزو حضرت آدم کے ہر عضو میں شریک تھا علاوہ اس جزو مخصوص کے اور اجزاء کیمیائی بھی تھے۔

(۲) ابن عباس سے مروی ہے کہ ۱۰ خدا نے حضرت ادم کو خلق کیا اسراقدس بیت المقدس کی مٹی سے، منہ جنت کی مٹی سے، آنکھیں حوض کی مٹی سے، دانت ہند کی مٹی سے، دایاں ہاتھ کی مٹی سے، بائیں ہاتھ فارس کی مٹی سے، ہڈیاں ہار کی مٹی سے، شرمگاہ بابل کی مٹی سے، پشت و شکم عراق کی مٹی سے، قلب اقدس فردوس کی مٹی سے، زبان حجاز کی مٹی سے، سر بیت المقدس کی مٹی سے بنایا وجہ یہ کہ ہر مقام عقلاً و فطرتاً لطف ہے ہر مقام جنت سے بنایا پہلے مقام زینت ہے۔ آنکھیں حوض سے بنیں اس لئے کہ وہ دیکھیں ملاحات ہے۔ دانت ہند کی مٹی سے بنے اس لئے کہ وہ چلاوت ہے۔ ہاتھ کی مٹی سے بنے اس لئے کہ وہ چلاوت ہے۔ پشت و شکم عراق کی مٹی سے بنے اس لئے کہ وہ چلاوت ہے۔ شرمگاہ بابل کی مٹی سے بنے اس لئے کہ وہ چلاوت ہے۔ ہڈیاں ہار کی مٹی سے بنے اس لئے کہ وہ چلاوت ہے۔ قلب فردوس کی مٹی سے بنایا پہلے مقام زینت ہے۔ زبان حجاز کی مٹی سے بنے اس لئے کہ وہ چلاوت ہے۔

اس خبر سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے حسب ذیل ہے۔

(الف) مٹیوں کی تقسیم بتاتی ہے کہ سب جگہ کی مٹی ایک ہی طرح کی نہیں ہوتی بلکہ اجزاء کی کمیابی علیحدہ علیحدہ ہیں جس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کل اجزاء کی کمیابی ہوتی ہے ہر شہر یا براعظم کے بدلے بدلے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعض مفردات بعض اقالیم سے مخصوص ہیں یا بعض اقالیم میں زیادہ پائے جاتے ہیں اور بعض اقالیم میں وہ مقدار یا نسل نہیں پائے جاتے یا پائے جاتے ہیں تو بہت کم لہذا اس مفرد کے لحاظ سے اس اقلیم کا پتہ دیا ہے جہاں وہ مفرد ہے اور بہت کثرت سے ملتا ہے مثلاً انگلستان کے جنتہ میں کی تھیک کلورائیڈ بکثرت کھلا ہوا ہے۔ پلانٹیم ملکہ دس جزیرہ سرینڈیہ وغیرہ میں ملتا ہے۔ کارپمالک متحدہ امریکہ کے بڑے بحیرہ میں بڑے ٹکڑے کی صورت میں موجود ہے۔ سیکنیشیم کلورائیڈ اور سلفیٹ کی شکل میں دریائے نیل اور اکثر جنتوں کے پانی میں موجود ہے۔ اسی طرح اور بھی مفردات ہیں۔

کی تھیک کلورائیڈ کے مرکبات کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ جزائر انگلستان کے جنتہ سے لیا گیا ہے یا نہیں کے مرکبات کو کہہ سکتے ہیں کہ ملک روس یا جزیرہ کاسراندیہ سے یہ چیز لیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ مفردات اور مقامات پر بھی ہیں لیکن ایک کیسٹ یا دوسا ز کوئی مرکبات بنانا چاہتا ہے تو اس کے مفردات جن ممالک یا جن وکانوں سے لئے گئے ہیں ضرورتاً ان ممالک سے اس مرکب کی نسبت دی جائے گی چہ کہ وہ مفردات اور ممالک نہیں بھی ہو سکتے ہوں۔ یہی حال انسانی کیسٹری کا ہے خالق نے جو مفرد جس ملک و اقلیم سے لیا ہے انسان میں اس کو اخبارین بتایا گیا ہے اعتراض کیا ہو سکتا ہے۔

(ب) پھر اختلاف آثا و خواص و صفات مخصوصہ کو ہر عضو کے بیان کیا ہے کہ وہ صفت و خواص عضو کی اس وجہ سے ہے کہ فلان اقلیم و فلان مقام کی مٹی اور زمین کی مٹی ہے مٹی ہونے کی حیثیت سے تمام زمین ایک خاصیت رکھتی ہے لیکن اس کے خاص مفردات کے آثا و خواص سب جدا ہیں لہذا جو مفرد جس اقلیم سے جس عضو میں صرف ہوا ہے اس کا خاصہ اور فعل مذکور ہوا ہے۔

(ج) یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر عضو کے مفردات علیحدہ علیحدہ ہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر مفردات اللہ کی مٹی سے بنا اس لیے مقام عقل و فطانت و نطق ہے بیت المقدس کی مٹی سے جو مفردات لیا گیا ہے اور مثالاً انسانی دل و غ کو عقل و فطانت دی دیگر اعضا میں جو کچھ بھی اور سکا کیمیا کی اثر ہو اور سکا ذکر نہیں ہے یہی حال سب مفردات کا سمجھو۔
اسلامی تعلیم پر بہت اقدار لگائے تھے اب کیمسٹری نے تمام حیالت کی قلعی کھول دی اور اسلامی تعلیم کی صداقت کو آئینہ کر دکھایا۔

۱۔ رسول خدا کے براق کی نسبت حدیث میں ہے کہ کان اور سنے سبز زبرجد کے تھے پیشانی یا قوت سرخ کی تھی۔ یا مرکب حضرت آدم جب کا نام میمون تھا۔ جس پر ملائکہ نے حضرت آدم کو سوار کیا اور ملکوت کی سیر کرائی اور اس کی خلقت مشک کی بتائی گئی ہے دو فون بازو موتی اور مونگے کے۔

تاریخ

یا حوران جنت کی نسبت خدا فرماتا ہے کہ کافور الیبا قوت والمرجان (سورہ حنن) اور مثل یا قوت اور مونگے کے سرخ ہو گئی۔

بہشت کے طبقات کی نسبت اخبار میں ہے۔ دار السلام یا قوت سرخ کا ہے۔ دارالہمان سفید موتی کا۔ جنت الماوسے زبرجد سبز کا۔ جنت الفردوس سونے کا۔ جنت النعیم چاندی کا۔ جنت الفردوس طلا کے احمر کا۔ جنات عدن سفید بلور کا ہے۔ جنات جنت چاندی سونے کی اینٹوں سے بنی ہیں گاراشک کا ہے۔ مٹی عنبر و زعفران کی۔ قصر موتی کے۔ حجرے یا قوت کے۔ دروازے جو اہرات کے۔ نہرین کافور کی بعض شہد کی، بعض دودھ کی۔ درخت بلور یا قوت و غیرہ کے۔

یہ سب اخبار بتاتے ہیں کہ ان مخلوقات کی کیمیا کی ترکیب میں اشیاء مذکورہ ہیں۔ حکیم خلقت علی ادنیٰ ترکیب سے باخوبن جنوں نے اس مخلوق کی بنا دے کا ذکر کیا ہے تعجب کس بات میں ہے۔

۲۔ عرب کی جاہل قوم ہر شے کے مفردات کو نہ جانتی تھی اگر یہ کیا جاتا کہ انسان کی ہڈی کی ساخت میں کیلک کاربونیٹ ہے تو عرب کیا سمجھتے اس لیے بتایا کہ انسان کی

فہرست مضامین کتاب فلسفہ اسلام کیمشری

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	وجہ تالیف کتاب	۱	وجہ تالیف کتاب
۲	باب پہلا آریٹیکل نمبر ۱ کیمشری کی تعریف	۲	باب پہلا آریٹیکل نمبر ۱ کیمشری کی تعریف
۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان

- ۴۱۔ آرمیکل نمبر ۱۱ امیونیا کا بیان
- ۴۲۔ آرمیکل نمبر ۱۲ انفرانشا اطفال ہارشلوین
- ۴۵۔ آرمیکل نمبر ۱۳ اردن کی ماہیت
- ۴۷۔ آرمیکل نمبر ۱۴ زمین کی ماہیت
- ۴۸۔ آب و خاک کا بیان آرمیکل نمبر ۱۵
- ۴۸۔ برکیمیا کی اصل حرارت پیدا کرتا ہے
- ۴۸۔ آرمیکل نمبر ۱۶ کبھی حرارت کیا بخود خود بخود
- ۴۹۔ پیدا ہوتا ہے
- ۴۹۔ آرمیکل نمبر ۱۷ آگ چھوٹے اور دھوکے سے
- ۵۰۔ کیون تیز ہوتی ہے
- ۵۰۔ آرمیکل نمبر ۱۸ عناصر کے اصل تغزب و رنگ
- ۵۳۔ آرمیکل نمبر ۱۹ شعلہ کیا چیز ہے
- ۵۴۔ آرمیکل نمبر ۲۰ شمع و چراغ کا شعلہ تین طبقوں پر
- ۵۵۔ جنم کی آگ
- ۵۵۔ آرمیکل نمبر ۲۱ وہ اجسام جو آشتانی ہیں
- ۵۵۔ اونکے جلنے کے لیے خاص درجہ کی حرارت ضرور
- ۵۷۔ جنم کی آگ اور شمشیر کا جواب
- ۵۸۔ آرمیکل نمبر ۲۲ کل دھاتیں عام درجہ کے حرارت پر
- ۵۸۔ آرمیکل نمبر ۲۳ کاربونک ڈائی آکسائیڈ
- ۵۹۔ فلق کا بیان
- ۶۰۔ آتش نورد و حضرت ابراہیم علیہ السلام
- ۶۰۔ آرمیکل نمبر ۲۴ بدون آگ جل اؤٹھنا

- ۲۶۔ آرمیکل نمبر ۲۵ امیونیا کا بیان
- ۲۶۔ آرمیکل نمبر ۲۶ انفرانشا اطفال ہارشلوین
- ۲۷۔ آرمیکل نمبر ۲۷ اردن کی ماہیت
- ۲۸۔ آب و خاک کا بیان آرمیکل نمبر ۲۸
- ۲۸۔ برکیمیا کی اصل حرارت پیدا کرتا ہے
- ۳۰۔ آرمیکل نمبر ۲۹ کبھی حرارت کیا بخود خود بخود
- ۳۰۔ پیدا ہوتا ہے
- ۳۱۔ آرمیکل نمبر ۳۰ آگ چھوٹے اور دھوکے سے
- ۳۱۔ کیون تیز ہوتی ہے
- ۳۱۔ آرمیکل نمبر ۳۱ عناصر کے اصل تغزب و رنگ
- ۳۲۔ آرمیکل نمبر ۳۲ شعلہ کیا چیز ہے
- ۳۳۔ آرمیکل نمبر ۳۳ شمع و چراغ کا شعلہ تین طبقوں پر
- ۳۵۔ جنم کی آگ
- ۳۵۔ آرمیکل نمبر ۳۴ وہ اجسام جو آشتانی ہیں
- ۳۶۔ اونکے جلنے کے لیے خاص درجہ کی حرارت ضرور
- ۳۶۔ جنم کی آگ اور شمشیر کا جواب
- ۳۷۔ آرمیکل نمبر ۳۵ کل دھاتیں عام درجہ کے حرارت پر
- ۳۷۔ آرمیکل نمبر ۳۶ کاربونک ڈائی آکسائیڈ
- ۳۸۔ فلق کا بیان
- ۳۸۔ آتش نورد و حضرت ابراہیم علیہ السلام
- ۳۸۔ آرمیکل نمبر ۳۷ بدون آگ جل اؤٹھنا

مضامین

باجوان بابین کا بیان آرٹیکل نمبر ۱

- ۸۲ زمین بسیط نہیں ہے
- ۸۳ آرٹیکل نمبر ۲ سلی شیم کا بیان
- ۸۴ آرٹیکل نمبر ۳ کیلیم کا بیان
- ۸۵ آرٹیکل نمبر ۴ ایسوسینیم کا بیان
- ۸۶ آرٹیکل نمبر ۵ سوڈیم کا بیان
- ۸۷ آرٹیکل نمبر ۶ آئرن کا بیان
- ۸۸ آسمان سے لوہا آتا تو ہے کے اقسام
- ۸۹ آرٹیکل نمبر ۷ کاربن کا بیان
- ۹۱ زمین کی ابتدائی حالت
- ۹۲ ہنسی زمین
- ۹۳ آرٹیکل نمبر ۸ ہڈیوں میں بھی جڑ زمین ہے
- ۹۴ آرٹیکل نمبر ۹ مفلر کا بیان
- ۹۵ ضلکات میں آرٹیکل نمبر ۱۰ انسانی خلقت
- ۹۸ حضرت آدم کی خلقت پر اعتراض اور رد کا جواب
- ۱۰۱ انسانی مٹی کیا ہے
- ۱۰۲ آرٹیکل نمبر ۱۱ سید بن سہیل عالم ذکر کا بیان
- ۱۰۵ معاویہ
- ۱۰۶ آرٹیکل نمبر ۱۲ ایسوزن کا بیان
- ۱۰۷ غیب اور اس کا جواب
- ۱۰۷ آرٹیکل نمبر ۱۳ ایزری این
- ۱۰۸ آرٹیکل نمبر ۱۴ ہینسن کی ساخت
- ۱۰۸ آرٹیکل نمبر ۱۵ ہینسن کی ساخت
- ۱۰۹ انسانی خلقت
- ۱۱۲ آرٹیکل نمبر ۱۶ برائی دہشتی انسانیت
- ۱۱۲ آرٹیکل نمبر ۱۷ عرب کی جاہل قوم کے معذرت سے واقف نہ ہو

فصل ۱۱ کے مرکبات آرٹیکل نمبر ۱۸

- ۹۰ کوئلہ کی بڑی ضرورت ہے
- ۹۱ آرٹیکل نمبر ۱۹ حیوانی مادہ میں بھی آگ کی ضرورت
- ۹۴ آرٹیکل نمبر ۲۰ حیوانی کاربن کیونین ختم ہوتا
- ۹۵ آرٹیکل نمبر ۲۱ جن و شیطان کا وجود
- ۹۸ فاسفسر کا بیان
- ۹۸ معجزہ یہ بیضا
- ۹۹ آرٹیکل نمبر ۲۲ آگ کا دریا
- ۹۹ آرٹیکل نمبر ۲۳ جرم شمس بالذات شمع نور دار ہے
- ۷۰ سورج کے متعلق اسلامی تحقیق
- ۷۲ ایک شبہ کا جواب
- ۷۴ قیامت کا ثبوت
- ۷۴ آرٹیکل نمبر ۲۴ خلقت کو اک سیر کرنے ہے
- ۷۵ آرٹیکل نمبر ۲۵ کوئلہ کا بیان
- ۷۶ آرٹیکل نمبر ۲۶ ماریش گیز
- ۷۷ آرٹیکل نمبر ۲۷ ریڈیم دھات
- ۸۰ بہشت کی دائمی حالت
- ۸۰ جناب شیدہ کے نور کی شاعین
- ۸۰ حضرت آدم و ملائکہ کی نور سے خلقت
- ۸۰ ادا حسین کے نور سے راہ روشن ہوتا
- ۸۱ قصہ حضرت ایوب علیہ السلام
- ۸۱ بابینا کا علاج

